پھول وتی

عُرف

سُندر شانتا سنتی

حصّہ دوم

از تصنیف جناب مولوی عبدالباری صاحب آسی الدنی مقیم لکھنؤ

مصنف سندر شانتا ۴ حصہ و عیار فقیر - وملا زاغلول - واقوال اکبر و شرح دیوان غالب

و شرح تحفۃ العراقین وغیرہ

جسمین

کمال جانفشانی اور محنت سے سچے عشق کی داستان رقابت کے کرشمے،

جوانی کے دلولے سحر و عیاری سراغرسانی ہندوستان کی حالت عصمت و عفت

وغیرہ وغیرہ کی ایسی سچی تصویرین کھینچی ہین کہ دیکھکر دل پر خواہ نخواہ اثر ہوتا ہے

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

نولکشور پریس لکھنؤ مین چھپکر شایع ہوئی

سنہ ۱۹۲۱ء

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شایق کو چھاپہ خانہ سے ملسکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شایقین صحیح حالات کتب کے معلوم فرماسکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے جو صفحے سادے ہین اُن مین بعض کتب ناول مرغوب دل اُردو کے درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

کتب ناول مرغوب دل اُردو

نام کتاب	قیمت
اندرموہنی - حصہ اول	۴عہ/
" " دوم	عہ/
" " سوم	عہ/
" " چہارم	۱۲/
کالجگ کی کھونٹی - عرف بازیچہ اطفال مترجمہ منشی دوارکا پرشاد افق -	۸/
بزم اکبری - حصہ اول - تاریخی ناول قابل دید ہے	عہ/
" حصہ دوم -	۸عیہ/
مکاری کا پتلہ - عیارانہ کارروائیون کا مخزن -	عہ/
بادشاہ سلامت - ناول	۴عہ/
ماتما - اُردو	عہ/
چابک سوار معشوقہ	۱۲/
کرشن کانتا - حصہ اول - عیارانہ اور ساحرانہ کارروائیان وغیرہ وغیرہ	عہ/
کرشن کانتا - حصہ دوم	۴عہ/
کرشمہ تقدیر -	۴عہ/

نام کتاب	قیمت
نیرنگ فرنگ - تاریخی ناول ہے جسمین بونا پارٹ کے احوال درج ہین -	۲عہ/
شمس وقمر - درد انگیز عاشقانہ دلچسپ ناول -	۵/
حور العین کامل - غدر ۱۸۵۷ء کا تاریخی واقعہ ہے دو حصون مین	۴عہ/
خوبی قسمت - مصیبت اور پھر وصال کا قصہ ..	۴عہ/
اسرار ہند - قیافہ شناسی - ایک ہندی کے حصہ کا کارآمد نوٹس -	۱۲/
الف لیلہ شہرزاد - بطرز ناول معروف بہ دنیا زاد از مرزا حیرت دہلوی -	۱۲عیہ/
شہید جفا - دنیا کے انقلاب کی حیرت خیز نظارہ	۸عہ/
گنجینہ سراغرسانی - حصہ اول و دوم	۴عہ/
ایضا حصہ سوم وچہارم	۱ ۲عہ/
اُلو کی دم فاختہ -	۸
جفا و وفا -	۱۲/
حجاب عصمت -	۴/

پھول وتی

عرف سندر شانتا سنتتی

حصہ دوم

سیتا۔ آپ میری نہ پوچھے دیکھا جائیگا
خیر میں بھی آپ کو اپنا قصہ سناؤں گی
آپ صرف اس وقت تو یہ خط پڑھ لیجئے

کمار۔ آخر تم اسقدر ڈرتی کیوں ہو۔

سیتا۔ مجھے صرف یہ خوف ہے کہ کہیں ایسا
نہ ہو۔ کہ مجھے اور تمھیں اس قسم کی
باتیں کرتے کوئی دیکھ لے اور پھر رہائی
عمر بھر کے لئے دشوار بلکہ ناممکن ہوجائے

کمار۔ ہم نے تو یہ سوچ رکھا ہے۔ کہ
اب جو کچھ ہونے والا تھا وہ ہوچکا اور
کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ تم

اب ہمارے دل کو آسی خوف بربادی نہیں
ہوگیا ہونا تھا جو کچھ اور کیا ہوجائیگا

سیتا۔ مصیبتوں کا اختتام نہ سمجھئے۔
یہ آپ کی بڑی غلطی ہے۔ کیونکہ ظالم
کو ظلم میں اضافہ کرتے ہوئے کیا دیر

لگتی ہے۔ سوس کا سوا سوس کرنا اُنکے
نزدیک کوئی بڑی بات نہیں ہے۔
کمار نے اسکا اور کچھ جواب ندیا
اُن کی جتنی یہ باتیں ہوئی تھیں قریب
قریب سب مصنوعی تھیں اس لئے کہ
دل کا تقاضہ تو یہ تھا کہ فوراً خط پڑھیں
لہذا وہ خط پڑھنے لگے۔ اس خط کا
جو کچھ مضمون تھا وہ ضرور ناظرین
کے پیش نظر ہوگا۔ اور یہ بھی ضرور
یاد ہوگا کہ یہ خط راجکماری پھول وتی
کا وہ خط ہے جو اُس نے اپنا قصہ
سنانے کے بعد سیتا کو لکھکر دیا تھا۔
یہ لکھنا قریب قریب فضول ہے
کہ خط پڑھکر نام مشنکر کمار کو کس درجہ
خوشی ہوئی۔ اُن کو اس قید میں بھی
وہ آرام پہونچا۔ جو آزادی میں کسی

صورت میں نہ پہونچ سکتا تھا۔ وہ خدا
کے شکریے ادا کرنے لگے۔ کہ اچھا ہوا
تو نے مجھے قید میں پھنسا دیا ورنہ ممکن
نہ تھا کہ یہ راحت مجھے عمر بھر کے کسی حصہ
میں میسر ہوتی۔ اے ملہم غیب نے
مجھے سچا خواب دکھایا تھا واقعی میری
پیاری مصیبت میں مبتلا ہے۔ مگر اے
میں کیا کروں اور کیونکر اپنی شمع کے
گرد پروانہ بنکر چکر لگاؤں۔ اے خدا
جلد مصیبت کا خاتمہ کر اور جلد سے
جلد مجھے وہاں پہونچا دے جہاں
میری پیاری رونق افروز ہے۔ یہ
کہہ کر کمار کے آنسو نکل پڑے۔ اور
وہ بیاختہ ایسے روئے کہ ہچکی بندھ
گئی اور بہ مجبوری سیتا کو سمجھانا پڑا اور
وہ کہنے لگی۔

سیتا۔ پیارے راجکمار۔ جو کچھ حال
ہے وہ ظاہر ہے۔ میں بھی جانتی ہوں
اور تم پر بھی گذر رہی ہے رونے دھونے
سے کچھ بھی نتیجہ نہیں ہے۔ جو کچھ مقدر میں
ہونا بدا ہے وہ ہوگا اور ضرور ہوگا۔
آپ اس وقت اپنے دل کو سنبھالیئے
اور رونا دوسرے وقت کے لئے موقوف
رکھئے کچھ باتیں کیجئے اگرچہ نہ تھمنے والے
آنسوؤں نے کمار کو حد سے زیادہ پریشان

کرنا چاہا۔ مگر بمجبوری انھیں خود کو سنبھالنا
پڑا اور انھوں نے اسی بے خودی کی
حالت میں دو چار مرتبہ اور بھی اس خط
کو پڑھا۔ اور وہ سیتا سے کہنے لگے۔

کمار۔ اچھا سیتا اب تم مجھے پہلے یہ بتا دو
کہ وہ منوہان سنگھ کی کون ہوتی ہے اور
اس سے کیا تعلق ہے۔

سیتا۔ ہائے تمھیں اپنی مصیبت ہی
ایسی معلوم ہوتی ہے کہ دنیا میں کوئی
گویا تم سے زیادہ بلا میں مبتلا نہیں ہے
مگر تم کسی کی درد بھری داستان
سنو گے تو کانپ جاؤ گے۔ ؎

کلیجہ تھام لو گے جب سنو گے
نہ سنوائے خدا شیون کسی کا

کمار۔ سیتا خدا کے لئے جلد حال سناؤ
اس کے بعد سیتا نے بھی زیادہ
دیباچہ کو طول نہ دیا اور مختصر مختصر تمام
وہ حال سنا دیا جو اس نے پھول وتی
سے سنا تھا۔ کمار نے سب حال سنا
مگر اسی دل سے سنا جس طرح کہ ایک
عاشق کو معشوق کی داستان سننا چاہیئے
ہر ایک مصیبت پر ان کے آنسو نکلے
ہر درد پر اُن کے دل سے ایک شرربار
آہ نکلی۔ مگر مجبوری بھی کرتے تو کیا
کرتے سن لیا۔ روئے۔ چپ ہو گئے

اب اُنھوں نے سیتا سے پوچھا کہ تم یہاں کب سے اور کیونکر آکر پھنس گئیں۔

سیتا۔ راجکماری نے مجھے خط دیا مگر معلوم ہوتا ہے کہ بدری ناتھ عیار نے وہ تمام سرگذشت سُنی اور اُسنے فوراً وہ تمام حال ہنومان سنگھ کو سُنایا۔ اور عیاری کرکے مجھے اپنے جال میں پھنسایا۔ یعنی وہ ایک میری سہیلی کی صورت بنا۔ اور اُس نے مجھے ایک کوٹھری میں بے ہوش کرکے بند کردیا۔ غالباً میری زندگی کا کچھ حصہ باقی تھا۔ اور میری تقدیر میں لکھا تھا کہ دنیا کی آب وہوا اور کھاؤں کیونکہ ادھر وہ بند کرکے شاید ہنومان سنگھ کو بلانے گیا۔ ادھر رانی بمالا آئی اور اُس نے مجھے رہا کردیا۔ غالباً آپ نہ سمجھے ہونگے کہ بمالا کون ہے۔ یہ ہنومان سنگھ کی بیاہتا بیوی ہے۔ اور اسکو راجکماری پھول وتی کے ساتھ کسی قسم کی دشمنی نہیں ہے۔

کمار۔ اور اُن کو واقعی پھول وتی کے ساتھ کسی قسم کی کاوش ہونی بھی نہ چاہیئے کیونکہ سوتن کا جلاپا دنیا میں ایسی بُری چیز ہے کہ اُس سے زیادہ دنیا میں اور کوئی بُری چیز نہیں ہے۔

سیتا۔ نہیں اس کے سوائے وہ نہایت خود فطرتاً نیک ہے۔

اس کے بعد دونوں نے اُس کے متعلق اور کوئی بات نہیں کی۔ اور سیتا اپنا قصہ پھر سنانے لگی۔

بمالا نے مجھے کھول دیا۔ میں بیہوش تھی مجھے ہوشیار کیا۔ اور کہنے لگی کہ سیتا اسی میں خیریت ہے کہ تم فوراً یہاں سے چلی جاؤ تمنے جو کچھ پھول وتی سے باتیں کیں وہ میں نے بھی سن لیں جس کام کے لئے تم چلی تھیں مجھے اچھی طرح معلوم ہے۔ اگر جانا چاہتی ہو تو اب بھی وقت ہے چلی جاؤ۔ اس کے بعد تمھیں موقع نہ ملے گا کہ کہیں جاسکو جلاد کی تیز تلوار ہوگی اور تمھارا سر ہوگا۔

چنانچہ میں فوراً وہاں سے چلدی میں خیریت کے ساتھ اس پہاڑی تک پہونچی مگر ایک شخص نے جسے یقینی نہیں مگر ہاں اپنے قیاس سے کہہ سکتی ہوں کہ وہ عیار تھا مجھے بیہوش کرکے لے آیا خیریت گذری کہ اُسنے میری تلاشی نہیں لی اور اُسنے غالباً مجھے بیہوش کرنے کے بعد اس کوٹھری میں بند کردیا۔ میں اب تک یہ بھی نہیں سمجھی ہوں کہ اُسکو مجھسے کونسی پرانی عداوت تھی کہ اُسنے اسطرح مجھے قید کیا۔ مجھے یہ بھی یاد نہیں ہے

کہ اس صورت کے آدمی سے کبھی کسی قسم کی عداوت تھی آج اسی حال میں کئی روز ہو گئے۔ کمار نے اپنے دل میں غور کیا کہ آخر سیتا کو کیوں قید کیا گیا۔ مگر اس کے سوائے اور کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آئی کہ سیتا کے حسن گلوسوز نے کسی کے عاشقانہ دل پر قیامت ڈھائی ہے اور اس کی بھولی بھالی صورت نے تیر بن کر کسی کے بھولے بھالے نازوں کے پالے دل کو مجروح کیا۔ اور اسی کی وجہ سے اُسے گرفتار کیا گیا۔ ع

مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست
گل و گلچیں کا گلہ بلبل خوش لہجہ نکر
تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث

ورنہ بھلا کسی کو کیا غرض تھی کہ راہ گیر کو ستاتا۔

سیتا جو کچھ سرگذشت تھی وہ سنا چکی مگر آپ کیا وہ خود بھی نہیں سمجھی کہ وہ کیونکر گرفتار ہوئی اور اُسے کس نے اس دام بلا میں پھنسا دیا۔

اگرچہ یہ وقت سے پہلے ہے مگر ہم ناظرین کو بتائے دیتے ہیں کہ وہ کیوں اور کس غرض سے گرفتار کر لی گئی۔

آپ کو یاد ہو گا کہ مہادیو عیار نا وقت زمین دوز قلعہ کے دروازہ پر آیا اور دربانوں نے اس کو روکا تھا کہ اُس وقت کیا کام ہے مگر وہ بہانہ کر کے کہ مجھے اسی وقت ضروری کام ہے بھکر چلا آیا تھا وہ اسی وقت سیتا کو پکڑ لایا تھا۔

اس سوال کا جواب کہ سیتا سے اسے کیا تعلق تھا ہم اس وقت دینے کے واسطے تیار نہیں ہیں۔ صرف یہ کہکر اس باب کو ختم کرتے ہیں کہ راجکمار برجنگہ کا خیال درست ہے اور واقعی اسکی صورت نے مہادیو پر جادو کیا تھا ؎

دکھایا کنج قفس مجھکو آب و دانے نے
وگرنہ دام کہاں میں کہاں کہاں صیاد

پہلا باب

موتی اور مونگا کی دشمنی کی حالت جو کچھ تھی وہ آپ پہلے بابوں میں پڑھ چکے ہیں۔ اس کے بعد ہمیں صرف یہ لکھنے کی ضرورت اور باقی رہ گئی ہے کہ اُس دن کے بعد سے ان دونوں میں اکثر نوک جھوک کی باتیں ہوتی رہیں۔ مگر غریب پھول وتی عجیب خلفشار میں پڑی ہوئی تھی۔ وہ اگر موتی کی نہ مانتی تھی تو اُسے خوف ہوتا کہ ماتا کی نافرمانی بہت بُری چیز ہے۔

وہ یہ اچھی طرح ذہن نشین کر چکی تھی کہ
اُس نے ضرور اُسے دودھ پلایا ہے
وہ سمجھتی تھی کہ اگرچہ یہ حقیقی ماں نہیں
ہے۔ اگرچہ میں اس کے پیٹ سے
پیدا نہیں ہوئی ہوں مگر پھر بھی اسکے
میرے اوپر بہت سے حقوق ہیں۔ دوسرے
یہ بھی اگر میں بھلا دوں تو اس کا یہ
احسان میرے حق میں کچھ کم نہیں ہے
کہ یہ کہتی ہے میں تجھے تیرے گھر پہنچا دونگی
اور تیری خطا معاف کرا دی گئی ہے۔
اُدھر اگر سونگا کی طرف خیال کرتی ہوں
تو وہ مجھے اور بھی زیادہ عزیز ہے کس لئے
کہ اُس نے مجھے وہ امید دلائی ہے
جس کے لئے میں گھُل گھُل کر مر رہی ہوں
اس نے مجھے اس کی تصویر دکھائی
ہے جس کی آتش فراق میرے
تن بدن کو جلا رہی ہے۔ اب میں
کیا کروں کس کا کہنا مانوں ایک
عجیب مزا یہ ہے کہ دونوں کی دونوں
بظاہر میری دوست ہیں۔ اور ہر حال
سے میری بہی خواہ نظر آتی ہیں۔ مگر
در پردہ جب ایک دوسرے سے جدا ہو کر
مجھ سے ملتی ہے تو یہی کہتی ہے کہ وہ
تیری جانی دشمن ہے اور وہ تیری جانی
دشمن ہے۔

عجب مصیبت میں ہوں۔ ع
کھاؤں کدھر کی چوٹ بچاؤں کدھر کی چوٹ

دوپہر کا وقت تھا لوئیں سناٹے
سے چل رہی تھیں۔ گرمی کی گرم بازاری
تھی۔ دھوپ کی حرارت کا وہ عالم
تھا کہ جیسے آسمان سے آگ برس رہی
ہے۔ آفتاب خط نصف النہار پر
پہونچکر اپنی تیزی کے جوہر دکھا رہا
تھا۔ غریب پھول وتی انھیں مخمصوں
میں گرفتار ایک آراستہ کمرے میں
لیٹی ہوئی تھی۔ ایک عورت پنکھا
جھل رہی تھی۔ کہ موتی آئی۔ اور آتے
ہی یہ الفاظ اسکی زبان سے نکلے۔

موتی۔ بیٹی کیا ہر وقت سوائے سونے
کے اور کام نہیں ہے۔

راجکماری۔ نہیں۔ بلکہ چند خیالات
پریشان نے ہجوم کیا اور دیوانہ بنا دیا
اس لئے خاموش پڑی ہوئی تھی۔ نیند
تو کوسوں بھی نہیں ہے۔ رات کی نیند
اُڑ گیی دن کا سونا تو درکنار۔

موتی۔ آخر یہ کیا خیالات ہیں جو تمہیں
پریشان کرتے ہیں۔

پھول وتی۔ ہاے پیاری اماں تم
سب کچھ جانتی ہو۔ اور پھر انجان بنی
جاتی ہو۔

موتی۔ تمھیں صرف یہی فکر ہے کہ تم اس راجہ کے پھندے میں پھنس گئیں۔

پھول وتی۔ ہاں۔

موتی۔ مگر میں اس فکر کو بالکل فضول سمجھتی ہوں۔

پھول وتی۔ کیوں۔

موتی۔ اس لئے کہ اگر دراصل تمہیں تکلیف ہے اور تم نکلنا اور اپنا پیچھا چھڑانا چاہتی ہو تو یہ ممکن ہے آج ہی چلو۔ اور دراصل یہ تم کو معلوم ہی ہے کہ میں صرف اسی لئے آئی ہوں۔

پھول وتی۔ اچھا اس کا جواب میں تمھیں شام کے وقت دونگی۔

موتی۔ آخر اس کی ضرورت کیا ہے کہ تم بیٹھ کر اس مسئلہ پر غور کرو۔ کیونکہ یہ تو بہت آسان بات ہے۔ اس کا تم اسی وقت جواب دے سکتی ہو۔ دوسرے یہ کہ جس چیز سے انسان کو تکلیف پہونچتی ہے اُسے آدمی اپنے اوپر ایک دم بھی روا نہیں رکھ سکتا۔ اگر تمھیں چلنے میں تامل ہے تو میں سمجھ گئی کہ ضرور ہی تم کو ہنومان سنگھ سے محبت ہے اور صرف اُسی کی وجہ سے تم جانے کے لیے تیار نہیں ہو۔ اور دراصل اگر ایسا ہے تو تم کو مجھے فوراً مطلع کردینا چاہیئے کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ میرا یہاں آنے سے صرف یہی منشا تھا کہ تم کو جس صورت سے بھی ممکن ہو وہاں پہونچادوں جب یہی مطلب فوت ہوگیا تو پھر میرا رہنا بیکار اور فضول ہے۔

پھول وتی۔ اونہ پیاری اماں کیا تم باتوں باتوں میں بُرا مان گئی ہو۔ نہیں میرا یہ خیال نہیں ہے کہ میں تمھارے ساتھ نہ جاؤں اور اسیطرح دیدہ و دانستہ اپنے آپ کو بلا میں مبتلا رکھوں۔ بلکہ میرا کچھ اور مطلب ہے۔ جو اس وقت تمھیں بتانے سے واقعی معذور ہوں البتہ میں یہ ضرور وعدہ کرتی ہوں کہ کسی نہ کسی وقت بتا ضرور دوں گی۔ اس وقت مجھے تم بھی معذور و معاف رکھو۔

موتی۔ اچھا اگر تمھارا یہ منشا ہے کہ تم اپنی بُرائی بھلائی پر نظر ڈال کر اپنی بہتری اور بدتری کا فیصلہ کرلو۔ تو میں تمھیں اجازت دیتی ہوں۔ ایسا کرلو۔ مگر دیکھو سوچ لو کہ موقعہ اور وقت ہر وقت میسر نہیں آتا۔ یہ کبھی کبھی ہوتا ہے۔ وقت بہتا دریا ہے جو چپ چاپ چلا جاتا ہے۔

یہ کہہ کر موتی اُٹھ گئی اور وہ اپنے

چند خیالات میں محو ہو کر چلی گئی۔ راستہ میں چند الفاظ بھی اس کی زبان سے نکلتے گئے۔ جو نفرت آمیز نہ سہی مگر یہ ضرور ظاہر کرتے تھے کہ اُسے پھول وتی سے رنج ضرور پہونچا ہے۔

ادھر موتی رخصت ہوئی۔ اُدھر مونگا آئی۔ پھول وتی جی میں سہمی ہوئی تھی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میری اور موتی کی باتیں اس نے سن لی ہوں۔ مگر یہ اُس کا خیال غلط نکلا۔ اور مونگا کے کچھ اس قسم کے ذکر نہ کرنے کی وجہ سے اسکا وہ شبہ جاتا رہا۔

مونگا نے حسب ذیل گفتگو کی

مرتے ہیں جسکے عشق میں اس کو خبر نہیں
یا رب ہماری آہ میں شاید اثر نہیں

وہ یہ شعر پڑھکر خاموش ہو گئی۔

پھول وتی ۔ پیاری مونگا میں اسکا مطلب کچھ بھی نہیں سمجھی۔

مونگا تجاہل عارفانہ دوسری شے ہے مطلب بہت صاف ہے

پھول وتی ۔ نہیں نہیں حضرت یہ آپ کے حسن ظن کی دلیل ہے۔ جو آپ یہ خیال کرتی ہیں ورنہ پھول وتی تین پانچ کچھ نہیں جانتی وہ سیدھی سادی آدمی ہے اگر سمجھتی تو صاف صاف جواب دیدیتی تم سے کچھ نہ پوچھتی۔

مونگا ۔ اچھا اگر تم نہ سمجھی ہو تو میں سمجھائے دیتی ہوں۔ بات یہ ہے کہ میں نے تمھیں خط دیدیا ہے تم اُسے پڑھ چکی ہو۔ اور تم نے سمجھ لیا ہے کہ میں کس کی بھیجی ہوئی یہاں تک آئی ہوں اور کیوں آئی ہوں۔ اُسے پڑھکر اس کے مطالب کو سمجھکر صرف بتیا ہوں کے اظہار سے کچھ کام نہیں چلتا ہے۔ جو کچھ اس کا جواب تمھیں دینا ہے وہ دیدو۔

پھول وتی ۔ دراصل میں ایک عجیب مخمصہ میں گرفتار ہوں۔ اور اس کا علاج سمجھ میں نہیں آتا ہے۔ کچھ بتاؤ کہ میں فیصلہ کروں۔

مونگا پھول وتی سے یہ الفاظ سنکر اُس کے مافی الضمیر کو سمجھ گئی مگر اُسنے خود پھول وتی کی زبان سے وہ بات کہلانی چاہی۔ اس واسطے اُس نے مختصر سا جواب دے دیا کہ اچھا کہو۔ کیا بات ہے۔

پھول وتی ۔ تمہیں معلوم ضرور ہوگا کہ موتی میری دودھ پلائی ہے۔ اور اُس کے وہ احسانات میرے ذمہ ہونے چاہئیں جو ایک ماں کے اپنی

بیٹی کے ذمہ ہوتے ہیں مجھے اس کا کہنا
ماننا بھی بمنزلہ فرض عین کے ہے۔
دوسرے اس کے سوائے یہ ہے کہ وہ
اس وقت میری بہی خواہ ہے۔ وہ
صرف وہاں سے۔

مونگا۔ (کہاں سے)

پھول وتی۔ میرے مکان سے۔
صرف میرے لینے اور مجھے اس
بلائے بے درماں سے چھڑانے کے واسطے
آئی ہے۔ اب وہ سخت متقاضی ہے
کہ اگر چلنا ہے تو چلو۔ اور اگر نہیں
چلتی ہو تو مجھے جواب دو کہ میں آج
ہی واپس جاؤں۔ یہ تمھیں معلوم ہے
کہ ہنومان سنگھ کے یہاں رہنے کو میں
زندگی میں ایک بدترین زمانہ جانتی ہوں
اور یہ بھی میرا کیا ہر ایک شریف خاندان
لڑکی کا خیال ہونا بھی چاہیئے۔ کیونکہ
آبرو سے زیادہ دنیا میں کوئی اور چیز
بہتر نہیں ہے۔ ادھر تمھاری محبت
اور مروت جس قدر مجھے ہو گئی ہے
وہ بھی تمھارے اوپر ظاہر ہے۔ تمھیں
چھوڑنے کو میرا جی نہیں چاہتا ہے۔
مگر مجبوری ہے۔ میں نے آج یہ کہہ کر
موتی کو ٹال دیا ہے کہ آج میں اس
بات کے انجام وغیرہ پر غور کر لوں تو
تمھیں کچھ جواب دوں گی اور تم سمجھ لو
کہ میں اپنی برائی بھلائی پر نظر ہی کیا
ڈال سکتی ہوں۔ چونکہ تم میری بہترین
خیرخواہ اور سچی مونس ہو اس لئے
میں نے تمھارے اوپر نہیں بلکہ تمھارے
جواب پر اس مسئلہ کو موقوف رکھا ہے
تم میری بہتری کی تدبیر مجھے بتاؤ۔ مگر
یہ بات ضرور پیش نظر رہے کہ میں یہاں
ایک گھڑی کیا ایک لحظہ کے لئے بھی
اپنا رہنا پسند نہیں کرتی ہوں۔

مونگا۔ اہا میں نہیں سمجھی تھی کہ تم
جانے پر تلی ہو تو پھر اب جب تم نے
اپنے دل میں کچھ نہ کچھ فیصلہ ہی کر لیا
ہے تو مجھ سے کیا پوچھنا ہے۔ جو جی
چاہے وہ کرو مختار ہو تمھاری مرضی
میں دخل دینا سراسر حماقت اور بیوقوفی ہے

پھول وتی۔ واہ ایک نشد دو شد
چلے تھے نماز بخشوانے روزے گلے پڑے
یعنی میں تم سے صلاح کرنے بیٹھی اور
تم بگڑ گئیں۔

مونگا۔ نہیں نہیں تمھیں بتاؤ کہ میری
تم کیوں مانو گی اور میرا اختیار کیا ہے۔

پھول وتی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو
میں تم سے کیوں پوچھتی۔

مونگا۔ خیر تم نہیں مانتی ہو۔ تو میں

اپنی راے ضرور ظاہر کئے دیتی ہوں
پھول وتی - ہاں اسی کے سننے کی
میں منتظر بھی ہوں -
مونگا - ہو نہیں سکتا کہ موتی تمھاری
کسی صورت میں خیر خواہ ہو -
پھول وتی - خیر مجھے اس خیال سے
ہرگز اتفاق نہیں ہے -
مونگا - اگرچہ تمھیں اتفاق نہ ہو
مگر میں اپنی راے واپس لینے کے
واسطے تیار نہیں ہوں -
پھول وتی - خیر تم مجھے اسکے متعلق
راے دو کہ میں اس کے کہنے پر عمل
کروں یا نہ کروں -
مونگا - جب میں نے تم سے یہی کہہ دیا
کہ وہ تمھاری خیر خواہ نہیں ہے تو
پھر میں کیونکر کہہ سکتی ہوں کہ تم اسکے
کہنے پر عمل کرو
پھول وتی - حالانکہ میں تم سے یہ
پہلے ہی کہہ چکی ہوں کہ یہاں کی ایک
گھڑی کی زندگی مجھے موت سے بدرجہا
بدتر ہے -
مونگا - ہاں البتہ اس کا جواب
دینے کے واسطے میں تیار ہوں -
پھول وتی - اچھا اسی کا جواب دو
مونگا - میں تمھارا اور دھرا قصہ تمھاری

زبانے سن ہی چکی ہوں - تمھارے چالاکی
بے مہری میرے دل پر نقش کالحجر ہوکر
بیٹھ گئی ہے - بقول تمھاری اماں جان
یا ماتاجی - یا غمخوار موتی کے یہ میری
سمجھ میں اب تک نہیں آیا - کہ پہلے
تم کو انھوں نے نکلوا دیا نکلوا دیا بعدہ
تم پر مہربان ہوگئے - اگر تم کہو کہ میرے
آنے کے بعد شاید اُن کی محبت جوش
میں آگئی ہوگی تو میں اس کا بھی ایک
کافی جواب رکھتی ہوں - کیا کہ تمھارے
طلسم میں پھنسانے کے ایک مدت بعد
انھوں نے تمھاری تلاش میں بسر کر دی
جنگل میں ایک فوج بھیجی تھی اس سے صاف
صاف یہ ثبوت ملتا ہے کہ وہ ہرگز
تم سے صاف نہیں ہوئے تھے - بلکہ
اسی طرح در پئے آزار تھے - بلکہ اس
سے بھی زیادہ کینہ اُن کے دل میں
سرایت کر چکا تھا جیسا کہ پہلے تھا کیونکہ
شیر سنگھ مر چکا تھا - باپ کی محبت کی
آگ بُری ہوتی ہے - بھلا یہ کب اور
کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ اُسکی آنکھوں
کے آگے اُسکے بیٹے کو کوئی نقصان
پہونچائے اور وہ باوجود اختیار کے
کچھ بھی نہ کہے - نہیں نہیں اگر کوئی سو
دلیلیں پیش کرے تو بھی میں ماننے کے لیے

تیار نہیں ہوں۔ خواہ تم مان لو۔
پھول وتی۔ تم اُسکے متعلق بحث ہی نہ کرو اسکے جواب کیلئے میرے پاس یہ فقرہ ہے کہ انسان کا مزاج ہمیشہ یکساں نہیں رہتا ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ باغ کی سیر کو جاتا ہے اور کبھی ہوتا ہے کہ باغ کی سیر سے اسکا دل گھبرا جاتا ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے۔ کہ بادشاہوں نے کسی بے کس مجرم یا ملزم کے مارنے کے حکم تک صادر کردیئے ہیں اور صرف ایک چلبلے لطیفہ یا جملہ کی بنیاد پر اُن کی خطائیں معاف کردی ہیں۔ بہت سے مرتبے دنیا میں بیدو(؟) وقوعے پیش آئے ہیں کہ کسی امیر نے اپنے کسی خاص اہلکار یا مصاحب کو ایک بات پر انعام و اکرام جاگیریں اور جائیدادیں دیدی ہیں اور کبھی ایک معمولی بات پر ضبط کرلی ہیں سو اس کا ذکر فضول ہے۔ تم صرف اسی بات کو ملحوظ رکھکر جواب دو کہ۔ اب میں یہاں ایک دم بھر بھی رہنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔
مونگا۔ اس کا جواب بھی میں اسی آسانی کے ساتھ دے سکتی ہوں۔ اور یہ تمہید بھی میں نے صرف اسی جواب کے لئے اٹھائی تھی۔ وہ یہ ہے کہ جس قدر موتی تمھاری مدد کرسکتی ہے اسی طرح مونگا بھی اس کے لئے تیار ہے اور یہ بھی تمہیں ایسی جگہ پہونچا سکتی ہے کہ جہاں علاوہ جسمانی خوشی اور امن کے روحانی عیش و عشرت بھی نصیب ہوسکتی ہے۔ تمھارے ہر درد دکھ کی دوا جس کے لئے تم بیتاب ہو وہیں ہوسکتی ہے۔ کاش تم کہدو کہ میں اسے پسند کرتی ہوں۔
پھول وتی (کچھ تبسم آمیز لہجہ میں) واہ یہ ترکیب تو سگ زرد برادر شغال کی مصداق ہے یہاں نہ رہی وہاں رہی۔ بہرصورت مجھے وہی رنج ہوگا جو یہاں ہے۔ دوسرے یہ کہ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی خوف ہوتا ہے کہ جان نہ پہچان بڑی خالہ سلام کی مثال میرے اوپر صادق آئے گی۔ مگر ہاں تم مجھے غالبًا یہ جواب دیدوگی کہ تمھاری ساری بیقراریاں مصنوعی ہیں۔ مگر نہیں وہ وقت آئیگا کہ جب تم کو اس کا ثبوت ملے گا کہ پھول وتی اپنے دعوے میں سچی تھی۔
مونگا۔ مگر فرمایئے کہ اسوقت کیا سمجھوں۔
پھول وتی۔ اس وقت بھی مجھے اپنے دعوے میں سچا سمجھو۔ مگر یہ نہیں ہوسکتا۔
مونگا۔ پیاری پھول وتی خدا کے لئے ایسی باتیں کہہ کر میرا دل نہ توڑو۔ اگر تم

یہاں سے چلی جاؤ گی تو یہ ممکن نہیں ہے کہ پھر میں زندہ رہوں۔

اس وقت پھول وتی کے دل میں ایک جوش پیدا ہوا عشق کی حرارت نے اس کے دل وجگر کو کباب کیا اور اسکی عقل وہوش کو جلا دیا۔ وہ خاموش ہو گئی اور غور کرنے لگی۔ کہ مونگا سچی ہے اُسنے مجھے اُس شخص کی تصویر دکھائی ہے جسکے لئے میں اپنی جان تک دینے کو مستعد ہوں جس کی یاد نے میرے اوپر قیامت ڈھا رکھی ہے۔ ہائے اس کی محبت اب کبھی میرے دل سے نہ جائے گا۔ فرض کر لیجئے کہ اگر میں عیش وآرام سے اپنے گھر ہوتی تو صرف اس کی محبت کی وجہ سے کیا اس عیش کو خیرباد کہنے کے لئے تیار نہ رہتی۔ رہتی اور ضرور رہتی۔ پھر اب تقدیر سے جب گھر بیٹھے مجھے یہ موقع نصیب ہوتا ہے تو اسے کیوں ہاتھ سے دوں۔ مجھے اس وقت کی قدر کرنی چاہیئے ورنہ مشکل ہے کہ پھر کبھی ایسا وقت آئے۔ ظاہر ہے کہ موتی بُرا مانے گی اور بہت بُرا مانے گی۔ مگر اونھہ مجھے کچھ پروا نہ کرنی چاہئے۔ ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔ عشق میں وہ کون سا آدمی ہے جو اچھا بن کر رہا ہے۔ مجھے کسی سے کیا مطلب اپنے کام سے کام بقول شخصے۔ آسی ؎

دیکھی تصویر تری دلمیں تو دیکھا سب کچھ
دونوں عالم کا مرقع اسی تصویر میں تھا

دوسرے بڑا مقصد یہ بھی ہے کہ میں اس ظالم کے پاس سے چلی جاؤں۔ اور کسی صورت سے ایسی صورت نکل آئے کہ مجھے اسکی صورت نہ دیکھنی پڑے سو اس بات کا بھی مونگا کے ساتھ جانے میں بوجہ احسن انتظام ہوا جاتا ہے۔ پھر کیوں نہ مونگا کا کہنا مانوں ؎

پاس ہو تیرا تصور یا تو ہی ہو کوئی ہو
دل لگی سے دل کو مطلب دل لگی ہو کوئی ہو

اگرچہ میرا یہ فیصلہ حیاسوز تو ضرور ہے مگر ہوا کرے۔ ابھی کون سی میں حیاسوز نہیں ہوں جو آیندہ کا خیال میرے دل میں آئے۔ مگر ہاں اتنا مجھے ضرور کرنا چاہیئے کہ اس وقت اسی قول پر اڑی رہوں جو کچھ کہ میں مونگا سے کہہ چکی ہوں۔ ورنہ یہ شاید اپنے دل میں یہ کہے گی کہ پھول وتی صرف منہ چھوانے کی منتظر تھی۔

یہی سوچکر اُسنے فوراً مونگا سے کہدیا کہ سکھی اس وقت تم اس ذکر کو چھوڑ دو میں بھی ذرا غور کر لوں پھر جواب دوں گی۔

مونگا۔ ہاں یہ میں مان جاؤں گی ہلکا

تمہیں اختیار ہے مگر ایسا تو نہ کرتا کہ میری ۔ توں کی آرزوؤں کو خاک میں ملادو۔

دوسرا باب

آدھی رات کا وقت ہے ۔ سیاہی چارطرف پھیلی ہوئی ہے ۔ آسمان پر گرد وغبار چھانے کی وجہ سے اور بھی اندھیر ہو رہا ہے ۔ وحشت ناک سماں ہے ۔ آبادی میں تو خیر مگر جنگلوں میں ضرور اس وقت غیر معمولی ڈراؤنی حالت ہے ۔ ایک ایک پہاڑ ایک ایک قوی الجثہ دیو اور ایک ایک درخت اس وقت ایک بڑے بڑے بھوت بن کر نظر آرہے ہیں سب کو چھوڑ کر ہم اس وقت آپ کو غریب پھول وتی کے کمرے کی طرف لئے جاتے ہیں ۔ جہاں وہ اس وقت ایک سنسان عالم نظر آرہا ہے دیکھیے کوئی اسکے اندر ہے بھی یا نہیں ۔ مگر نہیں سانس کی آمد وشد بتا رہی ہے کہ اس کمرے مین کوئی موجود ضرور ہے ۔ پھول وتی شاید تمام اپنے دلی بکھیڑوں سے نجات پاکر تھوڑی دیر کے واسطے آرام سے سو رہی ہے ۔ گو اسکے ہم ذمہ دار نہیں ہیں کہ وہ بالکل آرام میں ہے یہ قطعی ممکن ہے کہ خواب میں اسکے پیش نظر بھی حالات اور خیالات ہوں جن سے نجات پانے کی وہ دن بھر متمنی رہتی ہے اور جن کی وجہ سے اُسے شب کے آنے کا انتظار رہا ہوتا ہے ۔ وہ اس طرح سو رہی تھی کہ اُسے معلوم ہوا کہ کوئی آہستہ آہستہ دبے پاؤں جا رہا ہے اور اپنی دھیمی رفتار کو اپنا پردہ دار بنانا چاہتا ہے ۔ یہ دیکھکر پھول وتی کی فوراً آنکھ کھل گئی اور اُس نے بغیر کروٹ بدلے پڑے پڑے آنکھیں پھاڑ کر دیکھا کہ جانے والا کون ہے اور اس وقت کیوں کہیں جا رہا ہے ۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ کوئی دشمن میری جان لینے کے لئے آیا ہو اور وہ چاہتا ہو کہ چپکے سے اپنا کام کر جاے مگر یہ خیال تار عنکبوت ہو گئے جب اُس نے معاملہ برعکس دیکھا ۔ اور پہچان لیا کہ جانے والا آدمی کوئی غیر نہیں تھے بلکہ اس کی حقیقی ماں موتی ہے سوچی کہ ہیں یہ اس وقت خلاف معمول اس ناوقت میں کہاں جاتی ہیں ۔ اگر میرے ہی پاس آتی ہیں تو آخر ایسا

کون سا کام ہے جس کے لئے صبح کا بھی ان سے انتظار نہ کیا گیا اور اسی وقت اُٹھی ہوئی چلی آئیں۔ خیال آیا کہ لاؤ پوچھوں۔ مگر یوں رُک گئی کہ آخر میں کیوں دخل در معقولات کروں۔ جو بات ہونے والی ہوگی وہ خود ہی کھل جائے گی اگر انھیں میرے پاس آنا ہوگا تو آپ آجائیں گی اور اگر اور کچھ بات ہوئی تو میرے ٹوک دینے سے یہ رُک جائیں گی۔ لہٰذا اچھی ہے نتیجہ کی منتظر رہوں اور دیکھوں کہ کیا ہوتا ہے۔

یہی سوچ کر وہ جیسی پڑی تھی ویسی ہی پڑی رہی۔ بلکہ مصنوعی خراٹوں سے اُس نے کوشش کی کہ خود کو ثابت کر دے کہ محل بھر میں پھول وتی سے زیادہ کوئی سونے والا نہیں ہے۔

ادھر آنے والی موتی سیدھی چلی آئی اور پھول وتی کے پلنگ کے برابر کھڑی ہو کر اُس نے اچھی طرح اندازہ کیا کہ کیا یہ سو رہی ہے یا نہیں۔ مگر مصنوعی اور اصلی نیند میں تمیز نہ ہونے کی وجہ سے اُسے فوراً یقین آگیا کہ واقعی سو رہی ہے۔

چنانچہ اپنا اندازہ کرنے کے بعد وہ چلی گئی

ادھر وہ چلی اور ادھر پھول وتی کی بدگمانیوں میں غیر معمولی وسعت پیدا ہوگئی اور اُنھوں نے آخر اُسے اس بات پر آمادہ کر دیا کہ مجھے دیکھنا چاہیئے کہ موتی اس وقت کہاں جاتی ہے اور کیا کرے گی۔ وہ ڈری بھی۔ اُسے خوف بھی پیدا ہوا۔ مگر کچھ زیادہ پرواہ نہ ہوئی۔ اور جان پر کھیل کر وہ اپنے بستر سے کھڑی ہوگئی اور پھرتی کے ساتھ موتی کے پیچھے پیچھے ہوئی موتی یہاں سے جاتے ہی اس عظیم الشان محل کے پھاٹک پر پہونچی دروازے کے پہرے دار کو دیکھا کہ موت کی نیند سو رہی ہے۔ اس نے اُسے بھی پھول وتی کی طرح خوب جانچا کہ آیا واقعی ہے یا اس کی نیند میں کچھ بناوٹ کی بھی ملاوٹ ہے۔ جب اطمینان ہو گیا اُس نے اپنی جیب سے فوراً ایک پڑیا نکالی اور اس میں سے ایک چٹکی لے کر سانس کے ذریعہ سے اس کے نتھنوں میں پہونچا دی۔ اتنا رکھنی ہوگئی کچھ دیر گذری تھی کہ پہرہ دار عورت بالکل مردہ ہوگئی۔ اور اس میں نام کو بھی حس و حرکت باقی نہ رہی۔ جب ایسا ہوا

موتی نے پہرے دار کی کمر ٹٹولی اور اُس کی کمر سے کنجیوں کا گچھا نکال لیا۔ اور اس میں سے وہ کنجی نکالی جو پھاٹک کے قفل کی تھی۔

فوراً قفل کھول دروازہ سے باہر نکلی وہاں ایک مرد پہرہ دار ٹہل رہا تھا۔ اور ایک شخص بظاہر سوتا معلوم ہوتا تھا۔ موتی نے فوراً اپنی جیب سے ایک پستول نکال کر سر کیا جس کا دھواں پھیلتے ہی پہرہ دار سپاہی بے ہوش ہو کر گر پڑا یہ فوراً سپاہی کا پشتارہ باندھ کر ایک طرف کو چلدی۔

پھول وتی یہ سب باتیں دیکھتی دیکھتی اپنے جی میں سہم گئی اور اُسے یہ خیال پیدا ہوا کہ موتی آج کوئی بڑا زبردست ارادہ کر کے چلی معلوم ہوتی ہے۔ ورنہ خلاف فطرت یہ باتیں کیسی۔ مجھے ہرگز اس کے ساتھ نہ جانا چاہیئے ورنہ ضرور کچھ نہ کچھ میرے حق میں بُرا نتیجہ نکلے گا۔ اب بھی یہی بہتر ہے۔ کہ پھر چلوں مگر پھر ساتھ اُسکے دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ مرنا ہے تو ڈرنا کیا۔ مرنا ایک دفعہ ہے آج نہ مری کل مری۔ اس سے یہی بہتر ہے کہ یہ تماشہ تو دیکھ لوں مجھے اس زندگی سے مرنا بہت اچھا ہے۔ یہی سوچ کر وہ ساتھ ساتھ چل دی مگر ایسی کہ موتی اُسے دیکھ نہ سکے موتی سیدھی شہر پناہ کی دیوار سے نکل کر ایک طرف چلدی اور وہ جنگل میں مردانہ چال چلتی رہی۔ رات ڈراؤنی تھی مگر اُس کے کان پر جوں بھی نہ رینگی اُسے کسی درندہ یا پرندہ یا بھوت جن چور ڈاکو کا خوف نہ معلوم ہوا۔ اور بے خوف چلتی رہی۔

پھول وتی اس کے ساتھ ساتھ چلتے چلتے تھک گئی۔ مگر اب کیا کرتی اتنی بھی طاقت نہ تھی کہ تنہا واپس جاتی مجبور ساتھ ساتھ جا رہی تھی۔

آخر ایک جگہ پہونچی جہاں درختوں کا جھنڈ کھڑا ہوا تھا۔ اور اس سے بن کی شکل پیدا ہو گئی تھی موتی سیدھی ایک پگڈنڈی پر چلی گئی۔ اس بن کے درمیان میں ایک چھوٹا سا میدان بنا ہوا تھا۔ یہاں وہ بیٹھ گئی۔ اور ایک بانسری نکال کر بجانی شروع کی۔

غریب پھول وتی ایک درخت سے چھپی ہوئی کھڑی رہی۔ اور سہمی ہوئی سب کچھ دیکھتی رہی۔ اُدھر موتی کو سُریلی بانسری بجاتے ہوئے آدھ گھنٹہ

سے کچھ زیادہ وقت ہو گیا۔ تو اُس نے بانسری زمین پر رکھ دی اور زور سے تین مرتبہ تالی بجائی۔ پھر بھی کچھ نہ ہوا۔ آخر اُس نے ایک سیٹی نکالی اور بجانے لگی۔ یکایک پانچ چھ آدمی ہتھیار باندھے بن کی ایک سمت سے آتے ہوئے دکھائی دیے۔ اور موتی کے آگے دست بستہ کھڑے ہو گئے اور ڈرتے ڈرتے ایک نے کہا کہ کیا حکم ہے۔

موتی۔ آخر تم سب اپنے عہد کے خلاف کہاں تھے۔

سب آدمی۔ حضور ہم نے بہت انتظار کیا۔ مگر نا اُمید ہو کر مجبوری ہم سب لوگ چلے گئے تھے۔ کیونکہ آج کتنے ہی روز ہو گئے کہ آپ نے خبر تک نہ دی۔

موتی۔ تاہم تمھیں ہم سے کیا مطلب ہے اپنے اپنے کام سے ہوشیار رہنے کی ضرورت تھی۔

سب آدمی۔ حضور کا یہ حکم ہے تو ہم سوائے اس کے اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہم سب لوگ خطاوار ہیں۔

موتی۔ مجھے امید نہ رکھنا چاہیے کہ آیندہ تم لوگ اپنے کام پر ہوشیار رہو گے۔

سب لوگ۔ مگر جب ہم حضور سے اپنے گناہ و خطا کی معافی مانگتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ حضور ہمارا قصور معاف نہ فرما دیں۔

موتی۔ چونکہ پہلا قصور تھا لہذا معاف کیا جاتا ہے مگر آیندہ ہرگز یہ امید نہ رکھنا کہ ہم اس طرح دوبارہ بھی معاف کریں گے۔ خوب یاد رہے کہ آیندہ جس کسی کی طرف سے ایسی غفلت دیکھی گئی پورے طور سے اُس کو سزا دیجائے گی۔

سب آدمی۔ جو کچھ حکم ہو سب قبول ہے۔

موتی۔ ایشور کی ذات پر بھروسہ کر کے ہم اُمید کرتے ہیں کہ ہماری محنت رائیگاں نہ جائے گی اور جو کچھ کہ اب تک ہم نے کیا جلد سے جلد اس کا نتیجہ نکلے گا۔ تم لوگ جا کر انھیں میری طرف سے مبارکباد دے دو۔ اور تم میں سے ایک آدمی ہمارے ساتھ ہے۔ دو آدمی ابھی جاؤ اور اس آدمی کو جس کا نشان وہ ہمارے ساتھ ہے کسی محفوظ جگہ قید کر آؤ۔ اور بہتر تو یہ ہے کہ تم اس کو وہیں لے جاؤ۔ اور انھیں کے سپرد کر دو۔ مگر

کہہ دو کہ یہ آدمی ہرگز چھوٹنے نہ پاوے ورنہ پھر میری جان بچنی مشکل ہے۔

کل تم لوگ شہرپناہ کے ادھر اُدھر چھپے رہو۔ ہم کسی نہ کسی وقت تم سے ضرور ملیں گے اور ممکن ہے کہ تم لوگوں سے ہم کو کچھ کام لینا پڑے۔ اچھا وقت کم ہے اور کام بہت ہے لہذا ہم رخصت ہوتے ہیں۔

یہ کہہ کر موتی نے بانسری جیب میں رکھی اور جلد اُن لوگوں کو چند ہدایتیں کر کے رخصت ہوگئی۔ ادھر پھول وتی بھی عجلت کر کے ساتھ ہی بھاگتی بھاگتی گھبرا تو ضرور گئی مگر وہ بھی پھاٹک تک آن پہونچی۔ اور موتی سے پہلے اپنے بستر پر جاکر لیٹ گئی۔

تیسرا باب

صبح ہوئی۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی۔ پھول کھلے۔ عالم میں روشنی پھیلی۔ زمانہ خواب غفلت کے بستر آرام کو چھوڑ کر اُٹھا۔ پھول وتی بھی اُٹھی لیکن آج وہ اس قدر حیرت میں ڈوبی ہوئی تھی کہ جس کی کوئی حد نہ تھی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ اے ایشور کیا یہ ایک خواب تھا جو میں نے جاگنے کے عالم میں دیکھ لیا۔ یا میرا قصور تھا کہ مجھے سیر دکھا کر چلا گیا۔ ہائے موتی نے جو کچھ کیا وہ کچھ اُسی کے واسطے مایہ ناز باتیں نہیں ہیں بلکہ زمانہ ان کو دیکھکر تعجب کرے گا۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کون سی جگہ تھی جہاں رات کو یہ گئی تھی۔ یہ ایک عورت ہے اور ضعیفہ عورت ہے پھر یہ کیا وجہ کہ کتنے ہی آدمی غلاموں کے مانند اس کے سامنے آکر دست بستہ کھڑے ہوگئے اور پھر لطف یہ کہ یہ سب سے تحکمانہ لہجہ میں گفتگو کر رہی تھی۔ اور سب کچھ سخت سست کہہ رہی تھی اور پھر بھی کوئی دم نہ مار سکتا تھا۔ میری سمجھ سے یہ بھی باہر ہے کہ اُسنے پہرہ دار دیگر کو کیوں بیہوش کیا۔ اور کیا وجہ تھی کہ اُس کا پشتارہ باندھکر یہ نکل لے گئی اور وہاں جاکر اُس کو اُن کے سپرد کر دیا۔

وہ بیٹھی ہوئی یہی سوچ رہی تھی کہ اتنے میں موتی آگئی۔ پھول وتی نے اگرچہ ابتدا انہیں کی مگر بات کا لمٹھو را چلا۔ اور آخر پھر پھول وتی کو اس کا جواب بھی دینا پڑا اُسنے کہا

کہ پھول وتی مجھے امید ہے کہ تم آج مجھے کافی جواب دیدو گی۔ اب تم خود اپنے بُرے بھلے پر نظر ڈال چکی ہو گی۔

پھول وتی۔ ہاں یہ تو سب کچھ ہو گیا مگر بہتر یہ ہے کہ تم اس ذکر کو چھوڑ کر کوئی اور ذکر کرو۔

موتی۔ آخر اس کی کوئی وجہ۔

پھول وتی۔ اس کا یہی سبب ہے کہ جہاں تک میں نے غور کیا اب میرا جانا بالکل فضول ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ اب دوبارہ میں یہ صورت کسی کو دکھاؤں مجھے آپ کی نیکیوں سے انکار نہیں ہے۔ مگر میں آپ کے حکم کی تعمیل سے مجبور ہوں اور جانے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ مجھے یہ اُمید نہیں ہے کہ اب مہاراج مجھے دیکھکر کچھ خوش ہوں گے جب وہ ایک مرتبہ مجھے نکلوا چکے۔

موتی کی آنکھیں غصہ سے سُرخ ہو گئیں اور وہ ایک ٹھنڈی سانس بھر کر خاموش رہ گئی اور اس کے سوا اور کچھ جواب نہ دے سکی کہ مجھے اس بات کا بڑا افسوس ہے کہ تم نے میری محنت برباد کر دی۔

پھول وتی۔ نہیں آپ کی محنت برباد نہیں ہوئی بلکہ آپ کا اصل منشا جو کچھ تھا وہ پورا ہو چکا۔ یعنی تم ایک نالایق لڑکی کو دیکھ چلیں کہ وہ ابھی تک زندہ ہے۔

موتی۔ مگر میرا صرف یہ منشا تو نہ تھا۔

پھول وتی۔ خیر تاہم میں ممنون ہوں کاش اس وقت اگر زبردستی کا موقع ہوتا۔ تو ممکن نہ تھا کہ موتی زبردستی سے کام نہ لیتی بلکہ وہ ڈر رہی تھی کہ اگر میں نے پھول وتی سے سختی کے ساتھ کوئی بات کہی اور اس نے بھی سختی سے جواب دیدیا۔ اور شدہ شدہ اس لڑائی کی خبر مہوماں شنگھ کو پہونچی تو بس پھر کیا ہے بغیر کچھ عذر سُنے ہوئے وہ میرے ساتھ بُرا سلوک کریں گے اور میری شامت آجائیگی اس لئے اس نے ایسی کوئی حرکت نہ کی۔ بلکہ بہت دھیمی آواز سے یہ جواب دیا کہ اچھا تم کو جب تو یقین آجائے گا جب خود مہاراج اگر تم سے کہیں کہ ہم نے تمھاری خطا معاف کر دی۔

پھول وتی نے یہ سوچا کہ بھلا کیوں مہاراج آنے لگے تھے اور انھیں کیا غرض پڑی ہے کہ وہ ایک بیکس لڑکی کو منانے آئیں گے۔ اور اگر میں نے

اس میں بھی کوئی انکاری بات کہی تو خواہ مخواہ یہ میرے سر ہو گی اور کچھ دیر تک ابھی اور بھی میرا مغز کھائیگی اس سے یہی بہتر ہے کہ میں یہ کہدوں کہ ہاں اگر وہ آئیں گے تو میں ضرور چلوں گی۔ لہذا اُس نے اُن سب پہلوؤں پر نظر ڈال کر یہی کہدیا کہ اچھا وہ وقت تو آنے دو۔

سوتی۔ ایسا نہ ہو کہ تم بھول جاؤ اور پھر مکر جاؤ ۵ آسی

یہ اقرار وفا ایسا نہ ہو پھر بھول جاؤ تم
مری جاں یاد بھی رکھنا ذرا یہ آج کا کہنا

پھول دتی۔ نہیں اطمینان رکھئے ایسا نہ ہوگا۔

غرضکہ دیر کے بعد یہ قصہ ختم ہوا۔ اور سوتی اُٹھ کر چل دی۔ پھول دتی کے دل میں اس خیال نے بار بار چٹکیاں لیں کہ میں اس سے رات کے واقعہ کو دریافت کروں مگر کچھ سوچ سوچ کر رہ گئی۔

اتنے میں سونگا آگئی پھول دتی جیسی کہ اُس سے کبیدہ تھی ایسی سونگا سے نہ تھی بلکہ وہ اُسی خلوص سے ملی جیسی کہ ملنی چاہئے تھی۔ اِدھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہیں آخر آمدم بر سر مطلب سونگا کہنے لگی کہ پھول دتی یہ یقین ہے کہ آج تم نے ضرور یہ فیصلہ کر لیا ہوگا کہ میری آرزوؤں کو خاک میں ملاؤ گی یا میرے ارمان نکالو گی آج میں تیار ہو کر آئی تمہارا فیصلہ میری موت اور زندگی کا فیصلہ ہوگا اگر تمہارے منھ سے نہیں نکلی تو سمجھ لو کہ میری جان حزیں بھی اسی وقت رخصت ہو جائے گی۔ اور اگر تم نے میرے موافق فیصلہ کیا تو گویا میرا نخل تمنا بار ور ہو گیا۔

پھول دتی۔ نہیں آپ مجھ سے بدگمان نہ ہوجیئے۔

سونگا۔ تو خدا کے لئے جلد کہیئے۔

پھول دتی۔ بات یہ ہے تمھارے حکم کی تعمیل میں مجھے انکار نہیں ہے مگر یہ واضح رہے کہ میں چل کر تمھارے پاس رہوں گی یہ نہ ہو سکے گا کہ کسی دوسری جگہ تم اپنی بلا کو ٹالدو۔

سونگا۔ مجھ سے یہ ذکر فضول ہے بلکہ میرا جی دکھاتا ہے۔

پھول دتی نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اب جب کسی بات میں اس سے پردہ نہیں اور میں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ اپنی بقیہ زندگی سونگا کیساتھ

کاٹ دوں گی تو کوئی وجہ نہیں معلوم
ہوتی کہ میں اس سے اپنا راز نہ کہدوں
اور جو کچھ میری آنکھوں نے دیکھا ہے
وہ میں اس سے نہ کہدوں - ادھر
وہ خاموش ہوکر سوچنے لگی ادھر مونگا
کو یہ خیال ہوا کہ شاید اس کے دل
میں اب کوئی خلاف بات آئی ہے
اسی لئے یہ سوچ میں پڑی ہے۔
مونگا - آخر تم کس فکر میں پڑگئیں -
پھول وتی - پیاری مونگا مجھے ڈر
معلوم ہوتا ہے کہ تم میرے کہنے کو جھوٹ سمجھوگی
مونگا - نہیں تم کہو۔
پھول وتی نے اسکے بعد تمام قصہ
سُنا دیا کہ رات موتی کی بابت میں نے یہ
دیکھا - اسیوقت سے فکر میں پڑی ہوں کہ
آخر یہ کیا بات تھی۔
مونگا نے گردن جھکا کر کچھ دیر سوچا
اور آخر میں شاید وہ بات کی تہ کو پہونچ گئی
کہنے لگی کہ سکھی تم اسکا کچھ فکر نہ کرو جو کچھ
بات ہے میں سمجھ گئی - خیر اور تو کیا کہوں مگر
اتنا بتائے بغیر نہیں رہ سکتی کہ اگر اسیطرح
تم موتی کو واجب التعظیم سمجھکر اسکی
بات مانو گی تو میں یقین کے ساتھ
کہہ سکتی ہوں کہ تم بڑی خطا پاؤ گی
اور بے انتہا زک اٹھاؤ گی۔

مونگا سے یہ سُنکر پھول وتی کو اور
بھی اشتیاق ہوا اور وہ بار بار اس
سے پوچھنے لگی کہ آخر بات کیا ہے۔
مگر مونگا نے اور کچھ نہ کہا صرف یہ
کہہ کر ٹال دیا کہ تم موتی کو واجب التعظیم
نہ سمجھو اور اسے اپنی ماں یا دودھ
پلانے والی نہ جانو یہ جو کوئی ہے میں
خوب سمجھ گئی مگر اتنا تم کو بتائے دیتی
ہوں کہ یہ تمھاری دشمن ہے اور بڑی
دشمن ہے - اچھا اب یہ بتاؤ کہ اگر تم
نے میری بات مان لی ہے تو کیا تم
آج چلنے کے لئے تیار ہو۔
پھول وتی - آج میری طبیعت
نا درست ہے مگر کل ضرور چلوں گی۔
کچھ دیر اور اور باتیں بھی ہوائیں
آخر مونگا چلی گئی اور پھول وتی کچھ
فکر میں پڑگئی۔
اس کے بعد ہم بھی کچھ دیر کے لئے
دوسری طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

چوتھا باب

رات کا وقت ہے اور گو ابھی
گیسوے لیلائے شب دوش تک
بھی پہونچے ہوں گے مگر ہیبت ناک

اندھیرا کسی بدبخت کی سیاہی قسمت کی طرح پھیلا ہوا ہے اس وقت اُس چاند کا بھی کہیں نام و نشان نہیں ہے جس کی نور بھری اور دلفریب چاندنی ایسے مہیب اندھیرے میں آنکھوں کو مدد پہونچایا کرتی ہے۔ البتہ آسمان پر چھٹکے ہوئے تارے غرور بھری نگاہوں سے دنیا کی طرف حسد سے دیکھ رہے ہیں عین ایسے وقت میں ہمارے ناول کی ہیروئن بھولی بھالی لڑکی پھول کلی اپنے بستر پر پڑی ہوئی اسی غم میں گھل رہی تھی جو غم اس کو ہمیشہ ستایا کرتے تھے

وہ کچھ ایسی ہی باتیں سوچتی سوچتی سو گئی۔ اور آرام سے سوئے ہوئے اُسے تھوڑی ہی دیر گذری تھی۔ کہ اتنے میں کسی نے اُسے اکدم جگا دیا۔ اُسنے آنکھ کھولی اور بے وقت جگانے والے کی طرف نظر ڈالی۔ ایک تو وہی سوتی تھی جس نے کل سے اُسے ایک خلجان میں ڈال دیا تھا۔ خیر اس سے تو زیادہ کچھ نہ ڈری۔ مگر دوسرے شخص کو جو اُس نے دیکھا اُس سے اُس کے دل میں وہ خوف پیدا ہوا کہ وہ کانپ گئی۔ اور اُس نے دبی ہوئی زبان سے بڑی گڑگڑاہٹ کے ساتھ دعا مانگی

کہ اے پرمیشر میری آبرو رکھنا۔ اور اس نازک وقت میں میری مدد کرنا۔ اگر اس وقت تو نے میری مدد نہ کی تو میرا دنیا میں کوئی ایسا سہارا نہیں ہے کہ جس سے میں جانبر ہو سکوں۔

ہائے یہ خواب بھی نہیں ہے کہ میں اسی خیال سے اپنے دل کو تسلی دوں کہ آنکھ کھل جائے گی تو یہ سب رنج و غم کافور ہو جائے گا۔ ہائے میری بے بسی اور میری فریاد کو کوئی بھی نہیں پہونچ سکتا۔ وہ سہم کر چپ پڑی ہوئی غم دیدہ اور مایوس نظروں سے دوسرے شخص کی طرف دیکھ رہی تھی کہ اتنے میں وہی شخص بولا۔

شخص۔ کیا تجھے ابھی سزا بھگت کر صبر نہیں آیا۔ خیر جو کچھ ہوا ہوا۔ اب بھی کچھ نہیں گیا۔ اُٹھ کھڑی ہو اور میرے ساتھ چل۔

پھول وتی۔ خاموش۔

شخص۔ جواب دے، وقت کم ہے کام زیادہ کرنا ہے۔

پھول وتی۔ چچا جی مہاراج جب آپ نے ایک بیکس بے قصور کو نکال ہی دیا تو پھر اب کیوں اُسکے درپے آزار ہو رہے ہیں۔

اب ناظرین ضرور ہی سمجھ گئے ہونگے کہ یہ شخص کون ہے جس سے پھول وتی کانپ رہی ہے اور بار بار خوف کھاتی ہے۔

یہ وہی شخص ہے۔ جس کا یہ بیتا سے مفصل حال بیان کر چکی ہے یعنی یہ پھول وتی کے سچے عاشق شیر سنگھ کا جس کا ذکر ہو چکا ہے اور جس نے اس کے فراق میں تڑپ تڑپ کر جان دیدی ہے۔ اس کا باپ اور پھول وتی کا چچا ہے۔

یہ بتانے کی ہمیں ضرورت نہیں ہے کہ یہ یہاں کیوں آیا ہے اُسے ناظرین خود سمجھ گئے ہوں گے۔ کیونکہ سوتی نے کل پھول وتی سے کہا تھا کہ اچھا تم میرا کہنا نہیں مانتی ہو اگر وہ خود تمھیں لینے آئے جس نے تمھیں نکالا ہے تو تم چلوگی یا نہیں۔

پھول وتی نے اس بات کو سرسری سمجھا تھا اور اُسے خیال تھا کہ بھلا چچا یہاں کیوں آنے لگے ہیں۔ اور انھیں کون سی ضرورت ہے جو وہ ایک بیکس عورت کو لینے کے لئے آئیں گے۔ مگر کسی نے سچ کہا ہے کہ ع

جس بات کا ڈر ہو وہی آجاتی ہے آگے

آخر وہی ہوا۔

پھول وتی اپنے چچا کے دوبارہ سوال کرنے پر بھی خاموش رہی تو پھر انھوں نے بھی اپنا لہجہ بدل دیا۔ اور وہ کہنے لگے۔

چچا۔ پھول وتی پھول وتی۔ دیکھ تو سوچ لے کہ تجھ پر میری اسیقدر اطاعت واجب ہے کہ جس قدر اپنے باپ کی اطاعت تجھ پر فرض تھی۔ اگر غصہ میں میں نے تیرے ساتھ کچھ ایسا بُرا بھی سلوک کیا جو اخلاق کے خلاف ہے اور جسے تو برداشت نہیں کر سکتی تو تو اُس کو بھول جا۔ اور خیال کر کہ صرف تیرے راضی کرنے کے لئے میں نے سوتی کو تیرے پاس بھیجا تھا۔ تجھے لازم تھا۔ کہ تو اسکو میرے بجائے سمجھتی اور فوراً اس وقت کو غنیمت سمجھکر چلی آتی۔ مگر خیر میں تیری اس حماقت سے بھی درگذر کرتا ہوں اب تو یہ دیکھ کہ صرف تیرے کہنے کے اوپر میں کہاں سے کس جلدی کیسی سرعت کے ساتھ تیرے پاس تیرے لینے کے لئے آیا ہوں۔ میں یہ ضرور کہوں گا اور کوئی بات مجھے ہرگز اس بات کے کہنے سے باز نہیں رکھ سکتی کہ تیری وجہ سے ہاں ہاں۔ ہاں

صرف تیری وجہ سے میں نے اپنے
مرحوم جوان بیٹے شیر سنگھ کے ساتھ وہ
بُرا سلوک کیا جس کے صدمہ سے وہ جانبر
نہ ہو سکا۔ اور اُس نے جان دیدی۔
کاش اُسے تیرا عشق نہ ہوتا۔ تو میں
ہرگز وہ نہ کرتا جو کچھ میں نے کیا۔ مگر
میں نے ہر بات کے اوپر خاک ڈالدی
اور غور کیا کہ اگر وہ مر گیا تو بجائے
اُس کے میری بیٹی ہے میں تجھے منالوں
تیری خطاؤں کو کیا معاف کروں خود
اپنی خطاؤں کی تجھسے معافی مانگ لوں
کیا تو اب بھی میرے ساتھ نہ چلے گی۔
اتنی طویل تقریر سنکر پھول وتی
کے کچھ حواس برجا ہوئے اور آپنے
جواب دیا کہ آخر یہ فرمائیے کہ اب آپکو
میرے یہاں سے لے جانے سے کیا
حاصل ہوگا آپ مجھے کیوں لیجاتے
ہیں۔ آپ مجھ سے کہتے ہیں کہ تجھ پر
میری ویسی ہی اطاعت واجب ہے
جیسی باپ کی ہونی چاہیئے۔ مجھے اس
سے انکار نہیں گو میرے بھی آپ پر
ویسے ہی حقوق تھے جیسے ایک لڑکی
کے اپنے باپ پر ہوتے ہیں مگر خیر آپنے
اُن کا کچھ بھی لحاظ نہیں کیا نہ کریں۔
مگر میں اُن کے ادا کرنے کے لئے تیار ہوں
اور بخوشی اجازت دیتی ہوں کہ آپ
میری جان لے سکتے ہیں۔
چچا جی مہاراج۔ میرا صرف تیرے
نے جانے سے یہ منشا ہے کہ تم یہاں
رہتی ہو میرے ہم چشم میرے منھ پر نہیں
تو پیٹھ پیچھے ضرور میری ایسی ایسی
بُرائیاں کرتے ہیں جن کے سننے کی
مجھ میں تاب نہیں ہے اس کا یہی
دفعیہ ہے کہ تو میرے ساتھ چلے۔
پھول وتی۔ اب میں بار بار آپ کو
نفی میں جواب دیتے ہوئے شرماتی ہوں
مہاراج۔ تو پھر یہ تو بہت آسان بات
ہے نفی میں جواب نہ دو۔
پھول وتی نے اور بھی دو چار
مرتبہ انکار کیا۔ مگر ادھر سے جس قدر
انکار رہا اسی قدر دوسری طرف سے
اصرار بڑھا۔ اور آخر پھول وتی کے
چچا کے منطقی مسئلوں اور فلسفی دلیلوں
نے اُسے مجبور کر دیا۔ اور اُس نے گو
دل سے نہیں۔ مگر زبان سے ہاں ضرور کی
مہاراج۔ پھر اگر چلنا ہے تو اٹھو
پھول وتی۔ اچھا میں چلتی ہوں۔
مگر مجھے اتنی اجازت دو کہ سونگا سے مل لوں
مہاراج۔ سونگا کون۔
موتی۔ واہ اگر سونگا کو خبر گئی تو

ضرور وہ اجازت دیگی۔ اور ضرور ہم سب یہاں سے آسانی کے ساتھ نکل سکیں گے۔

پھول وتی نے محبت کے تقاضے پر بہت کچھ خوشامد کی کہ کم سے کم باتیں نہیں تو ایک جھلک موتنگا کو دیکھ آنے کی اجازت مل جائے مگر یہاں سے ہر مرتبہ انکاری جواب ملا۔ گویا نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے گھٹ کے مرجاؤں یہ مرضی میرے جلاد کی ہے

پھول وتی بہ خاطر ناخواستہ اٹھی۔ اور اُس نے اس گھر پہ الوداعی نظر ڈالی۔ تو موتی نے مہاراج کی طرف اشارہ کرکے کہا۔ وہ بھی فرما دیجیے جو کچھ اور آپکو فرمانا ہو۔

مہاراج۔ پھول وتی کیا اب تم بالکل تیار ہو۔

پھول وتی۔ ہاں اگرچہ دل نہیں چاہتا۔ مگر۔

مہاراج اچھا کھڑی رہو۔ یہ کہکر اُنھوں نے اپنی جیب سے ایک آرہ نکالا اس کی کچھ کل گھمائی اور خاص اس چارپائی کے نیچے جس پر پھول وتی سوتی تھی اس آرہ کو رکھدیا۔ فوراً اُس نے فرش کو کھودنا شروع کیا۔ اور دم بھر میں اچھا خاصہ ایک گڑھا ہوگیا۔ یہ گڑھا کچھ زیادہ چوڑا نہ تھا بلکہ ایک بڑی ڈھال کے موافق تھا۔ انھوں نے آرہ اٹھایا۔ ہاتھ سے مٹی کو صاف کیا نیچے ایک پتھر دکھائی دیا جس میں ایک بڑا سا کڑا پڑا ہوا تھا۔ فوراً اُسے اٹھا لیا گیا نیچے زینہ معلوم ہوا جو روشنی سے معمور تھا

مہاراج پھول وتی سے مخاطب ہوئے کہ تم اس زینہ میں اُتر جاؤ۔ نیچے پہونچنے پر ایک کوٹھری آئے گی جہاں کئی ایک تصویریں ناچ رہی ہوں گی۔ درمیاں میں ایک چراغ جل رہا ہوگا اس چراغ میں ایک کنجی پڑی ہوگی وہ نکالو اور چلی آؤ۔

پھول وتی۔ مجھے خوف معلوم ہوتا ہے۔ میں نہ جاؤں گی میری پیاری اماں سوتی مجھ سے زیادہ تجربہ کار اور نڈر ہیں انھیں بھیج دیجیے۔

موتی۔ اگر میرے کیے یہ کام ہوسکتا تو تجھ سے نہ کہا جاتا۔

پھول وتی۔ تو کیا صرف اس کنجی کی خاطر ہی آپ نے میری خطا معاف کی ہے۔

چچا۔ نہیں۔ بلکہ یہ ایک اچھی چیز ہے

جس کی ضرورت تھیں دوسرے
وقت پر پہنچا دی جائے گی۔ اب تو تم
چلی جاؤ۔

غریب پھول وتی نے اپنے دل میں
سوچا۔ اب جب میں ان کے ساتھ
ہی جا رہی ہوں اور انھوں نے میری
خوشامد کی ہے تو ان سے اتنے سے کام
کے لیے کیا دریغ کروں لاؤ اگر آسکے
تو اس کنجی کو بھی لے آؤں۔

وہ فوراً اس زینہ سے اُتر کر اُس
مذکورہ کوٹھری میں پہونچ گئی جہاں
پتہ دینے کے موافق گنتی اک تصویریں
گھوم رہی تھیں۔

اُس نے جلدی سے ایک تصویر
کو ہاتھ سے تھاما۔ تمام تصویریں تھم
گئیں اور وہ اس دائرہ کے اندر
گھس گئی جس میں چراغ جل رہا تھا
اُس نے کنجی لی اور پھر کھٹ کھٹ
اوپر چڑھ آئی کنجی چچا کے حوالے کر دی
اور ان دونوں آدمیوں کے ساتھ
وہ سنہ مان سنگھ کے محل سے نکل کر
خوش خوش ہوتی ہوئی پھاٹک پر آئی پہرہ دار
قریب قریب پہلے ہی سے منتظر تھا
اُس نے ان تینوں آدمیوں کے آتے
ہی پھاٹک کا قفل کھول دیا خود بھی
ساتھ ہوا اور پھاٹک کو کھلا چھوڑ کر
اُن سب کے ساتھ چل دیا۔ یہ تینوں
طوطا گڑھ کی آبادی سے نکلے تو انھیں
ایک رتھ ملا۔ جو بالکل تیار کھڑا تھا
اور جس کا کوچبان شاید دیر سے
سواریوں کا انتظار کر رہا تھا۔ تینوں
شخص اس میں سوار ہوئے۔ رتھ بڑی
تیزی کے ساتھ چلتا رہا۔ اور بیچاری
پھول وتی امید و بیم کی حالت میں
سفر کرتی رہی کیونکہ اُسے چند در چند
خیالات ایسے پیدا ہو گئے جن سے
وہ بے انتہا بدگمان ہو گئی تھی اُسکے
آنسو نکل پڑے۔ مگر دونوں میں سے ایک
نے بھی اس وقت نہ اسکی تسلی کی کوئی بات
ہی کہی نہ یہ پوچھا کہ کیوں رو رہی ہے
اور رتھ اسی بن میں جا پہونچا جہاں
اس نے کل موتی کو کئی آدمیوں پر
حکومت کرتے دیکھا تھا۔ وہ بہت
زیادہ گھبرائی یہاں آکر ایک گھنٹی
بجائی گئی اور گھنٹی کی آواز سنتے ہی
فوراً کئی آدمی اِدھر اُدھر سے نکل آئے
جن میں سے ایک آدھ کو پھول وتی
نے پہچان بھی لیا۔ کہ یہ وہی کل والے
آدمی ہیں جنھیں موتی نے کچھ ڈرایا و
دھمکایا تھا اور کچھ ہدایتیں بھی کی تھیں

اب اس کے خوف اور رنج کی کوئی انتہا نہ رہی۔

پانچواں باب

جس رات کا ہم واقعہ لکھ چکے اسی رات کو ہیرا کی اپنے کمرے میں پڑے پڑے آنکھ کھلی اور اس نے سونے کی کوششیں بھی کیں مگر اسے نیند نہ آئی۔ نیند کے اچٹ جانے پر اسے ایک خیال پیدا ہوا۔

مصنف۔ ہیرا وہی عورت ہے جو مصنوعی ہے جس کا نام اصلی ہیرن ناتھ عیار ہے جسکا ذکر پہلے حصہ میں کیا جا چکا ہے۔

اس نے کہا کہ اب نیند تو آتی نہیں لاؤ بقیہ وقت یوں گذار دوں اور آج اس بات کی تصدیق بھی کر لوں کہ تین روز سے دیکھتی ہوں سوتی اور سولنگا سے پھول وتی کی محبت دن بدن ترقی کرتی جاتی ہے جب دیکھو ان میں سے ایک نہ ایک اس کے پاس بیٹھی ہی رہتی ہے۔ دن تو دن رات کو بھی اکثر میں نے دیکھا ہے کہ خوب گھل مل کر ان دونوں میں باتیں ہوتی ہیں آخر انھوں نے ایسا کیا پڑھکر پھونک دیا ہے کہ پھول وتی انھیں کی ہو رہی۔ ان سے کون سے معاملات اٹکے ہوئے ہیں کہ جن کا ہردم فیصلہ ہوتا رہتا ہے۔ ہم بھی تو آدمی ہیں۔ ہم بھی تو اس سے محبت کرتے ہیں ہم سے کیوں نہیں اتنی باتیں ہوتیں۔ بلکہ سوتی کی باتوں سے تو دو ایک مرتبہ مجھے شبہ سا بھی پیدا ہو گیا ہے۔

خیر بہر صورت کچھ بھی ہو لاؤ آج چل کر دیکھوں کہ ان لوگوں میں کیا باتیں ہوا کرتی ہیں۔ ہرج ہی کیا ہے اگر وہ سوتی ہوئی اور اس کے پاس ان دونوں میں سے کوئی نہ ہوا تو میں اپنے گھر پلٹ آؤں گا۔ اور اگر باتیں ہوتی ہوئیں تو چھپ کر سنوں گا ایک نتیجہ دو کاج کا مضمون ہوگا۔ وقت بھی گذر جائے گا۔ اور کام بھی ہو جائے گا۔

غرضکہ نقلی ہیرا اٹھی اور پھول وتی کے کمرے میں آئی یہاں کیا رکھا تھا مکان سونا پڑا تھا۔ ہر کونے میں ویرانی برس رہی تھی پھول وتی تھی نہ پھول وتی کا کوئی ہمزاد تھا چارپائی کے نیچے ایک گڑھا کھدا ہوا تھا۔ جو ایسا معلوم

ہوتا تھا کہ بعد کو برابر بھی کیا ہے پھول وتی کا بستر اسی طرح بچھا ہوا تھا۔ گویا سونے کی چڑیا اُڑ گئی تھی پنجرہ البتہ باقی تھا۔

نقلی ہیرا یہ دیکھکر دم بخود رہ گئی اور اُسے سامنے بجائے پھول وتی کے اپنی موت کی تصویر نظر آنے لگی۔ اُسنے جلدی کی اور اِدھر اُدھر دیکھا مگر کہیں پھول وتی کی صورت نظر نہ آئی کچھ دیر انتظار کیا کہ شاید حاجت ضروری کے واسطے کہیں گئی ہو۔ مگر یہ انتظار بھی بیکار ثابت ہوا نقلی ہیرا کھڑی کھڑی تھک گئی اور اسے یہ خیال پیدا ہوا کہ اور دن موتی مونگا اسکے پاس آتی تھیں شاید آج وہ اُن کے پاس گئی ہو۔ چلو موتی کے کمرے میں دیکھ لیں۔ مونگا کے کمرے میں تلاش کریں مگر وہاں پہونچ کر بھی اُسے نا اُمیدی سے سابقہ پڑا۔ اور دیکھا کہ موتی کا کمرہ بھی صاف پڑا ہوا ہے وہاں بھی کوئی نہیں۔ پھر اُکر مونگا کے کمرے کی طرف چلی۔ وہاں بھی یہی حال دیکھا۔

اب ہیرا کے کرب و غم کی کوئی انتہا نہ رہی۔ وہ دیوانی ہو گئی اُسکے ہوش و حواس اُسے جواب دے گئے اس کی عقل نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ یوں نہیں کہ اُسے کچھ پھول وتی سے محبت تھی بلکہ بات یہ تھی کہ اُسے ہنومان سنگھ نے محل میں رکھا ہی اس غرض سے تھا کہ پھول وتی کے حال کی دم بدم خبر دیتی رہے اور اُسکا دل میری طرف متوجہ کرے۔ اُسکی ہر بات کا خبر گیراں رہے۔ اُسے بیچینی کیوں نہ ہوتی وہ یہ کہہ کہکر کیوں نہ پچھتاتا۔ کہ ہائے بڑی غفلت ہوئی میں نے بڑا غضب کیا کہ پہلے سے خبر ملی ح اب مجھے کیا کرنا چاہیئے بہتر ہے کہ رات ہی رات میں میں یہاں سے نکل جاؤں نہ میں ہوں گا اور نہ عتاب ہو گا۔ پھر خیال آیا کہ اگر بالفرض ایسا کیا بھی تو یہ بچاؤ صرف اپنے لئے ہو سکتا ہے۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے اور بیوی کیا کریں گے ہائے ظالم ہنومان سنگھ فوراً حکم دیدے کہ اُن سب کو کولھو میں پلوا دیا جائے یا اک دم سب کی گردن مار دیجائے ہائے میرے بچ جانے سے تمام گھر کی جانیں جائیں گی۔

اچھا یہ بھی نہیں تو پھر کیا کروں تن بہ تقدیر مہاراج کے پاس چلوں

اور وہاں انتظار دیکھوں کہ میرے حق میں کیا فیصلہ ہونے والا ہے اور تقدیر کیا رنگ دکھاتی ہے۔ بس بس یہی تدبیر مناسب ہے۔ اور یہی خیال اچھا ہے جو کچھ تقدیر میں ہونا ہوگا وہ ضرور ہوگا۔

ڈرتا ہوا فوراً ہنومان سنگھ کے پاس کا ارادہ کرکے چل دیا اور جلد وہاں پہونچ گیا جس جگہ وہ رہتے تھے پہرے داروں نے اگرچہ اُسے روکا مگر اُس نے اپنا ایک کاغذ دکھا دیا جس میں لکھا ہوا تھا کہ بدری ناتھ عیار ہر وقت بلا کسی کے خبر کئے ہوئے ہمارے پاس آسکتا ہے اور کسی کو مجاز نہیں ہے کہ اسے روکے۔ اس کے اوپر مہاراج کی مہر اور دستخط تھے

پہرہ داروں کے یہ دیکھکر کچھ ہوش سے اُڑ گئے اور پھر کسی نے نہ روکا بدری ناتھ فوراً اندر چلا گیا۔ مہاراج کو سوتا ہوا پایا۔ اتنی جرأت تو نہ ہوئی کہ یہ اُنھیں جگائے مگر کرسی پر بیٹھکر اُن کے جاگنے کا انتظار کرنے لگا۔ کئی دفعہ جو مہاراج نے کروٹ لی اُسے خوشی ہوئی کہ اب جاگ اٹھیں گے مگر امید کچھ کارآمد نہ ثابت ہوئی۔

مہاراج ہر مرتبہ کروٹ لیکر غافل ہو گئے آخر ایک مرتبہ چونک کر آنکھ کھلی۔ یہ دیکھکر کہ پاس کوئی بیٹھا ہوا ہے کچھ خوف پیدا ہوا مگر پھر جلد پہچان لیا کہ یہ بدری ناتھ ہے۔ اب اور بھی گھبراہٹ پیدا ہو گئی کہ آخر نا وقت یہ یہاں کیوں آئے۔ پوچھا کہ بدری ناتھ خیر تو ہے۔ تم اس وقت یہاں کیوں آئے

بدری ناتھ۔ مہاراج بڑے ضروری کام سے آیا۔ اور کام بھی کچھ نہیں صرف ایک جانکاہ واقعہ کی خبر دینی ہے

ہنومان سنگھ۔ کہو جلد کہو۔

بدری ناتھ۔ چونکہ حضور نے مجھے متعین ہی اس لئے فرمایا تھا کہ وقت بے وقت میں پھول وتی کی خبر لیتا رہوں اور اُس کے حال سے آپ کو مطلع کرتا رہوں اسی وجہ سے آج آدھی رات کے وقت میں صرف اُس کی خبر گیری کے واسطے اس کے کمرے میں گیا۔ وہاں خلاف معمول اُس کو نہ پایا۔ میں گھبرا کر موتی مونگا کے کمرے میں پہونچا۔ مگر وہاں بھی خاک اُڑتی ہوئی پائی۔ یعنی موتی اور مونگا کو بھی غائب پایا۔

مہاراج یہ سنکر فوراً سکتہ میں آگئے

ایسا معلوم ہوا کہ پاؤں کے نیچے سے
زمین نکلی جا رہی ہے۔ کوئی چیز ہے کہ
عقل و ہوش کو چھین رہی ہے۔ دیر تک
یہ حال رہا کہ کچھ بولے ہی نہیں چپ
بولے تو یہی زبان سے نکلا کہ بس اور
کچھ بھی نہیں ہے یہ سب کچھ تمھاری غفلت
اور بے خبری کا نتیجہ ہے۔
بدری ناتھ۔ حضور مجھکو ناحق الزام
دیا جاتا ہے میں نے تو اتنی کوشش کی
ہے کہ میرا دل جانتا ہے۔
ہنومان۔ ہاں جو کچھ اس کا نتیجہ
نکلا وہ بھی ہم پر روشن ہو گیا۔
بدری ناتھ۔ حضور میرے اوپر تو
خفگی کرنے کے لئے اور بہت سا وقت
ہے اب جو کچھ تدبیر کرنی ہو وہ جلد کرنی
چاہیئے ورنہ پھر یہ وقت بھی ہاتھ سے
نکل جائے گا اور میری آپ کی کوشش
سے پھر کچھ بھی نہ ہوگا۔
ہنومان سنگھ۔ اچھا تمھیں کہو کہ کیا کریں۔
بدری ناتھ۔ میرے نزدیک تو یہی مناسب
ہے کہ اسی وقت فوج روانہ کر دی جائے
اور فوج بھی زیادہ نہیں صرف دس پانچ
عیار لوگ اور ان کی مدد کے واسطے
پانچ سات سوار ہوں۔ میں انھیں کے
ساتھ جاؤں گا اور جلد سے جلد انھیں
تلاش کر کے لاؤں گا۔
ہنومان سنگھ۔ خیر یہ بھی کیا جائے گا۔
مگر یہ واضح رہے کہ اگر تم نے بہت جلد
کامیاب ہو کر مجھے اطلاع نہ دی تو میں
تم کو اس غفلت کی پوری پوری سزا دونگا
یاد رکھ کہ اگر ہنومان سنگھ کسی کی جدائی
میں مر جائیگا تو یہ ناممکن ہے کہ تو
زندہ رہے تجھے پہلے ہی جہنم واصل کر دیگا
بدری ناتھ۔ خیر یہ جس وقت ہوگا
دیکھا جائے گا۔
بدری ناتھ نے فوراً ایک حکم لکھوایا
اور سیناپتی کے پاس چلا گیا وہاں سے
دس سوار لئے اور کئی ایک عیاروں کو
جو عیاری میں اس کے شاگرد تھے اپنے
ساتھ لے کر فوراً طوطا گڈھ سے نکل گیا
اور تمام جنگل میں ادھر ادھر ڈھونڈتا پھرتا رہا۔
اس وقت ہم بھی اسے سرگرداں
چھوڑتے ہیں آیندہ جب کوئی بات
ہوگی لکھیں گے۔

چھٹا باب

سیتا اور کمار کی باتیں ختم ہوئیں تو
سیتا نے کمار سے کہا یہ ذرا غیر ممکن ہے
کہ میری اور تمھاری خبر گیری کے لئے کوئی

نہ آئے۔ ایسا نہ ہو کہ مجھے اور تمھیں باتیں کرتے دیکھ کر جدا کر دیا جائے۔ اسلئے مناسب یہ ہے کہ تم مجھے اُسی کوٹھری میں بند کر دو جس میں میں تھی۔

کمار۔ کون آتا ہے۔ بس ان کمبختوں کو ہمارے قید کر دینے کی خوشی تھی سو قید کر دیا۔ اب یہاں ہماری خبرگیری کی کس کو غرض اور کس کو پرواہ ہے دانہ پانی کے خبر لینے کی توفیق نہیں کھیلنا جانتے ہیں مرغ گرفتار کے ساتھ

سیتا۔ یہ آپ کا خیال غلط ہے۔ بس جو کچھ آپ کا خیال ہے وہ آپ ہی تک محدود ہے۔ مہربانی فرماکے آپ میرا کہنا مان لیجئے اور میری جگہ مجھے پہونچا دیجئے۔

کمار نے دیکھا کہ سیتا کا اصرار بڑھتا جاتا ہے۔ لہٰذا انھوں نے پھر زیادہ اصرار نہ کیا اور اس کے کہنے کے موافق اُس نے اسی کوٹھری میں بند کر دیا۔ اور آپ بیچ پر پڑ گئے پہلے تو انھیں یہ خیال تھا کہ کچھ دیر تک آرام کریں مگر پھر سوچا کہ یہاں پڑے پڑے کیا کریں گے آؤ اس باغ کی سیر کریں جو اس قیدخانہ میں سامنے نظر آتا ہے۔ اور گھوم پھر کر دیکھیں شاید کہیں کوئی رستہ مل جائے۔ یہ سوچ کر اٹھے اور چل دئے۔ قیدخانہ میں جو چمن تھا اس کی پٹریوں پر پھر کر جی بہلانے لگے۔ دو طرفہ پھولوں کی قطار اور ٹٹی پر چڑھی ہوئی بیلوں کو دیکھ دیکھکر جی باغ باغ ہو گیا ایک سب میں زیادہ عجیب بات یہاں یہ دیکھی کہ نہ یہاں کوئی مالی تھا نہ کوئی باغبان مگر درخت سب شاداب تھے اور لطف یہ تھا کہ جتنے درخت تھے سب اس وقت باردار تھے۔ آم کے درختوں پر سرخ سینہ پیا آم۔ کوئیل بولتی ہوئی۔ نارنگی کے درخت سب لدے ہوئے جن سے چمن لال بھبھوکا ہو رہا تھا۔ میوہ عاشقان زرد رو کی طرح اداس کانٹوں کے رنج و غم میں مبتلا الجھے ہوئے سر طرف لٹک رہے ناشپاتی۔ سیب۔ کمرک انار۔ کیلا۔ بہی۔ امرود۔ انگور چھوہارے کھجوریں غرضکہ ہر درخت باردار تر و تازہ میووں سے لدے ہوئے ہر طرح کے پھول دار درخت اور ہر درخت پر پھول۔ کھلے ہوئے۔ ہار سنگھار۔ بیلا۔ چمبیلی۔ جوہی۔ موتیا۔ موگرا۔ کامنی گل شبو۔ گل مہندی۔ گل دوپہریا۔ گل آفتاب

وغیرہ نے وہ بہار وہ رونق پیدا کر رکھی
تھی کہ دیکھنے سے جی سیر نہ ہوتا تھا۔
کمار نے بھی باوجود ہمیشہ کے عیش و دولت
کے ایسا باغ نہ دیکھا تھا بلکہ ایک آدھ
دفعہ یہ باغ پر بہار دیکھکر ان کی زبان
سے یہ نکل گیا۔ کہ تعجب ہے اس کمبخت
نے اسے زندان خانہ مقرر کیا ہے۔
ورنہ فی الاصل یہ باغ تو اس قابل
ہے کہ وہ خود اس میں آکر رہا کرتی۔

یہ دیکھنے کے بعد وہ چارطرف
گھومتے رہے اور یہاں سے نکل جانے
کا راستہ تلاش کیا گئے مگر اپنے اس
ارادہ میں کامیاب نہ ہونے پائے
چاروں طرف سے راستہ بند پایا۔

دوسرے سب سے زیادہ تعجب
کی بات یہ دیکھی کہ اس قیدخانہ میں
ویسے تو معمولی طریقہ سے تمام جگہ دھوپ
سی کھلی ہوئی تھی مگر معقول روشنی
تھی مگر اوپر نگاہ اٹھا کر دیکھتے تھے
تو پٹا ہوا نظر آتا تھا۔ پھر اس پر زیادہ
حیرت اور تعجب میں ڈالنے والی بات
یہ تھی کہ آسمان اسی طرح نظر آتا تھا۔
جیسے کہ عام دنیا میں رہ کر ہر وقت
اس پر نگاہیں پڑتی ہیں۔

یہ زندان خانہ کچھ تنگ جگہ میں
نہ تھا۔ بلکہ اچھا خاصہ ایک چوڑا
میدان تھا کمار باوجود اس کے کئی
مرتبہ چارطرف گھوم گھام کر نراس اور
ناامید ہوئے مگر پھر بھی گھومنا نہ چھوڑا
اور اپنی تلاش میں سرگرم رہے۔

ادھر کا حال سنئے سیتا کو بند ہوئے
اور راجکمار کو گئے ہوئے کچھ زیادہ عرصہ
نہ گذرنے پایا تھا۔ کہ کسی نے دروازہ
کی کنڈی کھٹ کھٹائی۔ سیتا نے سمجھا
کہ راجکمار ہوں گے۔ مگر پوچھا نہیں
خاموش رہی۔

دروازہ کھل گیا۔ اور قوی ہیکل
عیار۔ دیو صفت آدمی مہادیو اندر
داخل ہوا جسے دیکھتے ہی سیتا نے پہچانا
کہ یہی خبیث بد نفس بد طبیعت وہ شخص
ہے جو مجھے اٹھا لایا تھا۔

مہادیو۔ کہئے اب آپکا مزاج کیسا ہے
سیتا۔ قیدیوں کے مزاج کا کیا پوچھنا۔
مہادیو۔ آپ قیدی نہیں ہیں۔
سیتا۔ اور کیا آزاد ہوں۔
مہادیو۔ ہاں آپ اپنے آپ کو آزاد
سمجھیے۔
سیتا۔ خوب۔ ہوں قید۔ اور سمجھوں آزاد
مہادیو۔ اگر آپ چاہیں تو ابھی آپکو
آزاد کر سکتا ہوں۔

سیتا۔ نہیں سمجھتی ہوں کہ آپ کو مجھ سے [illegible] آپ کے میں نے کیا بیل مارے تھے جو آپ نے مجھے اس قید میں ڈالا۔

مہادیو۔ کیا سچ سچ بتا دوں۔

سیتا۔ نہیں نہیں جھوٹ جھوٹ بتائیے۔ اجی صاحب جھوٹ اور سچ کا کیا سوال ہے میں تو بنائے مخاصمت پوچھتی ہوں۔

مہادیو۔ پیاری بنائے مخاصمت نہ پوچھو بلکہ بنائے محبت کا سوال کرو۔

سیتا۔ بہت بہتر ہے یہی فرمائیے۔

مہادیو۔ نہ تم سے در اصل کوئی میرا واسطہ تھا نہ میری دلی عداوت تھی بلکہ میں موہنی رانی کا عیار ہوں میں نے تمھیں دیکھا تمھاری مدبھری آنکھوں نے مجھ پر جادو کر دیا۔ تمھاری بھولی بھالی صورت نے مجھے والہ و شیفتہ بنا لیا اور تمھیں اپنے ساتھ لے آیا۔ مجھے تم سے رحم کی امید ہے میں تم سے معافی چاہتا ہوں۔ میرا قصور نہیں۔ میرے دل کا قصور ہے۔ میری پیاری اگر مجھے یہ کمبخت مجبور ناچار نہ کرتا۔ تو میں تمھیں نہ لاتا۔ اب تم سے التجا ہے کہ معاف کر دو۔

سیتا۔ اچھا جو کچھ آپ نے میرے ساتھ کیا خوب کیا۔ میں نے معاف کر دیا مگر اب تو تم مجھے آزاد کر دو میں کسی ضروری کام کے لئے جا رہی ہوں اگر آپ پر میری صورت نے جادو کیا تو خیر جانے دیجیے اُس کی مجھے معافی دیجیے۔

مہادیو۔ عیار تو کیا آپ میرے دل کو قبول نہ کریں گی کیا یہ میرا ہدیہ نامنظور رہے گا۔ دیکھئے مجھے ناامید نہ کر دیجیے۔ اگر دل لیا ہے تو اب اسے اچھی طرح رکھئے۔

سیتا دل میں کہنے لگی کہ اب رنگ لائی گلہری۔ بس معلوم ہوا کہ اب کچھ مدت کے لیے ہم قید میں پڑ گئے۔ یہ فکر میں پڑ کر خاموش رہ گئی اور اس کی آنکھوں کے سامنے موت کی تصویر گھومنے لگی۔

اُسکی خاموشی پر مہادیو بھی کھٹکا اور اُس نے پھر تقاضہ کرنا شروع کیا کہ جلد جواب دو میں بیتاب ہو رہا ہوں

سیتا۔ اس سے تمھیں معاف ہی کر دیجیے تو اچھا تھا۔

مہادیو۔ ایسا تو ہونا بہت مشکل ہے۔

سیتا۔ اگر یہ مشکل ہے۔ تو یہ بھی مشکل ہے

مہادیو۔ دیکھئے ایک دفعہ پھر میں التجا کرتا ہوں۔ مجھے ناامید نہ کیجیے۔

سیتا۔ اگر ایسا ہوا تو کیا ہوگا وہ بھی بتا دیجیے گا۔

مہادیو۔ پھر آپ خیال کر لیجیے کہ مرتا کیا نہیں کرتا۔

سیتا۔ خیر میری قسمت۔

مہادیو نے سیتا کو طرح طرح کی اُمیدیں دلائیں۔ رنگ برنگ کے سبز باغ دکھائے مگر وہ بھی ایک مستقل مزاج عورت تھی اس پر کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ اُس کے عنیوں نے صاف صاف کہہ دیا۔ کہ نفس کے تابع ہونے سے مر جانا تو بہت اچھا ہے اگرچہ موت اور زندگی کسی کے قبضہ اختیار میں نہیں ہے۔ مگر خیر اگر یہ میری جان بھی لے لے گا تو پروا نہیں ہے وہ یہی سوچ کر اس وقت تک خاموش رہی جب تک کہ بدنیت عیار مہادیو کی زبان سے یہ کلمہ نہ نکل گئے۔

مہادیو۔ دیکھو میرا کہنا مانو۔ اب بھی کچھ نہیں گیا ہے۔ ورنہ تم بہت پچھتاؤ گی اور پھر معلوم نہیں کہ میری طبیعت کا کیا رنگ ہوگا۔ مجھے رحم آئے یا نہ آئے۔ ناطق

سوچ لینا چاہیے انجام کار
یہ مقدم کام ہے ہر کام سے

ہرگز اُمید نہ کرو کہ میں یہاں سے بغیر مہادیو کی امداد کے چھوٹ جاؤ گی یاد رکھو کہ یہ طلسمی قید خانہ ہے۔ یہاں سے کبھی کوئی نہیں نکل سکا۔ بہت سے اس اسب میں مر گئے۔ اور بہت سے مر جائیں گے۔ وجہ یہ ہے کہ ایک تو یہاں سب کام علم حکمت کے ذریعہ سے کیا گیا ہے دوسرے یہ کہ یہاں جادو کا بھی تھوڑا بہت اثر ضرور ہے تیسرے یہ کہ دنیا میں اس قید خانہ کا جاننے والا سوائے متعدد آدمیوں کے نہیں ہے سو بھی سب ہمارے یہاں کے عیار ہیں۔ اگر ماسوا ان کے اور بھی کوئی اس طلسمی زندان خانہ کو جانتا ہے تو وہ آدمی کی قسم سے نہیں ہے۔ وہ زبردست دیو ہیں۔

سیتا۔ خیر آپ کچھ کہیے۔ ایسی خلاف عقل باتوں کا مجھے یقین نہیں ہے۔

مہادیو۔ اہا ابھی تمھیں یقین نہیں ہے تو اس کی تصدیق اس سے ہو جائیگی راج گڈھ کے راجکمار ہری سنگھ بھی یہاں قید ہیں۔ اُن سے پوچھو کہ انھیں کس نے قید کیا ہے۔ صاف صاف بتا دیں گے کہ وہ انھیں دیوؤں کے ذریعہ سے قید ہوئے اور وہ ہرگز ہرگز اُس وقت تک یہاں سے نہیں نکل سکتے

جس وقت تک کہ خود رانی صاحبہ کی
مرضی نہ ہو۔

سیتا۔ بھلا مجھے اس کا بھی کیونکر یقین
آئے کمار ہری سنگھ یہاں کیوں قید ہو
نے لگے تھے۔ اور اُن کی کیا غرض
تھی کہ وہ یہاں آتے۔

مہادیو۔ رانی اُن پر عاشق تھی
اور وہ کسی اور عورت پر عاشق تھے
وہ اُس کی تلاش کے لئے جا رہے تھے
یا شاید اُس سے ملنے کے ارادہ سے
جا رہے تھے بہر حال کچھ بھی ہو جا ضرور
رہے تھے۔ اس لیئے رانی نے اُنھیں
راستہ میں قید کر لیا۔ وہ چھوٹ جاتے
اور اس بلا میں نہ پھنستے۔ مگر تمھاری
طرح اُنھوں نے بھی تمردی اور سرکشی
سے کام لیا۔ اور قید میں پڑ کر نتیجہ بھگتا
اور ابھی کیا ہے ایک غیر محدود مدت
تک کے لیے اس بلائے عظیم میں پڑ گئے
یہ نہ سمجھو کہ یہ ایک باغ ہے۔ اور یہاں
سب طرح کا عیش ہے۔ ہاں یہ بھی صحیح
مگر اس کی پابندی اور اس کی قید
ایسی ہے کہ دوست تو دوست خدا
کسی دشمن کو بھی یہاں نہ لائے کیونکہ
یہاں آکر بس آدمی کا مردہ ہی نکلتا
ہے۔ اور وہ بھی دنیا کی صورت نہیں
دیکھ سکتا۔ ظاہری نمائش پر نہ جانا
چاہیئے۔ سانپ خوبصورت ہے مگر
اس کا زہر بہت بُرا ہے۔

سیتا۔ خیر جو کچھ بھی ہو۔ ع
اب آگئے جو میری قسمت اب آگئے جو مقدر میں
مہادیو۔ مگر تمھاری اس بے اعتنائی
پر بھی تمھیں ایک مرتبہ پھر سمجھاتا ہوں
اور تم سے یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ
ایک دو دفعہ شاید میں بھی تمھارے
پاس آؤں گا۔ ممکن ہے کہ تمھارا نصیب
یاوری کرے اور تم راہ راست پر آجاؤ۔ تم
مجھکو کچھ کہنا تھا تمسے تم نہیں سنتیں تو خیر
پہلے اک ارمان تھا اب ایک حسرت ہو گئی

سیتا۔ خیر اس وقت آپ تشریف
لے جایئے۔

مہادیو نے پھر اُسے ایک کوٹھری
میں بند کیا۔ اور آپ آناً فاناً میں کہیں
غائب ہو گیا۔ کچھ دیر بعد ہری سنگھ بھی
نا امید ہو کر اور اِدھر اُدھر گھوم گھام
کر واپس آئے۔ انھوں نے سیتا کو پکارا
اور سیتا نے جواب دینے کے بعد کمار سے
تمام قصہ مہادیو عیار کے آنے اور اسکی
بیہودہ باتوں کا سنا دیا۔ اور یہ بھی
بتا دیا کہ یہ طلسمی قید خانہ ہے۔ مہادیو
نے مجھ سے کہا ہے کہ یہاں سے نکلنا

بہت زیادہ دشوار اور مشکل ہے۔

کمار نے سب کچھ سنا مجبور تھے ہو کیا سکتا تھا اور کیا کر سکتے تھے ایک آدمی اور خاموش ہو رہے۔ کئی دن طلسمی قید خانہ میں گذرا اور اب رات ہوگئی ایک بنچ پر پڑ رہے۔

ساتواں باب

قید ہونے سے کئی دن بعد ایک رات ہوئی اور اس قید خانہ میں خودبخود روشنی ہوگئی اس کے کمرے کی چھتوں میں جو دن میں چھوٹے چھوٹے قمقمے دیکھے تھے وہ خودبخود کنول کی طرح جلنے لگے روشنی بھی غیر معمولی تھی ایسی کہ آدمی وہاں سوئی ڈھونڈھ سکتا تھا کمار اس روشنی کو دیکھتے ہوئے اور اس پر تعجب کی نگاہیں ڈالتے ہوئے سو گئے

انھیں سوئے ہوئے ابھی کچھ زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا کہ کسی نے انکے پیر کو ہلایا۔ اور انھوں اسکی طرف نگاہ ڈالی معلوم ہوا کہ وہ چمپا ہے انھیں اسے دیکھکر کچھ زیادہ تعجب نہ ہوا کیونکہ اسکی کئی دن پہلے کی وہ بات اور اسکی وہ مہربانی کی گفتگو یاد آگئی جو اسنے اسوقت کی تھی جب جادوگرنی نے انھیں اسکے ہاتھوں قلعہ میں بلوایا تھا۔ جو آپکو پچھلے بابوں کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتی ہے۔ اسوقت بھی چمپا کی آنکھوں سے محبت ظاہر ہو رہی تھی اور اسکی صورت سے وہ عاشقانہ جھینپ اور خجالت نمایاں تھی جو اکثر ہوا کرتی ہے وہ آئی اور آکر ایک عجیب انداز سے اسنے کمار ہری سنگھ کو سلام کیا۔ کمار نے بھی ویسے ہی جو انکے مناسب حال تھا۔ جواب دیا۔

چمپا۔ معاف کیجیے میں نے آپکو تکلیف دی ہے۔ اور کچھ دیر تک میں ابھی آپ کا وقت لوں گی۔

کمار۔ اونھ ہمیں سوائے اپنے حال پر رونے کے اور کام کونسا ہے۔ بقول کسی کے ؎ دل چاہتا ہے پھر وہی فرصت کہ رات دن بیٹھے رہیں تصور جاناں کئے ہوئے

چمپا۔ اب تو آپ کو میری باتوں کا یقین آگیا ہوگا۔

راجکمار۔ میں نے پہلے بھی تمھاری کسی بات کو جھوٹ نہ سمجھا تھا۔

چمپا۔ آپ نے غالباً کل سے کھانا بھی نہ کھایا ہوگا مناسب ہو اور میری عرض قبول کیجیے تو کچھ کھانا نوش جان فرمایئے۔

راجکمار۔ ونھ اسکی تو مجھے پرواہ نہیں ہے کھانے پینے کے لئے لخت دل خون جگر کچھ کم نہیں ہے بھوک پیاس مطلق نہیں ہے۔

چمپا۔ میرا اس کہنے سے صرف یہ مطلب
تھا کہ آپ اپنے دل میں یہ خوب سمجھ
لیجئے کہ جس کمبخت بد نصیب رانی نے
آپ کو قید الم میں مبتلا کیا ہے اس
سے کبھی یہ امید نہیں ہو سکتی کہ اب
وہ آپ کے کھانے پینے کی خبر لے گی۔
آپ ہی فرمائیے انسان اناج کا کیڑا
ہے بغیر کچھ کھائے پئے اس کی گذر
کب تک ہو سکتی ہے۔ مجھے اپنی
خادمہ تصور فرمائیے۔ اور جو کچھ کار خدمت
مناسب سمجھئے مجھ سے لیجئے۔

راجکمار۔ میں احسان فراموش نہیں
ہوں آپ کی عنایتوں کا شکریہ ادا
کرتا ہوں۔ اگر آپ کا یہ حکم ہے تو
مجھے اس سے بھی انکار نہیں ہے اور
نیز مجھے یہ امید ہے کہ آئندہ بھی کوئی
ایسی بات نہ ہو گی جس کی آپ مجھسے
فرمایش کریں اور میں پوری نہ کروں
مگر اس وقت مجھے آپ سے چند باتیں
کرنی ہیں۔ اگر کہو تو پوچھوں۔ اور تمام
امور کو ان باتوں کے بعد پر موقوف
رکھئے۔

چمپا۔ زہے قسمت کہ آپ کی کوئی
خدمت مجھ سے ہو سکے۔ آپ فرمائیے
امید ہے کہ میں ضرور معقول جواب دونگی

کمار۔ مگر شرط یہ ہے کہ آپ مجھے قول دیجئے
کہ مجھ سے ہو سکے گا تو میں ضرور اسے پورا
کروں گی۔ کیونکہ بہت سی باتیں
ایسی ہوتی ہیں کہ جنھیں جس وقت
تک نہیں سنتے ہیں وہ آسان معلوم
ہوتی ہیں۔ مگر جس وقت وہ کانوں
کے پردے تک پہونچ جاتی ہیں
فوراً دل کے جوش کو ابھار دیتی ہیں
معاً ایک جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ اور
تمام پچھلی دوستی محبت اور مروت کا
خاتمہ ہو کر ایک عداوت کی بنیاد مستحکم
ہو جاتی ہے۔ میں ڈرتا ہوں کہ ایسا
ہی میرا آپ کا معاملہ نہ ہو۔

چمپا۔ یہ سچ ہے مگر آپ نے اب تک
نہیں سنا ہے کہ عورتیں اپنی ضد کی
کیسی پکی اور کس قدر مستقل مزاج
ہوتی ہیں۔ وہ جس بات کو کہہ لیتی
ہیں پھر زمانہ پھر جائے۔ اُن کی جان
ہی پر کیوں نہ بن جائے۔ مگر وہ ضرور
اپنے قول کو پورا کر گذرتی ہیں مجھے
بھی کم سے کم آپ انھیں عورتوں میں
سمجھ لیجئے۔

راجکمار۔ خیر۔ تاہم آپ عہد کر لیجئے۔

چمپا۔ زبان کے کہنے سے کیا ہوتا ہے
بس سمجھ لیجئے کہ میں نے عہد کر لیا ہے

آپ فرمائیے تو سہی۔ پھر یہ بھی ساتھ ہی
کہتی ہوں کہ جو کچھ آپ فرمانے والے
ہیں وہ سب میں سمجھ گئی ہوں۔ مگر ؎

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے
جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

کمار۔ میری مونسہ چمپا کیا تم سمجھ سکتی
ہو کہ میں کہاں جا رہا تھا۔ میرے دم
پر کیا بن رہی تھی کہ میں اپنے گھر سے
نکل کر چلا تھا۔ ہائے جب میرا میرے
دل پر قابو اور اختیار نہیں رہا ہے
جب میں اپنے جذبات دلی سے بے بس
ہو چکا۔ جب دردِ جدائی نے ہر رگ
میں اپنا اثر پیدا کر دیا۔ جب سوزِ محبت
نے میرے دل و جگر کے سوا ہر ایک
حصۂ بدن میں اپنا سوز پھیلا دیا ہے
تب میں نے اپنے گھر سے باہر پاؤں نکالا
ہے مگر آہ میری آرزو دل کی دل میں
رہ گئی۔ میرے ارمان حسرت سے
بدل گئے جس کی صورت دیکھنے کے
اشتیاق میں عزیزوں کی جدائی۔
اپنے پرایوں سے قطع تعلق۔ دوستوں
سے مفارقت اختیار کی تھی اس کی
صورت دیکھ کر اپنے ارمان دل
کو تسکین نہ دے سکا۔ اور راستہ میں
دوسرے غم سے دوچار ہو گیا۔

چمپا۔ ہاں مجھے یہ بھی معلوم تھا۔
راجکمار۔ یہ ایسا راز ہے کہ ابتک
میرے سینہ کی چہار دیواری سے
نہیں نکلا ہے اگر کسی کو معلوم ہے تو
وہ بھی کہیں غائب ہے۔ وہ بھی مجھے
داغ مفارقت دے گیا ہے مجھے تعجب
ہے کہ تم تک یہ خبر کیونکر پہونچ گئی۔
چمپا۔ یہ اس وقت نہ پوچھیے پہلے آپ
وہ بات کہیے جو آپ کو کہنی ہے۔
راجکمار۔ شاید میرا خیال غلطی نہیں
کرتا۔ مگر تم ابھی سے پھر چلیں۔ کیونکہ
تمھیں بتانے سے انکار ہے۔ ورنہ
جس کا دل صاف ہوگا وہ کسی بات
کا پردہ نہ کریگا۔
چمپا۔ نہیں راجکمار یہ آپ کا خیال
غلط ہے اچھا آپ بدگمان نہ ہوجیے
لیجیے میں آپکو یہ بھی بتائے دیتی ہوں
تم کو یہ معلوم ہی ہوگا کہ کسی رانی
نے تمھیں شکار کرتے ہوئے دیکھا۔
تمھاری صورت نے اس کے اوپر تسخیر
کیا۔ اور وہ دن رات تمھاری جدائی
میں بیقرار رہنے لگی۔ اس نے چاہا کہ
تمھاری صورت کو بھلا دے اور اس
خیال کو چھوڑ دے مگر وہ ایسا نہ کر سکی
اور اس سے یہ کام کیے نہ بنا مجبوری

اُس نے تمھارے وصل کی دوسری صورتیں نکالیں۔ دو چار عیاروں کو مقرر کیا اور اُن سے مشورے کیے کہ وہ کس طرح اپنے دلی مقصد میں کامیاب ہو سکتی ہے۔ اُنھوں نے شاید یہ صلاح دی کہ تمھارے پاس خط روانہ کیا جائے۔ چنانچہ ایسا کیا گیا۔ تمھارے پاس خط بھیجے گئے جو یقینی آپ کے پاس پہونچے۔ عیاروں نے سرنگیں لگائیں اور شاید تمھارے تکیہ کے تلے ہر مرتبہ خط رکھ آئے۔ مگر تمنے اُلٹے جواب دئے تو رانی نراس سی ہو گئی۔ آپ نے سنا ہو گا کہ جب آدمی مجبور ہوتا ہے تو جو کچھ اُس کے قبضۂ اختیار میں ہوتا ہے کر گزرتا ہے رانی کی بھی یہی حالت تھی کہ اور تو وہ اُس وقت کچھ نہ کر سکتی تھی مجبوری اس نے کاغذی گھوڑے دوڑا کر اپنے غصہ کی بھڑاس نکالنی چاہی۔ یعنی ایک خط بہت جھنجلا کر لکھا۔ مگر تم نے اُس کا کوئی جواب نہ دیا۔ ادھر رانی جواب کے لئے بیقرار تھی اس نے عیار کو دوڑایا کہ شاید تم نے جواب لکھ دیا ہو گا۔ عیار پہونچا مگر اُس وقت آپ کسی جگہ کے لئے تیار ہو رہے تھے آپکے ایک پرچہ شاید اپنے بھائی کے نام لکھا تھا۔ وہ پرچہ اس کے ہاتھ لگا۔ اور اُس نے تم سے پہلے آ کر رانی کو سب حال سے مطلع کر دیا۔ کہ۔ ع

معشوق عاشق ہوا اور پر

اور ساتھ ہی اس پرچہ وغیرہ کا حال بھی سنا دیا اُس نے اگرچہ کسی سے کہا نہیں مگر یہ سنتے ہی فوراً اُس نے ایک بین لی اور ایک پری کا لباس بنا کر راستہ میں تمھیں دھوکہ دیا۔ اس سے آگے تمھیں خود خبر ہے۔ میں کیا کہوں مگر ہاں جہاں تک مجھے معلوم ہے سب یہی باتیں ہیں۔ جو وقوع میں آئیں۔ پھر آپ سوچ لیجیے کہ ایک خواص خاص کو کیونکر یہ باتیں معلوم نہ ہوں۔

راجکمار۔ ہاں۔ ہاں اب میں تمام واقعہ کو بخوبی سمجھ گیا۔

چمپا۔ خیر شکر ہے کہ آپ کی بدگمانی رفع ہو گئی۔ اب آپ وہ پوچھیے جو کچھ آپ کو مجھ سے پوچھنا ہے۔

کمار۔ کم سے کم یہ قصہ سنانے سے مجھے آپ کی طرف سے یہ اطمینان ضرور ہو گیا کہ آپ میری بات سنیں گی۔

اور کچھ نہیں آپ سے صرف یہ کہنا ہے کہ آپ کو میں نے خود بھی اپنا حال

سنایا اور کچھ نہ کچھ آپکو بھی معلوم ہے
کیا میں یوں ہی اپنی آرزوؤں کا خون
ہونے دوں ۔ کیا میں اپنے ارمانوں کو
یوں ہی گھونٹ گھونٹ کر اپنے دل میں
رکھوں ۔ اگر ایسا نہ کروں تو کیا میں زہر
کھا کر اپنا کام تمام کر دوں ۔ کیا میں
اس پیاری پیاری صورت کو بھلا دوں
جس کی پرستش اب تمام عمر کو میرے
اوپر فرض ہے ۔
چمپا ۔ نہیں مجھے تو یہ جرأت نہیں ہے
کہ آپ سے ایسا کرنے کے لئے کہوں ۔
اور اگر کہہ بھی دوں تو یہ فضول ہے ۔
کیونکہ ایک آپ ہی کیا دنیا میں کوئی
بھی ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ ؎
عشق پر زور نہیں ہے یہ وہ آتش غالب
کہ لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بجھے
اگر میں خود ہی ایسا ارادہ کروں
تو مجھ سے بھی یہ نہیں ہو سکتا ۔
اگرچہ راجکمار اس آخری فقرے
سے کھٹکے مگر اُنھوں نے عمداً اس وقت
اس دوسرے قصہ کو چھیڑنا نہ چاہا
اور پھر اپنی رام کہانی شروع کر دی
کہنے لگے ۔
کہ اچھا اگر یہ صلاح نہیں دیتی ہو
تو معلوم ہوا کہ تم مجھے نا امید نہیں کرتی
ہو ۔ اچھا اگر یہ نہیں ہے تو تم میری امداد
کیا کر سکتی ہو ۔
چمپا کے منہ پر خوشی کی جھلک نمودار
ہوئی اور اُس نے کہا ۔ کہ میں بھی پہلے
سے یہی سمجھ چکی تھی مگر آپ سے کہلانا
چاہتی تھی سو آپ نے بتلا دیا ۔ لیکن
ساتھ ہی میں یہ کہوں گی کہ جس طرح
آپ نے مجھ سے وعدہ لیا ہے اسی طرح
آپ بھی میری تسلی کر دیجیے کہ تیری خدمت
کا مجھے کچھ صلہ مل جائے گا ۔ پھر آپ
سمجھ لیجیے کہ (مزد ور خوشدل کند کار بیش)
اگرچہ ہری سنگھ کا اقرار کرنا کچھ معمولی
بات نہ تھی ۔ مگر چمپا کی نیک نیتی نے
اور ضرورت وقت نے اُن سے یہ کہلوا کر
چھوڑا (کہ دنیا میں نیکی کا بدلہ نیکی ہے)
میں تم سے پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ میں
احسان فراموش نہیں ہوں ۔ مگر آپ
بتائیے ۔
چمپا ۔ اچھا تو اب جب آپ اقرار کر چکے
تو مجھے بھی اطمینان ہو گیا ۔ مگر سنئے کہ میں
اس بارہ میں کچھ زیادہ امداد نہیں کر سکتی
البتہ ایک قصہ سنا دوں گی ۔ اُس کے
بعد آپ سے جو کچھ ہو سکے وہ کر لیجیے ۔
راجکمار ۔ کیا خوب سوال از آسمان جواب
از ریسمان ۔ قصہ کیسا اور قصہ سے کیا ہوگا

چمپا - نہیں - اُس قصہ کو بہت کچھ حق حاصل ہے نہ وہ اچھے آڑے آئے اور آپ کی امداد کرے۔

اگرچہ ہری سنگھ کو کچھ اس جواب سے تسلی نہ ہوئی نہ اُنھیں قصہ کے سُننے سے کوئی خوشی تھی۔ مگر شاید چمپا کی خاطر سے یا خود ہی بادل ناخواستہ یہ ضرور کہہ دیا کہ اچھا کہو کس کا قصہ ہے اور کیا ہے۔

چمپا - میں دیکھتی ہوں کہ آپ نے میری بات کو معمولی سمجھا۔ حالانکہ میں اپنے دل سے مجبور ہو کر یہ قصہ زبان تک لاتی ہوں - ورنہ آج تک یہ راز کسی پر ظاہر نہ ہونے پایا تھا۔ اور اس کا کوئی رازدار سوائے میرے نہ تھا - دراصل میں آپ کو اب یہاں تک بتائے دیتی ہوں کہ اس کی ہستی اور نیستی کا راز اس قصہ میں مضمر ہے۔

کمار - اچھا اب آپ دیر نہ کیجئے گا - سنا دیجئے اور جو کچھ نیک صلاح دینی ہے وہ دیجئے

آٹھواں باب

چمپا - راجکمار عام آدمیوں میں کچھ ہی کیوں نہ مشہور رہو - اور لوگ انسیں بیٹھے بیٹھے کر کچھ ہی افسانہ تراشیاں کیوں نہ کریں - اور اس رانی کی بدولت وہ اپنے دلوں میں کچھ ہی خیال کیوں نہ کرلیں مگر اصل بھید اس بات کا اب تک کسی کو بھی معلوم نہیں ہے کہ دراصل یہ کون ہے اور یہاں کیوں ہے کب سے ہے اس کے یہاں آنے اور یہاں قیام کرنے کا منشا کیا ہے - وہ اب تک بجز میرے اور کسی دوسرے کو معلوم نہیں ہے - اور یہ آپ سچ سمجھئے کہ اگر اسکو یہ خبر ہو جائے کہ چمپا نے یہ بھید کسی اور سے کہا ہے تو وہ میری جان لئے بغیر نہ مانے گی - مگر ہائے محبت کا جن میری گردن پر سوار ہے وہ مجھے مجبور کرتا ہے اور کہہ رہا ہے کہ جو کچھ بات ہے وہ کسی اور سے کبھی کہوں یا نہ کہوں - اور کبھی کہی ہو یا نہ کہی ہو مگر تم سے ضرور کہہ دوں - خیر کہتی ہوں اب میری آبرو تمھارے اختیار میں ہے - میں اپنی موت اور زندگی کے اوپر تمھارا قبضہ کراتی ہوں - سُنو یہ میرے قصہ کا آغاز ہے اور مجھے یہ قصہ جتنا اور جہاں سے معلوم ہے وہیں سے بتاتی ہوں -

رات کا آخری وقت تھا۔ تارے جھلملا رہے تھے۔ جلد اٹھنے والے جانور اٹھکر اپنی اپنی پیاری بولیوں میں زنکار کی یاد کر رہے تھے۔ مندر میں ناقوس بج رہا تھا۔ زندگی کو ناپائدار سمجھنے والے برہمن۔ اور عابد لوگ اپنی اپنی دھوتیاں سنبھالکر اشنان کے واسطے جا رہے تھے نسیم چھوٹ کر فراٹے بھرتی پھر رہی تھی عالم میں گل کھلا دیے تھے۔ ابنڈائیاں کر سونے والوں کی خواب راحت کو اور زیادہ شگیں بنا دیا تھا۔ کہ اس وقت کشمیر کے ایک بڑے گھرانے میں ایک پیاری پیاری گلاب کے جیسے رخسار والی لڑکی کے پیدا ہونے کی خوشی منائی جا رہی تھی۔

تم نہ سمجھے ہو گے وہ گھرانا کس کا تھا وہ لڑکی کون تھی۔ کشمیر کے راجہ کے دیوان کا گھر تھا اور وہ یہی لڑکی تھی جسے آج آپ موہنی رانی کہہ رہے ہیں۔

اس کے پیدا ہونے پر جو خوشیاں ایک بڑے گھر میں ہونی چاہئیں سب ہی ہوئی تھیں۔ دیوان جی نے فقیروں کو مالامال کر دیا تھا۔ یار دوستوں کی دل کھول کر دعوت کی تھی۔ غرضکہ کوئی ایسی بات نہ تھی جو انھوں نے اٹھا رکھی ہو اور نہ کی ہو۔ در بیانی واقعات کو لاطائل سمجھ کر میں نظر انداز کئے دیتی ہوں۔ اگرچہ وہاں تو ایک ایک گھڑی اور ایک ایک ساعت ہزاروں دعاؤں لاکھوں منتوں کے ساتھ کٹتی تھی۔ ایک سال ایک عمر کی برابر ہوتا تھا۔ مگر مجھے اس سے کیا فائدہ میں تو ایکدم ساتی کو چودھویں برس میں پہونچائے دیتی ہوں۔ اسکا اصلی نام مرگ نینی تھا۔ اس لئے اب میں مرگ نینی ہی کہوں گی۔

مرگ نینی چودہ برس کی ہو گئی تھی پندرھویں میں ابھی ابھی قدم رکھا تھا۔ کہ اس کے سر سے اسکے باپ کا سایہ اٹھ گیا اور یہ بے والی وارث رہ گئی۔ یوں ہونے کو کون اس کے نہ تھا ماں بہن بھائی عزیز غرض سب کوئی تو تھے۔ مگر میں سایۂ باپ سے بڑھکر اور کسی کا نہیں جانتی ہوں۔

ایک دن اس کی والدہ رات کو اٹھی۔ مرگ نینی کو کسی خاص ضرورت سے پکارا۔ مگر کوئی جواب نہ ملا۔ اگر مرگ نینی اپنے پلنگ پر ہوتی تو شاید فوراً آ سے

بھی کچھ دیر پہلے جواب دیے بغیر نہ رہتی مگر جو کوئی نہ ہو تو کیا اُس کے بدلے اُس کا ہمزاد جواب دے۔ ماں کے کلیجے میں دھک سے ہو گیا۔ اور وہ سہم گئی عزت و آبرو کی وجہ سے ابھی اُسنے کسی سے یہ بھی نہ پوچھا کہ وہ کہاں ہے۔ پہلے خود کچھ دیر انتظار کیا پھر مجبور ہو کر سر پکڑ کر بیٹھ گئیں۔ بیقراری میں ایک دفعہ جو اس کے پلنگ پر پہونچیں تو انھیں ایک پرچہ مل گیا جسمیں یہ لکھا تھا۔

اگر آج بھی تم نے میری حسرتوں اور میرے ارمانوں کا خون بہا دیا۔ تو میں اپنی جان دیدوں گا اور تمھاری جان لے لوں گا۔ پیتم سنگھ

فکر ہوئی کہ پیتم سنگھ کون ہے یوں ہی سوچ رہی تھیں کہ ایک طرف سے مرگ نینی برآمد ہو گئی۔ ماں کو بیٹھا دیکھکر کاٹو تو لہو نہ تھا بدن میں مگر پھر دل کو ذرا سنبھال کر ایسی ایسی باتیں کیں کہ ماں کو یقین آیا ہو یا نہ آیا ہو۔ مگر خود واجب البریت ضرور قرار پا گئی۔ اس دن سے اس کی سخت احتیاط کی جانے لگی۔

اب ماں کو فکر یہ ہوئی کہ جیسے کچھ بھی ہو سکے جلد سے جلد اس کی شادی کر دینی چاہئیے ورنہ بدنامی ضرور ہو گی اور یہ برادری اور تمام دنیا میں میری ہی نہیں اپنے تمام خاندان کی ناک کاٹ لے گی۔ چنانچہ انھوں نے ایک اونچی جگہ اسکا رشتہ ٹھہرا دیا۔ عین بارات کے روز جس وقت اسکو دلھن بنا کر زیور اور کپڑے سے آراستہ کر کے بٹھایا تھا۔ عورتوں کا اس کے گرد اگرد مجمع تھا۔ اس نے مجھے بلایا۔ اور یہ کہنے لگی چمپا تو بچپن سے مجھے پیاری ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جیسی مجھے تجھ سے محبت ہے ایسی تجھے بھی مجھسے ہو گی۔ اور تو اس وقت جب ہمیشہ کے لئے میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ سے جدا ہونے والی ہوں میرا کہنا ضرور مان لے گی۔

دو باتوں نے (ایک تو دنیا کی شرم و لحاظ۔ دوسرے تھوڑی بہت محبت جو مجھے اُس سے تھی) اس جواب کے دینے پر مجبور کیا۔ کہ سکھی بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ میں تمھارا کوئی کہنا نہ مانوں سر آنکھوں سے تمھاری راہ میں چلنے کے لئے موجود ہوں۔

مرگ نینی۔ ہاں مجھے تم سے اسی جواب کی اُمید تھی۔

میں۔ تو اب کہو کہ چمپا تمھارے کس کام آسکتی ہے۔

مرگ نینی۔ ہائے پیاری چمپا ؎

مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
دگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد

میری ماں نے میرے اوپر ظلم کیا ہے اور وہ ظلم کیا ہے کہ جس کے دکھ کو شاید اب میں تمام عمر تک بھی نہ بھلا سکوں گی جہاں میری شادی کی جا رہی ہے یہ میرے واسطے موت سے کم نہیں ہے۔ ایشور کے لئے تم میرے کام آؤ اور تم میری مدد کرو۔

یہ بات سُنکر میرے تمام جسم میں لرزہ پیدا ہو گیا۔ مجھے پسینہ آگیا۔ مگر اس پر بھی میں نے یہ کہہ دیا کہ جو کچھ مجھ سے ہو سکے میں اُس کے لئے تیار ہوں حکم دو میں وہی کروں گی جو کچھ تم کہو گی۔

مرگ نینی۔ جیسے بنے تم مجھے یہاں سے نکال لے چلو۔

میں۔ مجھ سے یہ کس طرح ہو سکتا ہے اور ایسا کرکے اس گھر میں میرا ٹھکانہ کہاں ہے۔

مرگ نینی۔ تمھارا کوئی کچھ بھی نہ بنا سکے گا۔ کیونکہ اگر تم نے ایسا کیا تو پھر تم کو میں اپنی جان کے ساتھ رکھوں گی۔ تو تم میرا یہ پرچہ لو۔ فلاں محلہ میں چلی جاؤ وہاں پیتم سنگھ کا مکان دریافت کر لینا اور یہ پرچہ اُسے دیدینا۔

میں۔ بھلا تم جانتی ہو کہ میں اِدھر اُدھر یوں ہی کبھی پھرا کرتی ہوں۔

مرگ نینی۔ اس کی ترکیب یہ ہے کہ تم مردانہ لباس بناؤ اور جس جگہ کو میں کہہ رہی ہوں چلی جاؤ۔ پھر تم کو کوئی جن بھی نہ پہچان سکے گا کہ تم مرد ہو یا عورت ہو۔

میں نے اس سے ایک دو مرتبہ انکار کیا۔ مگر اُس نے ہیرے کی انگوٹھی کو چاٹ کر میرے سامنے جان دیدینا چاہی تو مجھے بھی خوف معلوم ہوا اور آخر میں اس کے حکم کی تعمیل پر آمادہ ہو گئی پرچہ لیا اور لیکر جلدی تلاش کرتی کرتی پیتم سنگھ کے پاس پہونچ گئی اُس نے پرچہ پڑھا اور جواب میں لکھ دیا کہ تعمیل کی جائے گی۔ اطمینان رکھو۔

میں وہ پرچہ لیکر پھر اُس کے پاس واپس آئی۔ اور اُسے وہ پرچہ دیدیا پرچہ پڑھکر یہ خوش ہو گئی۔ اور مجھ سے شکریہ ادا کرکے کہا کہ تم بھی میرے ساتھ چلو گی۔

اوایل عمر بچپن یا جوانی کے زمانہ

میں بُرے بھلے کی تمیز ہی کسے ہوتی ہے
جو مجھے ہوتی میں نے سمجھ لیا کہ آب
چہ از سرگذشت چہ یک نیزہ وچہ
یک دست۔ یعنی خیال پیدا ہوا کہ
اب جب اس کی اتنی بات مانی ہے
تو اسی میں کیا ہرج ہے چنانچہ یہ بھی
اقرار کر لیا۔

بارات آگئی۔ اور بڑی دھوم دھام
سے شادی کے رسومات ہونے لگے۔ کہ
آدھی رات کو مرگ نینی نے مجھ سے
کہا۔ کہ بس اب بہت تھوڑی دیر باقی
ہے کہ میں ہمیشہ کے لئے آزاد ہو جاؤنگی
یا مقید ہو جاؤں گی۔

میں۔ تو پھر کہو۔ اس سے تمہارا مطلب
کیا ہے۔

مرگ نینی۔ اگر عورتوں کا ہجوم کم ہو تو
تم بجائے میرے بیٹھ جاؤ۔ اور میں یہاں
سے نکل جاؤں جس وقت کہ میں
نکل جاؤں تو تم اپنی اصلی صورت
بنا کر باہر نکل جاؤ۔ شہر سے باہر نکل کر
جو اونچی پہاڑی آتی ہے اُس کے
دامن میں تم سے ملوں گی۔

میں نا عاقبت اندیش تھی ہی اسکو
بھی منظور کر بیٹھی۔ مرگ نینی بن کر
خود اس کی جگہ بیٹھی اس نے میری صورت
بنائی اور بغیر روک ٹوک کسی کے وہ گھر
سے نکل گئی۔

اس وقت میرا دل دھڑک رہا تھا
اور میں سوچ رہی تھی کہ کاش اگر
اس وقت کسی نے مجھے پہچان لیا تو تمام
مرگ نینی کی بلا میرے سر پڑ جائے گی
مگر ایشور نے میری آبرو رکھ لی۔ اور کسی
نے تھوڑی دیر تک کے لئے میری خبر
پوچھی۔ آخر میں اپنی اصلی صورت میں
وہاں سے نکل آئی اور پھر مجھے یہ خبر
نہیں کہ کیا ہوا۔

میں بتائے ہوئے پتہ پر پہونچی مرگ نینی
اور بسنت سنگھ میرا انتظار کر رہے تھے
وہ دونوں گھوڑوں پر سوار تھے اور
میرے لئے ایک گھوڑا خالی کھڑا تھا۔
جس وقت میں پہونچی دونوں نے
غیر معمولی جوش و مسرت کا اظہار کیا۔
اب دو ساتھیوں کو دیکھکر میرا بھی
ڈر اور خوف جاتا رہا۔ اور ہم نے بھی
سمجھ لیا کہ مرگ انبوہ جشنے دارد۔ جو
ان کا حال ہوگا وہ ہمارا بھی ہو رہے گا
خوف کیا ہے۔ ۵

دل دے دیا تجھیں تو اب افسوس کیا کریں
وہ وقت ہی گیا وہ گھڑی ہی نکل گئی

گھوڑے جلد لئے۔ اور نہایت سرعت

کے ساتھ زمین کے گز نکر راستہ کو طے کرنے لگے۔ دوپہر کا وقت ہوگیا۔ اور ہمارے گھوڑے اسی طرح پہاڑی کے برابر برابر جارہے تھے۔ ایک جگہ پہونچکر ہم نے دیکھا کہ ایک اور شخص جو بے انتہا حسین اور خوبصورت تھا جس کے حسن وخوبی کو دیکھکر زاہدوں کی بھی رال ٹپک پڑتی ایک معمولی بات تھی ایک شیر پر سوار چلا آرہا تھا اُس نے ہم تینوں کو گھوڑے پر سوار دیکھکر شیر کو روک لیا اور کھڑا ہوگیا۔ باوجودیکہ ہم تینوں مردانہ لباس میں تھے مگر آگے چلکر معلوم ہوگیا کہ اُس نے ہم کو پہچان لیا تھا۔ مرگ نینی پر ہتیم سنگھ۔ اور مرگ نینی ہتیم سنگھ پر دل سے جان دیتی تھی وہ اُس کا اور یہ اس کی دل سے عاشق تھی۔ مگر آہ بے پردگی۔ اور ہائے آوارہ گردی اس کے دل میں فوراً اس شیر مرد کی بھی محبت پیدا ہوگئی اور اس وقت جو اُس نے اپنے دل کو ٹٹول کر دیکھا تو کئی گنا محبت اس سے زیادہ پائی۔ جتنی اسے ہتیم سنگھ سے تھی۔ جیسا کہ آگے چلکر پتہ چلا۔ شیر سوار نے فوراً اپنے شیر کو روک لیا اور جیب سے کچھ کنکریاں نکالیں اور

ان دونوں کی طرف بڑھکر پھینکدیں اور وہ آگے بڑھا چلا گیا۔

اس سے بعد میں ہم تینوں شاید مشکل سے ایک کوس چلے ہوں گے کہ ہتیم سنگھ کہنے لگا۔ کیا بتاؤں مجھے ایسی نیند آرہی ہے کہ اب اگر میں نے آرام نہ کیا تو ضرور میں گھوڑے پر سے گرجاؤں گا۔

مرگ نینی۔ ہاں بہتر ہوگا کہ تم کچھ دیر کہیں آرام کرلو۔ میں اور چمپا بھی بہت تھک گئے ہیں اور اب ہم میں بھی اتنی طاقت نہیں ہے کہ چل سکیں۔

آگے چلکر ایک بڑا درخت آیا۔ جس کے نیچے سبزہ خودرو نے وہ فرحت بخش بہار پیدا کردی تھی کہ جسے دیکھکر آنکھوں میں تراوٹ اور دل میں سرور پیدا ہوتا تھا۔ صلاح ٹھہری کہ یہیں ٹھہرنا چاہیئے۔ گھوڑے چھوڑ دئے گئے اور ہتیم سنگھ ایک چادر بچھاکر سوگئے یا تو یہ دیکھا گیا تھا کہ مرگ نینی اُسکے اوپر فدا تھی اور فدا بھی ایسی فدا کہ گھر چھوڑا۔ گھر کے لوگوں اور عزیزوں کو چھوڑا اُنھیں بدنام کیا خود بدنام ہوئی یا اس نے مندرجہ ذیل گفتگو کی۔

مرگ نینی۔ چمپا اسی شخص نے مجھے

اور تمھیں بدنام کردیا۔ اور میری
تمھاری جان کو معرض خطر میں ڈالدیا ہے
ہائے آج ہمارے گھر کیا کیفیت ہوگی۔
تمھاری بھی جستجو ہوگی اور میری بھی
قریب قریب تمام گھر میں اودھم مچا ہوا ہوگا
وہ سب اسی کی بدولت ہے۔
میں۔ ہاں یہ سب محبت کے کرشمے
ہیں۔ مجھے ہی دیکھو کہ صرف تمھاری
محبت کی وجہ سے میں نے اپنے گھر کو
بھی چھوڑا۔
مرگ نینی۔ ہم دونوں نے بہت برا کیا
میں۔ تو اب اس کا علاج کیا ہے۔
مرگ نینی۔ علاج کیوں نہیں ہے
اس شخص کو سزا دینا چاہیئے۔
میں۔ تمھارا دل یہ کیونکر گوارا
کرسکتا ہے۔
مرگ نینی۔ مجھے اب اسکی صورت
سے نفرت ہوگئی۔
میں۔ لیکن تم یہ بھی تو سوچ لو کہ اب
اس کے سوائے ہمارا اور کوئی بھلا بھی
تو نہیں ہے کہ ہماری اس حالت میں
مدد کرے۔
مرگ نینی۔ بلا سے کچھ بھی نہ ہو مجھے
اس کی پرواہ نہیں۔ تن بہ تقدیر
ہرچہ بادا باد۔

میں۔ تو پھر تم کیا کروگی۔
مرگ نینی۔ اس کا اسی وقت فیصلہ
کردینا چاہیئے۔
میں۔ نہیں نہیں ایسا نہ کرو۔
ادھر میں یہی کہتی رہی اُدھر اُسنے
آہستہ آہستہ ایک چھری نکالی اور بغیر
مجھ سے پوچھے ہوئے پیتم سنگھ کے حلق
تک لے جاکر اس کے اعمال بد کی اسکو
سزا دیدی۔ مجھے تو اسی وقت سے
یقین ہوگیا کہ بدکاموں کا بدلہ دنیا
ہی میں مل جاتا ہے۔ اور ایشور خود ہی
کے ہاتھ سے اسکو سزا دلاتا ہے۔
پیتم سنگھ کے زخم کاری لگا اور اُسنے
فوراً تڑپ تڑپ کر جان دیدی۔
میں۔ مرگ نینی افسوس یہ تم نے کیا کیا
ہائے تمھاری آنکھوں میں اسوقت خون
جھول رہا ہے اور تم خونی معلوم ہوتی ہو
مجھے تم سے ڈر لگتا ہے۔
مرگ نینی۔ اب جو کچھ ہونا تھا ہوچکا۔
اُس پر افسوس فضول ہے۔ اب ایسا
کرو کہ اس کی کمبخت لاش کو کہیں پھینک
دو۔ تاکہ ہم پر کوئی شبہ بھی نہ کرے۔
میں مجبور تھی میں نے یہ سوچا کہ اگر
اس وقت ناصحانہ باتیں کرنی شروع
کیں تو کچھ بھی نہیں وقت گذر جائیگا۔

اور ہم گرفتار ہو جائیں گے۔ ہم راجہ کے
سامنے جائیں گے۔ اور اس وقت ہمارا
فضیحتہ ہوگا۔ لہذا بہتر یہی ہے کہ لاش
اٹھاکر پھینک دیں۔

مرگ نینی اور ہم دونوں اٹھے گھوڑے
کو وہیں چھوڑا اور اس کی لاش کو اٹھاکر
پہاڑی کی ایک کھوہ میں پھینک آئے۔
واپس آکر اس زمین کو کھود ڈالا جو
اس کے خون کے قطرے بہنے سے
لالہ گوں بنی ہوئی تھی۔ جب وہ خون
بالکل چھپ گیا۔ تو مجھے پھر فکروں نے
آن دبایا۔ اور یہ خیالات پیدا ہوئے
کہ اے ایشور ہم اب کیا کریں اور کہاں
جائیں۔ ہم پر اس وقت یہ مقولہ بالکل
راست آرہا ہے کہ دھوبی کا کتا گھر کا نہ
گھاٹ کا۔ اگر گھر واپس جاتے ہیں تو
مارے جاتے ہیں۔ اور اگر نہیں جاتے
تو اس جنگل کا سناٹا۔ اس کی بھیانک
آوازیں غریب الوطنی کا ڈر جی دہلائے
دیتا ہے۔ نہ راہ رفتن نہ روئے ماندن۔

ادھر میرے یہ خیال تھے اور میں
اپنے توہمات کا مرگ نینی سے اظہار کرنے
والی تھی کہ مرگ نینی مجھ سے کہنے لگی۔
اب یہاں ٹھہرنا مجھے بہتر نہیں معلوم ہوتا
ہے۔ مگر چلیں تو کہاں چلیں تم نے تو
کہیں کا بھی نہ رکھا۔ ۵

کعبہ ہو کہ مندر ہمیں دونوں ہیں برابر
رکھا ہمیں تم نے تو کہیں کا نہ وہیں کا

اب نہ مکان پلٹتے ہی بن پڑتا ہے
اور نہ گھر جانے کو جی چاہتا ہے۔ تم نے
بہت ہی جلدی سے کام لیا۔ اچھا بتاؤ
اب تم کہاں جاؤ گی۔

مرگ نینی۔ ہمارے لئے پریتم سنگھ سے
کہیں اچھا وسیلہ موجود ہے۔

میں۔ وہ کہاں۔

مرگ نینی۔ دیکھو اب کیا ہوتا ہے۔

غرضکہ ہم دونوں نے اپنے اپنے گھوڑوں
کو اتنے درست کیا۔ اتنے میں دیکھا کہ
وہی نوجوان شیر سوار آموجود ہوا۔

میں نہیں جانتی کہ کیا ہو گیا۔ مرگ نینی
کے دل میں کیا خیال پیدا ہوا اور اسکے
دل میں کہاں کی اس کی محبت بھر گئی
کہ وہ اس کو دیکھتے ہی اسکے قدموں پر
گر پڑی۔

نوجوان۔ ہیں ہیں یہ کیا۔ دیکھو اپنی
ساتھی کی تو شرم کرو۔

مرگ نینی۔ ضبط نہیں ہوتا مجھے معذور رکھئے

نوجوان۔ اچھا ابھی کچھ صبر کرو۔ ٹھہرو
مجھ سے علیحدہ ہو جاؤ اور مجھے کچھ کام کرنے دو
یہ کہہ کر اس نے کچھ الفاظ کسی خاص

زبان میں اپنے منھ سے نکالے جن سے کہ فوراً زمین اُس درخت کے نیچے کی پھٹ گئی اور ایک کھڑکی نمودار ہوئی نوجوان - آؤ تم آؤ میرے پیچھے پیچھے چلو ہم دونوں اُس کے پیچھے پیچھے ہولیں کھڑکی کے نیچے زینہ تھا تینوں آدمی اس سے اُترے ایک دروازہ پر پہونچے جہاں ایک بڑے تختہ پر موٹے موٹے حرفوں میں کچھ حروف لکھے ہوئے تھے جو کسی اور جگہ کی تحریر تھی اور جسے ہم باوجود اس کے کہ کوشش بھی کی مگر پڑھ نہ سکے۔

دروازہ کے اندر قدم رکھتے ہی ہم ایک بہشت میں پہونچ گئے وہ رونق تھی کہ جو آج تک میں نے اپنی آنکھ سے دیکھی نہ کان سے سُنی - ایسا باغ دنیا میں اگر کوئی ہوگا تو ہم نے نہیں دیکھا وہ اس کے سرسبز درخت - وہ اس کے خوشنما پھول اور سبزہ وہ اُسکے بیچوں بیچ نکلی ہوئی نہر جب یاد آجاتی ہے چھاتی پر ایک سانپ سا لوٹ جاتا ہے۔

چمن بندی اس خوبی سے کی گئی تھی کہ تعریف نہیں ہو سکتی - نہر کے دو طرفہ پھولوں کے گملے رکھے ہوئے اِدھر اُدھر بڑی چوڑی چوڑی سڑکیں بنی ہوئی تھیں جن پر صبح شام سیر کرکے ممکن نہیں کہ آدمی کا جی خوش نہ ہو جائے۔

اسی چمن زار میں ایک نہایت ہی نفیس سفید پتھر کی کوٹھی تھی جسے ہم دونوں نے دیکھا۔ مختصر تعریف ہے کہ دنیا کی کوئی عجیب چیز بھی ایسی نہ تھی کہ جو وہاں موجود نہ تھی - تمام دنیا کے بادشاہوں اور راجوں کی عکسی تصویریں اس میں لٹکی ہوئی تھیں - عجائب و غرائب بھی اس میں بہت کچھ تھے۔ ماسوا اسکے اور بھی کئی اک عمارتیں اس میں تھیں مگر اس وقت ہمیں معلوم نہ ہوا کہ اُن میں کون لوگ ہیں بعد کو جو معلوم ہوا وہ آیندہ میں بیان کروں گی -

ہم دونوں اس کوٹھی میں گئے اور شخص مذکور نے ایک گھنٹی بجائی جس کے سُنتے ہی کئی عورتیں وہاں آگئیں - اس نے اشارہ کیا - فوراً سب ہمیں نہر پر لے گئیں اور خوب مل دل کر ہمیں نہلایا - اور ایک ایک نئی پوشاک ایسی ہمیں پہننے کے واسطے دی گئی جیسے کہ خاص ہمارے ہی لئے سلوائی گئی تھیں - جب ہم اس سے فراغت کر چکے پھر بدستور اُسی کوٹھی میں اُس کے ساتھ چلے گئے -

اور جب ذیل باتیں ہوئیں جس سے ہم
دونوں کو تعجب ہوا - وہ کہنے لگا - کہ
مرگ مینی اچھا ہوا تمھیں منتم نگھ سے
دلی نفرت پیدا ہو گئی ورنہ بڑے بڑے
نتائج پیدا ہوتے جن کی تم متحمل نہ ہو سکتیں
دراصل تم ایسی جگہ آگئی ہو کہ اب تم کو
کچھ خوف اور اندیشہ باقی نہیں ہے
اور کوئی اب تمھیں ستا نہیں سکتا - تمکو
ابھی معلوم نہیں ہے مگر جلد اور بہت جلد
معلوم ہو جائے گا کہ میں کس قدر قدرت
رکھتا ہوں -

مرگ مینی - اچھا آپ پہلے اپنا نام بتایئے

جواب - میرا نام قسطاس ہے

مرگ مینی - واہ یہ تو آپ نے عجب
نام بتایا اس قسم کا نام تو ہم نے کبھی
نہیں سُنا - اور نہ ہماری طرف یہ نام
ہوتے ہیں -

قسطاس - ہمارے جیسے آدمیوں کے
ایسے ہی نام ہوا کرتے ہیں -

مرگ مینی - تو کیا آپ انسان نہیں ہیں
جو آپ کی جدا قسم ہے -

قسطاس - ہوں تو میں بھی انسان
مگر ہاں آپ جیسے لوگوں سے ذرا جدا ہوں

مرگ مینی - یہ سوال تو بعد کو کروں گی
پہلے تم یہ بتاؤ کہ یہ شیر تمھارے کیونکر قابو
میں آگیا - اور اس پر سوار ہونے سے فائدہ
کیا ہے -

قسطاس - اچھا تو تمھیں میں اپنے
چند کمالات دکھاتا ہوں تم بھی کیا یاد کرو گی

مرگ مینی - دکھایئے -

قسطاس نے مٹھی بند کی کچھ پڑھا
پھر جو مٹھی کو کھولا تو ایک خوش نما پھول
بن گیا - اس پھول کو زمین پر رکھا - ایک
دم وہ پھول بڑھنے لگا بڑھتے بڑھتے
اس نے ایک درخت کی صورت اختیار
کی - اس پر ہزاروں پھول نظر آنے لگے
پھر جو ایک لمحہ کے بعد دیکھا تو بجائے
ہر پھول کے ایک سر لٹکا ہوا دیکھا
جس میں سے خون کے قطرے گر رہے
تھے - پھر ذرا سی دیر بعد وہی سر عورتیں
بن گئے جو قریب قریب سب میرے
اور مرگ مینی کے ہم شبیہ تھے ایک مرتبہ
چلو چلو کہہ کر ایک دستک دی سیکڑوں
دیو نظر آنے لگے جو سب کے سب ننگی
تلواریں سونتے ہوئے تھے - وغیرہ وغیرہ
غرضکہ ایسے ہی ایسے میٹھے سیکڑوں
عجائبات دکھائے جنھیں دیکھ کر عقل دنگ
ہو گئی اور ہم دونوں حیران پریشان رہ گئیں
اس کے بعد اس نے مجھے ان
عمارتوں میں بھیج دیا کہ جو اس کوٹھی کے

ما سوا انھیں وہاں میں نے دیکھا کہ بہت سی خوب صورت خوب صورت حسینہ عورتیں تھیں مجھے دیکھکر سب نے پہلے تو مبارکباد دی پھر اُن میں سے دو ایک میرے پاس آئیں اور مجھ سے پوچھنے لگیں کو تمھاری ساتھی کہاں ہے۔

میں نے جواب دیدیا کہ وہ انھیں کے پاس ہیں سب ہنسنے لگیں مجھے اُنکے ہنسنے پر بہت ہی زیادہ تعجب ہوا اور میں نے ایک دو دن بعد بصد ہوکر اُن سے اس ہنسنے کا سبب پوچھا۔ تو انھوں نے مجھے اصلی سبب بتایا۔ کہ جس کے قبضہ میں تم اس وقت ہو یہ ایک بڑا جادوگر ہے۔ ہم سب کو طرح طرح کے عملوں اور شعبدوں سے اُسنے پھنسا رکھا ہے۔ اور اب تمام عمر کے واسطے ہم اپنے عزیزوں اور قریبوں سے جدا ہیں۔ ایسے ہی تم بھی اب بھی یہاں سے جا نہیں سکتی ہو۔

میں نے اپنے دل میں کہا کہ مرگ نینی نے پہلے ہی سے ہمیں اس قابل بنادیا ہے کہ دنیا میں اور کوئی ہمارا نہیں ہے ہم تو دل سے یہ چاہتے تھے کہ ہم کو کوئی ایسا ٹھکانہ مل جاے کہ جہاں ہم اپنی تمام عمر کاٹ دیں۔ اچھا ہوا کہ یہاں آگئی دعا مقبول ہوگئی۔ ورنہ بری طرح ہمارے دل پر بنتی۔

قصہ مختصر میں اس حال میں وہاں رہتی رہی۔ اور مرگ نینی اس طرح رہی کہ قسطاس اُس سے بیحد محبت کرتا تھا۔ اور اس کی بھی قریب قریب عاشقوں کی سی کیفیت تھی۔ دم بھر اُسے نہ دیکھتی تو بیتاب ہوجاتی۔ اسی درمیان میں یہ اس سے جادوگری اور عیاری کا فن بھی سیکھتی رہی اور چند روز میں یہ بہت کچھ ہوشیار ہوگئی مگر ساتھ ہی اُس نے جب اُسے جادو سکھایا تھا تو اس سے تین دفعہ یہ عہد لے لیا تھا کہ دیکھو اگر تم نے میرے ساتھ بے وفائی کی تو اُسی دن میں تمھیں جہنم واصل کردوں گا اور ایسی بُری گت بناکر تمھاری جان لوں گا کہ آج تک کسی نے اس طرح کسی کو جان لیتے نہ دیکھا ہوگا نہ سُنا ہوگا۔ تم یہ نہ سمجھنا کہ تم عیاری اور جادوگری کے فن کو پورا پورا مجھ سے سیکھ چکی ہو بلکہ یہ سمجھ لو اگر تمام عمر بھی سیکھا کروگی تو مشکل ہے کہ تم مجھ سے میرا آدھا علم بھی سیکھ جاؤ غرضکہ عہد و پیماں ہوتے رہے اور یہ بھی برابر اس علم کو سیکھتی رہی اور اسے

اس سے چند ایسی ایسی چیزیں حاصل
کیں جو بہت کارآمد تھیں۔ اور وہ آج
تک اس کے پاس ہیں مثلاً ایک
پڑھا ہوا سرمہ جس کے ذریعہ سے
بہت سے خزانہ اسے دکھائی دینے لگے
اور اور بہت سے عیاری کے سامان ملے
جو آج تک اس کے کارآمد ثابت ہوئے ہیں
اب ہم کو پورے دو برس وہاں رہتے ہوگئے
ایک دن کا ذکر سنئے کہ ہم سب عورتیں
ایک جا جمع تھیں کہ اس تمام مکان اور
باغ میں ایک زلزلہ نہایت سخت آیا
جس نے کہ مکانوں کی بنیادوں اور
درختوں وغیرہ ہر چیز کو ہلا دیا۔ ماسوا
اس کے طلسم کی ہر چیز پر ایک ایسی
تاریکی چھا گئی کہ کوئی چیز کسی کو دکھائی
دیتی تھی۔ ہاتھ سے ہاتھ مارے نہ
سوجھائی دیتا تھا۔ سب عورتیں ڈھاڑیں
مار مار کر رو رہی تھیں اور کہتی تھیں کہ
معلوم نہیں اب ہم پر کیا آفت بپا ہوگی
اُدھر جادوگر کی یہ کیفیت تھی کہ وہ
سب کو سمجھا رہا تھا کہ تم کچھ نہ گھبراؤ
یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جس سے
کوئی خوف ہو۔ بلکہ میرا ایک دوست
آتا ہے جو علم جادو میں میری طرح استاد
ہے یہ سب اُس کی آمد کا سامان ہے
وہ یہ سب کچھ کہتا تھا۔ مگر کسی کو یقین
نہ آتا تھا۔

آخر کار زلزلہ تھم گیا۔ تاریکی برطرف
ہوئی اور ایک خوبصورت حسین
کوئی سولہ سترہ برس کی عمر کا آدمی ایک
تخت پر بیٹھا ہوا آن پہونچا۔ جس کی
قسطاس نے حد سے زیادہ تعظیم و تکریم کی
اُس جادوگر کو قسطاس جاوید جاوید
کہہ کر پکارا کرتا تھا۔ دو رات وہ وہاں
رہا۔ چنانچہ اُس کی بھی مرگ نینی سے
چونکہ یہ کسی سے پردہ نہ کرتی تھی ملاقات
ہوئی اور آپس میں کچھ ایسی باتیں
ہوگئیں۔ جس کا انجام بعد کو معلوم ہوا
یعنی ایک بے باک عورت کو کسی سے
بے وفائی کرتے ہوئے کچھ دیر نہیں لگتی
ہے۔ مرگ نینی بے باک عورت تھی ہی
اُسے کسی سے دغا اور بے وفائی کرتے
ہوئے کیا دیر لگتی تھی اس نے جاوید
کو قسطاس سے خوبصورت پایا تو اُسی
پر ریجھ گئیں۔ اور اپنے عہد ہائے ماضی
کو بھلا دیا۔ اور جان تک کی پروا نہ کی
کیونکہ اُس نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ
اگر تو نے مجھ سے کوئی بیوفائی کی تو یہ
یاد رکھنا کہ میں تیری جان لوں گا اور
بُری طرح سے لوں گا۔

جب جاوید چلا گیا تو تین چار روز بعد تک تو قسطاس شیر سوار کے پاس رہی اُسکے بعد اُس نے ایک دن موقع پاکر مجھ سے کہا کہ اب میرا یہاں رہتے رہتے جی گھبرا گیا۔

میں۔ پھر اب کیا کرو گی۔

مرگ نینی۔ اب کہیں اور چلیں گے۔

میں۔ اور کہاں۔

مرگ نینی۔ اس سے بھی اچھی جگہ۔

میں۔ مگر یہ یاد رہے کہ تمھاری جان نہ بچے گی۔ کیونکہ تم جانتی ہو جس کے پھندے میں تم دیدہ و دانستہ پھنسی ہو وہ اپنے جادو کے ذریعہ سے ایک عالم پر حکمرانی کر سکتا ہے۔ اور کوئی اُسکا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

مرگ نینی۔ خیر یہ سب سچ ہے مگر اتنا علم مجھے بھی ہے کہ اس سے پوشیدہ رہ جاؤں اور وہ مجھے دیکھ نہ سکے۔ یا میں یہاں سے چلی جاؤں تو وہ مجھے ڈھونڈھ نہ سکے۔

میں۔ میں تمھارے ساتھ گھر سے چلی ہوں۔ اور میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ ہمیشہ جب تک کہ تم خود مجھے جدا نہ کرو گی تمھارے ساتھ رہوں گی جہاں چاہو چلو مجھے انکار نہیں ہے۔

مرگ نینی۔ بس تو آج رات کو تم تیار رہنا میں کسی نہ کسی وقت تمھارے پاس آؤں گی اور تمھیں لے چلوں گی۔

میں۔ اچھا۔ مگر مجھے خوف ہے کہ اگر تم کو پھر کبھی اس نے دیکھ لیا تو زندہ نہ چھوڑے گا۔ اور پھر تمھیں اس سے جان بچانی بھاری ہو جاوے گی۔

مرگ نینی۔ اطمینان رکھو۔ جو شخص کہیں داخل ہوتا ہے وہ نکلنے کا راستہ پہلے سوچ لیتا ہے۔ یہ کہہ کر مرگ نینی اور ہم جدا ہو گئے اپنے اپنے کام میں مشغول ہوئے۔

رات کا وقت تھا۔ ہوا سناٹے کے ساتھ چل رہی تھی۔ آسمان دھندلا ہونے کے سبب سے تارے چھپ رہے تھے۔ کہ مجھے سوتی سوتی کو کسی نے جگا دیا کچھ سوچنے کا موقع نہ ملا کیونکہ میں فوراً پہچان گئی۔ کہ یہ مرگ نینی ہے۔ اٹھی اٹھتے ہی میں نے اس سے پوچھا کہ یہ تو بتاؤ کب چلنے کو تم ضرور تیار رہو۔ مگر چلو گی کیونکر۔

مرگ نینی۔ بس تم چپ چاپ بیٹھی رہو۔ اور دیکھتی رہو کہ میں کیا کرتی ہوں۔ یہ کہہ کر اُس نے اپنی جیب سے ایک آٹے کا پتلا نکالا۔ اور اس پر کچھ پڑھنا شروع کیا۔ یکایک وہ پتلا

پڑھنا شروع ہوا۔ اور ایک آدمی کی صورت بن گیا جس کے دونوں بازؤں پر پر نکلے ہوئے تھے۔

مرگ نینی۔ اچھا اس کے ایک بازو کو مضبوط تھام پکڑ لو اور ایک پر میں بیٹھی ہوں۔

میں۔ مجھے تو خوف معلوم ہوتا ہے۔

مرگ نینی۔ اب یہ موقع نہیں ہے کہ تم ایسے ایسے سوال کر کے وقت کو ضایع کرو جلد جیسا میں کہتی ہوں اُسکی تعمیل کرو۔

چنانچہ جبراً قہراً میں نے اُس کے حکم کی تعمیل کی اسی کی طرح بازو پکڑ لیا اُس کے بعد میں مرگ نینی کے حکم کے مطابق آنکھیں بند کئے رہی جب میں نے آنکھیں کھولیں تو اس نے پتلے کو اُڑتا ہوا پایا۔ اور اپنے آپ کو جنگلوں اور بنوں کا سفر کرتے ہوئے دیکھا۔ دو تین گھنٹہ میں ہم اس پہاڑی پر پہونچ گئے جو راج گدھ سے ملحق ہے۔ یہاں آکر دونوں اُس پتلے پر سے اُتر گئے اور پتلے کو چھوڑ دیا دم بھر میں وہ پتلہ پھٹ گیا اور اُسکے ٹکڑے ٹکڑے اُڑ گئے یہ بھی ہو چکا تو اب ہم ادھر اُدھر گھومتے پھرے۔ آخر ہم ایک جھنڈ میں پہونچے جہاں ایک برج حوض کے اندر بنا ہوا تھا۔ حوض میں غوطہ لگا کر برج سے ہوتے ہوئے اس مکان میں پہونچے جس میں اب آئے۔

یہ ایک زمین دوز قلعہ تھا۔ اور یہاں بھی عجائب و غرائب کی کوئی کمی نہ تھی۔ آپ اب تک شاید نہ سمجھے ہوں کہ یہاں کون تھا۔ اور ہم کس کے پاس آئے تھے۔ سنئے یہاں جاوید ساحر تھا۔ جو یہاں ہو کر وہاں گیا تھا اور اسی وجہ سے مرگ نینی یہاں آئی تھی۔ جاوید نے اس کے اوپر سحر کیا تھا۔ اور اسے قسطاس سے متنفر کر دیا تھا۔ میں نے جہاں تک غور کیا جاوید کے عجائبات وغیرہ کسی صورت سے قسطاس سے کم نہ تھے۔ بلکہ وہ سحر میں اُس سے زیادہ تھا خیر ہم چند روز تک رہتے سہتے رہے۔ مگر ع

اجل لگائے ہوئے گھات ہر کسی پہ ہے
بہ ہوش باش کہ عالم ردواردی پہ ہے

آدمی دنیا میں رہ کر اسقدر بیہوش اور غافل ہو جاتا ہے کہ اُسے خبر نہیں رہتی کہ آخر وقت کب ہوگا۔ اور کب وہ وقت آئے گا کہ میں اس دنیا کو چھوڑ دوں گا۔ وہ دنیا کے مشاغل بیجا میں

ایسا محو ہو جاتا ہے کہ پھر اُسے خبر نہیں
ہوتی اور اگر خبر ہوتی ہے تو جب کہ
ملک الموت سر پر آ کھڑے ہو جاتے
ہیں اور دم بھر کی بھی مہلت نہیں
دیتے۔ اس کہنے سے صرف یہ مطلب
ہے کہ جاوید جادو یا تو مرگ نینی کے ساتھ
اس قدر عیش و عشرت میں مشغول تھا
کہ شاید اُسے کبھی بھول کر بھی یہ خیال
نہ آتا ہوگا کہ کسی دن مرنا ہے اور
موت کا کوئی دن مقرر ہے۔ یا ایکا ایکی
وہ بیمار ہوا اور بیمار ہوتے ہی کسی کو
اس کے جانبر ہونے کی قطعی اُمید
ہی نہ رہی۔ نہ جادو کام آیا اور نہ
کسی دوا نے کوئی فائدہ پہونچایا۔
وہ بستر مرگ پر پڑ گیا۔ اس کی سانس
رُکنے لگی۔ اُس نے مرگ نینی کو اپنے
پاس بلایا۔ اور یہ چند وصیتیں کیں۔
تمھیں میں نے ایک زبردست
جادوگر سے جدا کر دیا جس نے تمھیں
اپنے سحر میں ایسا جکڑ رکھا تھا جیسے
کہ مکڑی ایک مکھی کو اپنے جال میں
جکڑ دیا کرتی ہے۔ مگر میں کچھ اس میں
اُس سے زیادہ دخل رکھتا تھا لہذا
تم کو اس سے جدا کر دیا۔ یہ میرا
آخری وقت ہے۔ اور اگرچہ میں
بچ بھی جاؤں مگر میرا خیال یہی ہے کہ
پیمانہ زندگی لبریز ضرور ہو گیا ہے سو تم کو
چاہیئے کہ تم کسی صورت سے اپنی زندگی
بھر اس بھید کو ایسا چھپاؤ کہ اُسے
کانوں کان خبر نہ ہو اگر خبر ہو گئی تو
وہ تمھاری زندگی دشوار کر دے گا
یہ مجھے بھی معلوم ضرور ہے کہ تم بھی
تھوڑا بہت اس علم میں دخل رکھتی ہو
مگر تم کو یہ دھوکا ہوا ہے کہ اپنے آپکو
کچھ زیادہ سمجھنے لگی ہو۔ حالانکہ ایسا
نہیں ہے۔ سو تم بہت احتیاط سے کام
لینا اور جہاں تک ممکن ہو اس راز
کو چھپانا۔

دوسرے یہ کہ نجوم سے معلوم ہوا
ہے کہ ایک وقت آئے گا جب تم کسی
پر عاشق ہوگی۔ اگرچہ آدمی مجبور ہے کچھ
اس کے چاہنے سے کبھی کچھ نہیں ہو سکتا
ہے۔ مگر تدبیر و احتیاط اس کے قبضہ
میں دیدی گئی ہے۔ وہ کیسا ہی عقلمند
خوبصورت نصیبہ ور ہو مگر تم یہ ہرگز
نہ کرنا کہ اُس سے عشق کرو۔ اور خود کو
آفت میں ڈالو۔ اگر تم ایسا کرو گی
تو خطا پاؤ گی وہ جس کے مقدر میں
ہے اسی کو ملے گا۔ اس کی دولت
سے تمکو کوئی حصہ ملنے والا نہیں ہے

آیندہ تم کو اختیار ہے ؂

مانو نہ مانو جان جہاں اختیار ہے
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں

یہ کہنے کے بعد اُسکی سانس میں اور بھی زیادہ خراش پیدا ہو گئی - اک دم میں یہ حالت بھی بدل گئی اسکی زبان لڑکھڑانے لگی - اسکی آنکھوں میں گڑھے پڑ گئے روشنی جاتی رہی اور وہ چلانے لگا اسکی زبان سے یہ کلمات نکلنے لگے اُف اُف میں نے یہ کیا غضب کیا میں کیسے دریا میں پھاند پڑا اُف یہ دریا تو بڑا زخار ہے ہائے اسکی موجیں تو مجھے بہائے لئے جاتی ہیں - پانی میرے گلے تک آگیا - اُف اور بھی بڑھ چلا - ہائے اب یہ مجھے زندہ نہ چھوڑے گا - ہائے آدمی سیدا - ارے ارے میں نے کیا قصور کیا ہے جو بار بار مجھے اس میں غوطے دیرہا ہے - دیکھ دیکھ میں ڈوب جاؤں گا - نہیں مانتا - نہیں مانتا مرگ نینی ایشور کے لئے تم مجھے بچاؤ ورنہ میں ڈوب جاؤں گا - اور ضرور ڈوب جاؤں گا - ہائے بڑی دغاباز ہو تم بھی کچھ مدد نہیں کرتیں - یا تم اتنی نزدور رہو کہ میری کچھ مدد کر ہی نہیں سکتی ہو - اچھا دیکھو دیکھو مجھے اُس نے پھر غوطہ دیا - یہ کہہ کر اُس نے ایک بڑے زور سے سانس لی - اور وہ ہمیشہ کے لئے دنیا کے جھمیلوں سے فراغت پا گیا - اور مرگ نینی رونے لگی - دس پندرہ روز تو اُسے جاوید کے مرنے کا قریب قریب حد سے بہت زیادہ رنج رہا مگر آخرکار وہ بھول گئی - اور اسلئے الآن اُسے بھولی ہوئی ہے - اُس کی وصیتوں کو بھی اُس نے بھلا دیا ورنہ وہ شاید تم سے محبت نہ کرتی - اب اُسے یہ یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ جسکی بابت کہا گیا تھا وہ ہری سنگھ نہیں ہے کوئی اور ہوگا - حالانکہ یہ تجاہل عارفانہ ہے اور جان بوجھ کر آنکھوں پر پٹی باندھ لینے سے کم نہیں ہے - اُسوقت سے اس وقت تک یہ نہیں ہے تو میں نے تمام اس کا حال سنا دیا - اب کچھ باقی نہیں ہے - آیندہ آپ جانیں -

نواں باب

آسمان پر ایک سفیدی پھیل گئی جسنے دیکھنے والوں کے دل میں یہ شبہ پیدا کر دیا کہ اب کوئی دم میں

ضرور صبح ہو جاوے گی۔ ہوا بھی چھوٹ گئی۔ پھول بھی خوش ہو ہو کر ہنسنے لگے طلسمی قیدخانہ کے صحن میں بھی معمول سے زیادہ شگفتگی اور رونق پیدا ہو گئی چمپا کچھ کسمسائی کمار بولے۔

کمار۔ کیوں اس وقت تم کیوں گھبرا رہی ہو۔

چمپا۔ باتوں باتوں میں جاتا ہوا وقت نہیں معلوم ہوا دیکھئے صبح ہو چلی

کمار۔ پھر کیا ہوگا۔

چمپا۔ اب میں جاتی ہوں۔

کمار۔ مگر آپ نے صرف قصہ ہی سنا دیا اس کا کوئی نتیجہ تو اب تک بھی نہیں نکلا میں تو سمجھتا ہوں کہ نیند بھی خراب کی

چمپا۔ اس وقت میرا جانا ہی ضرور ہے

کمار۔ کیوں۔

چمپا۔ اس لئے کہ وہاں تلاش ہوگی۔ اور پھر مجھے وہاں نہ پانے پر ضرور یہاں مجھی تلاش کیا جائیگا۔

راجکمار۔ یہ کون جانتا ہے کہ تم یہاں ہو

چمپا۔ آپ کو معلوم نہیں ہے ایک دن بیوقوفی سے باتوں باتوں میں مجھ سے اس کا اظہار ہو چکا ہے اور کئی ایک میری ساتھیوں کو یہ خبر معلوم ہو گئی ہے کہ میرے دل کو بھی کم از کم آپ سے کچھ نہ کچھ لگاؤ ضرور ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ رقابت بڑی بری چیز ہے۔ خاصکر اس کے لئے اور بھی مصیبت کا سامنا ہے جو اپنے رقیب کا محکوم ہو جیسے کہ غریب چمپا۔

راجکمار۔ تو پھر کب آؤگی

چمپا۔ میں آج شب کو یقینی پھر آؤنگی

راجکمار۔ افسوس ہے۔ بات جی میں رہ گئی اور کچھ بھی نہ ہوا۔

چمپا۔ نہیں یہ آپ کو اس بات پر غور کرنے کے لئے ایک بہت ہی اچھا موقع ہے کہ آپ سوچ لیں کہ یہ قصہ مجھے کیوں سنایا گیا ہے۔

یہ کہہ کر چمپا کہنے لگی کہ اچھا باغ سے میں کچھ پھول توڑوں تو پھر بھی تمھارے پاس ہوتی ہوئی جاؤنگی۔

راجکمار۔ بہت اچھا۔

چمپا چلی گئی اور راجکمار گردن جھکا کر اسے سوچنے لگے کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ یہ قصہ سنانے سے کیا کام ہو سکتا ہے۔ اور اس میں چمپا نے کیا مصلحت سوچی ہے

ادھر سیتا نے اندر سے آواز دی کہ کمار جب چمپا واپس چلی جائے

تو مجھے کھول دینا۔ اس وقت ذرا یہاں میرا دم گھبرا رہا ہے۔

کمار ہری سنگھ نے چمپا کا معمول سے کچھ زیادہ انتظار کیا۔ مگر چمپا واپس نہیں آئی۔ اب کمار ذرا گھبرائے کہ آخر اتنا انتظار دکھانے کا منشا کیا ہے۔ مجبوری وہ بھی صحن میں نکلکر چمپا کو دیکھنے لگے ایک ایک کونہ ڈھونڈھ مارا کہیں چمپا کی خوشبو بھی نہ آئی۔ واپس آئے اور سیتا سے کہہ دیا کہ چمپا اب کہیں بھی نہیں ہے گمان یہ ہوتا ہے کہ اُس نے دھوکہ دے کر بغیر راستہ بتائے ہوئے نکل جانا اچھا سمجھا۔

سیتا۔ بس یہی میرا بھی خیال ہے اچھا بس اب آپ مجھے کھول دیجئے

راجکمار نے سیتا کی کوٹھری کا دروازہ کھول دیا۔ سیتا باہر آئی۔ کمار کہنے لگے کہ کیوں سیتا تم سو رہی تھیں یا جاگتی تھیں

سیتا۔ کب۔

کمار۔ جب چمپا مجھے اس کی تمام زندگی کے واقعات سُنا رہی تھی۔

سیتا۔ ہاں میں بھی سُن رہی تھی

کمار۔ تم کچھ سمجھیں کہ یہ قصہ ہمارے اور تمھارے واسطے کیسا خطرناک ہو سکتا ہے اور چمپا نے کیا بہتری سوچی ہے

سیتا۔ اول تو مجھے چمپا پر اطمینان ہے کہ وہ آپ سے دغا نہیں کر سکتی اس لئے کہ اس کی باتوں سے تصنع اور بناوٹ بالکل نہیں معلوم ہوتا ہے۔

میں صرف اس سے یہی نتیجہ نکال سکتی ہوں کہ آپ کسی طریقہ سے رانی جادوگرنی موہنی پر یہ ظاہر کر دیں کہ میں قسطاس کا بھیجا ہوا ہوں۔ یا وہی ہوں۔ کیونکہ وہ اس سے بہت زیادہ ڈرتی ہے۔

راجکمار۔ یہ تو اسی وقت اسپر اظہار کر سکتے ہیں کہ جب کم سے کم ہمیں قسطاس کی طرح کوئی بات معلوم ہو۔ اور ہم سے اگر اتفاق پڑ جائے تو مرگ نینی یا موہنی کو دبا سکیں۔

سیتا۔ دو وجہ سے میں اس کی ضرورت نہیں سمجھتی۔ ایک تو یہ کہ اس دوسرے جادوگر نے اُسے مرتے وقت نصیحت کی ہے کہ تم خود کو اُس سے بچانا۔ دوسرے یہ کہ جو آدمی کسی سے کوئی فن سیکھتا ہے اُس سے ذرا کم مقابلہ کر سکتا ہے [illegible] یہ کبھی سمجھی۔ مگر کم سے کم

ہمیں اُس کی تصویر تو دکھا دیجائے کہ ہم خود کو ویسا بنا سکیں۔ اول تو یہ کام عیاروں کا ہے۔ اور اگر فرض کیجئے کہ میں ایسا کرنے کا ارادہ کروں تو ویسا کرنے کے لئے مجھے اسکی تصویر کی سخت ضرورت ہے۔

سیتا۔ ہاں یہ ٹھیک ہے۔

راجکمار۔ اور یہ چیز مشکل الحصول ہے

سیتا۔ جس نے خلوص دل سے آپکو یہ سب باتیں مُنادی ہیں اُسکے لئے یہ کیا مشکل ہے کہ وہ آپ کو کسی طرح سے یہ چیزیں بھی بہم پہنچا دے۔

راجکمار۔ ہاں امید تو یہی ہے کہ جس نے اتنی مدد کی اسکے لئے یہ بھی مشکل نہیں ہے کہ اتنی مدد کرسکے کرے گی اور ضرور کرے گی۔

سیتا۔ بلکہ میرا خیال یہ ہے کہ اس بارہ میں جو کچھ صلاح لیجئے اُسی سے لیجئے۔ جو شخص جس راستہ سے خوب واقف ہو اُسے ہی رہبر بنانا بہتر ہے۔ غرضکہ یہ دن تمام چمپا کے انتظار میں کٹا۔ اور صبح کرنا شام کا لانا ہے جوئے شیر کا۔ والامضمون صادق رہا۔ خدا خدا کرکے شام ہوئی۔ اور اندھیرا ہونا شروع ہوا۔ یہ سنا گیا ہے

کہ عاشقان مہجور کو شام فرقت کی سیاہی گور کی سیاہی سے بھی زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ مگر آج عجب اتفاق ہے کہ جوں جوں تیزی کے ساتھ یہ سیاہی پھیلتی جاتی ہے۔ راجکمار کو اور بھی زیادہ فرحت و انبساط ہوتی جاتی ہے۔ تاروں کے ساتھ ساتھ اُن کے خندہ دنداں نما کو بھی ترقی ہوتی ہے مگر ساتھ ہی ساتھ دل دعائیں بھی مانگتا ہے۔ اور ایشور سے التجائیں بھی کرتا ہے۔ کہ اب یہ تو سب کچھ ہو گیا۔ مگر جس کے لئے اتنی التجائیں کی تھیں وہ کہیں جلد آجائے اے وقت جلد سے جلد گذر جا۔ اے رات معشوقوں کی زلف کی طرح تا کمر آ اور وقت تو گذرنے گذرتا ہے۔ بغیر حکم الٰہی کے ایک ذرہ کی جنبش امر محال ہے ؎

بے وقت کسی کو کچھ ملا ہے
پتہ کہیں حکم بن ہلا ہے

یعنی ہری سنگھ کی بے وقت کی دعا سے کچھ بھی نہ ہوا۔ چمپا اپنے وہی وقت مقررہ پر آئی یعنی جب آدھی رات گذر گئی تو اُس نے کل کی طرح کمار کو جگایا۔

اس وقت چمپا کی صورت دیکھکر
راجکمار کو وہی خوشی ہوئی جو سوائے
پھول رتی کی صورت دیکھنے کے
قریب قریب غیر ممکن تھی۔ وہ فوراً اُٹھے
معمولی رسم سلام وغیرہ کے بعد یہ باتیں
ہوئیں۔

کمار۔ چمپا تمنے تو یہ قصہ سنا کر مجھے اور
بھی ایک الجھن میں ڈالدیا۔

چمپا۔ نہیں میں نے اس غرض سے
تو تمھیں قصہ نہیں سنایا تھا کہ خدانخواستہ
تم اور فکر میں پڑ جاؤ گے بلکہ آپ نے
تو مجھ سے فرمایا تھا کہ میں اپنے درد
دل سے بیتاب ہوں اور اب مجھے
صبر کی تاب نہیں ہے۔ آپ ہی
نے یہ فرمایا تھا اور آپ ہی نے اب
یہ فرمادیا۔ آسی

کل عہد ہو رہے تھے دل بیقرار سے
اب ظلم ہو رہے ہیں دل بیقرار پر

کمار۔ نہیں جو کچھ آپ سمجھ رہی ہیں
میرے یہ خیال نہیں ہیں۔ بلکہ میرا
مطلب یہ ہے کہ وہ جو کچھ کہ تم نے
مجھ سے کہا بہت مجمل بات ہے۔ ایک
معمہ ہے تم اُسے مجھے صاف صاف
سمجھا دو کہ میں اس قصہ سے کیا فائدہ
اٹھا سکتا ہوں۔

چمپا۔ اس میں سوائے اس کے اور
کچھ پہلو نہیں ہے کہ اگر ہوسکے تو آپ
اس کی صورت بنائیے جس سے کہ اسکی
روح کانپتی ہے۔

کمار۔ یہ جواب کہ میں ایسی صورت
بنا سکوں گا یا نہیں پھر دوں گا پہلے
تو مہربانی کر کے یہ فرمادیجئے کہ میں
وہ صورت کیونکر بنا سکتا ہوں جسکی
میں نے کبھی جاگتے ہیں کیا خواب
میں بھی صورت نہیں دیکھی ہے۔

چمپا۔ اس میں بھی میں کچھ آپ کی مدد
کروں گی۔

کمار۔ کس طرح کیا اُس کی تصویر
بہم پہونچا سکو گی۔

چمپا۔ خیر اگر ایسا نہ ہوگا تو اور کوئی
صورت نکالدونگی۔

کمار۔ اور کسی صورت سے یہ صورت
قریب قریب غیر ممکن الوقوع معلوم
ہوتی ہے۔

چمپا۔ اچھا میں یہ بھی کوشش
کرتی ہوں۔ اور ابھی ابھی آپ کو
جواب دے سکتی ہوں کہ کیا میں اسکی
تصویر تم کو لا کر دے سکتی ہوں

کمار۔ کہاں سے لاؤ گی

چمپا۔ رانی کا ایک صندوقچہ ہے

مجھے خیال ہے کہ اس میں ضرور اسکی وہ تصویر مل جائے گی۔ اگر وہاں سے وہ تصویر دستیاب نہ ہو سکی تو مجھ میں اتنی قدرت ضرور ہے کہ میں اپنے ہاتھ سے تم کو اُس کی تصویر بنا دوں گی اور اس میں سرِمو فرق نہ ہوگا

راجکمار۔ ترکیب ٹھیک ہے اور بہت مناسب ہے مگر اتنا خوف ہے کہ تم چوک نہ جاؤ کہیں عین وقت پر اس کا بھید کھل جائے۔

چمپا۔ نہیں اس کا خوف مت کھاؤ۔

راجکمار۔ خیر اس کا بھی تم نے بہت مناسب تصفیہ کر دیا اب ایسا کرو کہ تم اسی وقت جاؤ اور اس تصویر کا پتہ لگاؤ۔

چمپا نے اور کچھ نہ کہا۔ وہ بھی اُٹھی اور چلی گئی۔ اگرچہ وہ ایک گھڑی کے بعد ہی واپس آگئی۔ مگر ایک لمحہ بھی کمار کے لئے اس کی جدائی میں شاق گذرا چنانچہ چمپا کے آتے ہی اُن کا پہلا سوال یہی تھا کہ کہو چمپا تم اپنے مقصد میں کامیاب ہوئیں یا میری بدقسمتی نے تمھیں کامیاب نہ ہونے دیا۔ کیونکہ مجھے اپنے بخت برگشتہ سے یہ بھی اُمید نہیں ہے۔

چمپا۔ کمار میں نے صرف تمھاری خاطر اپنی جان کو جوکھم میں ڈالا ہے ورنہ ممکن نہ تھا کہ میں یہ کام کرتی۔ اب اس کی عوض میں تم سے جو کچھ بھی انعام مانگوں وہ کم ہے۔ اور اُس کی عوض میں تم مجھے جو کچھ بھی دے ڈالو وہ تھوڑا ہے۔

کمار۔ افسوس یہ سب کچھ تو آپ نے کہا۔ مگر یہ نہ کہا کہ آپ کامیاب ہوگئیں یا نہیں ہوئیں۔

چمپا۔ فرض کیجیے میں کامیاب نہ ہوتی۔ تو آپ کیا کرتے۔

راجکمار۔ جو کچھ مقدر مجھسے کروا نا دہ کرتا

چمپا۔ شکر ہے کہ مجھے قسطاس کی تصویر مل گئی۔ لو وہ یہ ہے۔

کمار نے ہاتھ میں لی۔ روشنی کافی سے بھی بہت زیادہ تھی وہ اُسے اُجالے میں دیکھنے لگے تصویر ایک نہایت ہی حسین شخص تھا۔ علم قیافہ کی بموجب اس کے چہرے پر یہ نشانات پائے جاتے تھے۔

فراست۔ تدبیر۔ عیاری۔ غصہ وری

ایک اور بھی عجیب اتفاق ہوا کہ ہری سنگھ سے اس کی صورت بہت ہی ملتی جلتی تھی۔ اسقدر کہ دونوں کو کوئی بڑا مبصر دیکھے تو صرف یہ کہہ

کہ دونوں بھائی ہیں۔
راجکمار نے جب تصویر کو خوب دیکھ لیا۔ تو اب وہ کہنے لگے کہ چمپا یہ سب کچھ ہوگیا اب بتاؤ کہ تم کیا تدبیر مجھے میری رہائی کے واسطے بتانے والی ہو۔ مجھ میں انتظار کی تاب بہت کم ہے۔
چمپا۔ اُف ایسی بیقراری بھی کس کام کی ذرا پہلے مجھ سے بھی تو یہ کہئیے کہ جو چال چلی جا رہی ہے۔ اگر وہ چل گئی تو میں تمھیں اپنے ساتھ لے چلونگا کیونکہ ظاہر ہے غریب چمپا۔ فرض کیجئے جدائی کے صدمہ سے جانبر بھی ہو جائے تو پھر وہ مرگ نینی یا موہنی رانی کے ہاتھ سے کب بچ سکتی ہے۔
راجکمار ہری سنگھ اس بات کا اس وقت جواب نہ دینا چاہتے تھے مگر غرض بری چیز ہے۔ ادھر غرض نے اُدھر چمپا نے مجبور کیا تو اُنھوں نے جواب دیدیا کہ ضرور تم اگر میری امداد کروگی تو میری جان کے ساتھ ہو۔
چمپا۔ اب آپ یہ تو خوب سمجھ لیجئے کہ رانی کی مرضی بغیر آپ اس زندانخانہ سے تو نجات پا نہیں سکتے اس میں جب کہ آپ مجبور ہیں تو میں بھی معذور ہوں البتہ میرا اتنا اختیار ہے کہ آپ کو خود نکالدوں۔ یا کسی ذریعہ سے یہاں سے رانی کے قلعہ میں پہونچا دوں۔ اور وہاں تاوقتیکہ آپ اپنا کچھ کام خود نہ کرلیں میں آپ کو پوشیدہ رکھوں اگرچہ یہ کام بھی مشکل سے زیادہ مشکل ہے
کمار۔ تو اس سے تو کچھ بھی حاصل نہ ہوا
چمپا۔ آپ اس وقت یہ کہتے ہیں۔ مگر میں آپ سے سچ کہتی ہوں کہ جب آپ واقف ہونگے کہ میں نے کیا کیا سوچ رکھا ہے تو آپ میری عقلمندی اور میری عیاری کی داد دیں گے ہاں اتنا ضرور ہے کہ کل تک میں آپ کو کچھ بھی نہیں بتا سکتی ہوں۔ جب تک کہ وہ کام نہ ہو جائے کل تک اور بھی انتظار کیجئے۔
کمار۔ انتظار انتظار۔ ہائے انتظار کی مجھ میں تاب و طاقت ہی کہاں ہے مگر خیر جو کچھ ہو۔ اگر یہ بھی نہ کروں تو کیا
چمپا مجھے بڑی خوشی ہوگی اگر آپ تھوڑی دیر کے واسطے یہ ذکر چھوڑ کر مجھ سے ذرا ایک ہنسی خوشی کی باتیں کریں۔ مگر جی تو یہ کس کا چاہتا تھا۔ کہ ہنسی خوشی باتیں کرے۔ مگر دل کی لگی برُی آدمی جو کچھ بھی کرے وہ کم اور بہت

کم ہے۔ یہ بھی ہری سنگھ کو منظور کرنا
ہی پڑا۔ اور اس سلسلہ کو چھوڑ کر چمپا
کے حکم کے موافق اور اور باتیں کیں
ایک دو گھڑی یہ باتیں ہوئیں اور
پھر چمپا یہ کہہ کر کہ اب میں جاتی ہوں
اور آپ کے کام کا انتظام کرتی ہوں
چلی گئی۔

دسواں باب

تعشق

کچھ نہ کچھ گور غریباں پر بھی ساماں ہو گیا
چار تارے چرخ سے ٹوٹے چراغاں ہو گیا

اس شام سے اگلی شام جب کہ چمپا
ہری سنگھ کو راحت افزا امیدیں دیکر
گئی تھی ان کے واسطے بڑی ہی
امید و بیم کی شام تھی۔ کبھی یہ خیال
تھا کہ دیکھئے چمپا آج کیا سامان کرتی
ہے۔ اور کبھی یہ کہ آخر عورت ذات
ہے اس کے کہنے کا اعتبار ہی کیا
آئے یا نہ آئے۔ اور بالفرض اگر
آتی تو اب تک آجاتی۔ تیسرے یہ
خوف کہ ایسا نہ ہو ہم جوش میں آکر
کوئی کارروائی کریں اور کچھ رانی پہ
ظاہر ہو جائے۔ اگر ایسا ہو تو بہت ہی
برا ہے بس سمجھ لو کہ پھر کوئی ٹھکانہ ہی
نہیں ہے از یں سو رانده و از آں
سو زمانده مضمون ہوگا۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

مگر ہائے یہ سب میرے خیال واہیات
ہیں دیکھئے ایشور کو کیا منظور ہے
اور وہ کیا کرتا ہے۔ ہم بندے ہیں
ہم سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ وہ مالک
ہے۔ اس سے سب کچھ ہوگا۔

ہری سنگھ ان خیالوں میں محو ہیں
ان کی بے چینی دم بدم ترقی کرتی
جا رہی ہے۔ مگر ہم اس کی اصلی وجہ
کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ یعنی یہ
صرف چمپا کے وعدے پر اتنی بیقرار ہیں
ہم دیکھیں کہ آخر کیا ہوا۔ جو چمپا نے
خلاف عادت اپنا وعدہ پورا نہ کیا
وہ کس کام میں ہے۔ اور کس وجہ
سے دیر ہو رہی ہے۔ غالب

ہوئی تاخیر تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا
آپ آتے تھے مگر کوئی عناں گیر بھی تھا

چنانچہ رانی موہنی کے قلعہ کی طرف
چلتے ہیں۔ جو قریباً اسی زنان خانہ
کے اوپر یا پہلو میں ہے۔

اہا یہاں تو آج عجیب چہل پہل
ہے وہ رونق ہے کہ اس دن سے
پہلے کہ جب راجکمار ہری سنگھ یہاں

آئے تھے پھر کبھی نہیں دیکھی گئی۔ تمام جگہ فرش بچھا ہوا ہے ہر طرف کنیزیں اہتمام و انتظام کے واسطے دوڑی ہوئی پھرتی ہیں ترتیب قرینہ سے گلدستہ رکھے ہیں۔ ہر طرف تکیہ پڑے ہوئے ہیں۔ جس سے کہ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بڑا بھاری جلسہ ہے۔ رانی اگرچہ اب تک اس جلسہ میں نہیں آئی مگر ضرور آنے والی ہوگی چمپا بھی ابھی کہیں نہیں دکھائی دیتی۔ البتہ بہت سی ایسی عورتیں کہ جو رانی کی کنیزیں نہیں بلکہ اسی کی ہم پلہ معلوم ہوتی ہیں یہاں موجود ہیں اور وہ منتظر ہیں کہ رانی کب تک آئیں گی۔ ان کے انتظار کو زیادہ دیر نہیں گذری تھی کہ رانی بھی آن پہونچی۔ اور اسی کے ساتھ چمپا بھی تھی۔ رانی کی تعظیم کے لئے سب ہوئیں باندیاں۔ کنیزیں۔ غلام وغیرہ کھڑے ہوئے۔ اور سب نے سلام کیا رانی ایک عمدہ قالین پر تکیہ کے سہارے بیٹھ گئیں۔ اور تھوڑی دور پر چمپا بیٹھی۔

رانی نے کچھ دیر بعد چمپا کو مخاطب کیا اور کہا۔ چمپا اب کیا دیر ہے۔

چمپا۔ صرف حکم کی دیر ہے۔

رانی۔ اچھا پھر تماشہ شروع ہو۔

تھوڑی دیر پیچھے اکثر غیر متعارف عورتیں اٹھیں اور وہ سب اس کمرہ سے نکل کر کہیں کہیں چلی گئیں۔ اور کچھ دیر بعد بہت سے نئے نئے پیشہ کے مرد وہاں داخل ہوئے انہیں کے ساتھ کچھ نہ کچھ عورتیں بھی تھیں۔ کوئی پھول والی۔ کوئی گانے والی ڈومنی کوئی نئی قسم کی دیونی بنی ہوئی غرض اسی طرح مرد تھے کہ جن کی صورتیں مختلف تھیں ان میں سے رانی ہر ایک کو اپنے پاس بلاتی اور اس سے خفیہ خفیہ کچھ کان میں باتیں کرتی تھی۔ اُسکے بعد نام لکھ لیتی تھی یا اور کوئی بات اپنی پاکٹ بک میں نوٹ کرتی تھی نمبروار ہر شخص اُس کے پاس جاتا تھا۔ یہ سلسلہ بہت دیر تک جاری رہا اور ایک مرتبہ ایک عورت رانی کے پاس گئی جس کی سیاہ پوشاک تھی اور حبشی کی صورت بنائے ہوئے تھی۔ رانی کے پاس پہونچتے ہی اس نے رانی سے کہا کہ میں یہاں آپ سے کچھ کہنی نہیں

کہوں گی اگر ہرج نہ ہو تو ہیں علیحدہ
تم سے کچھ کہوں۔
رانی۔ یہ خلاف قاعدہ بات ہے۔
جشن۔ اگر یہ ہے تو ہیں پہلے اور کسی
سے کچھ باتیں کروں اُس کے بعد آپ
سے کچھ کہوں۔
رانی۔ ہاں اسکی تمھیں اجازت ہے
جشن عورت اٹھی اس نے چمپا
کو علیحدہ بلایا۔ اور اُس کے کان میں
کوئی بات کہی جسے سنتے ہی چمپا کے
چہرہ کا رنگ زعفرانی ہو گیا۔ اور وہ
پچھاڑ کھا کر بیہوش ہو کر گر پڑی۔
رانی۔ اری یہ تو نے اس سے کیا کہا۔
جشن۔ آپ ہی پوچھ لیجیے
رانی۔ تم ہی مجھے بتاؤ۔
جشن۔ آپ کی بات میں آپ کو
بتاؤں گی اُس کی اُس کو بتا دی۔ اور
اگر مناسب ہو تو یہ بہتر ہے کہ پہلے
اسے ہوشیار کرو۔
چنانچہ رانی نے فوراً ایک کنیز کو
حکم دیا کہ بیہوشی دور کرنے کی شیشی لاؤ
اور چمپا کو سنگھاؤ۔
باندی دوڑی ہوئی گئی۔ اور
ایک دوسرے کمرے سے شیشی لائی
چمپا کو سنگھائی جس کو سونگھتے ہی وہ
ہوش میں آ گئی۔ مگر اس کی پریشانی
بدستور تھی۔ اس کے چہرے کا رنگ
اسی طرح اڑا ہوا تھا۔
رانی۔ چمپا آخر تم نے اس سے ایسا کیا
سنا۔ جو تمھاری ایسی حالت ہو گئی۔
چمپا۔ مجھ سے آپ کچھ نہ پوچھیے اسنے
غضب کی بات کہی ہے۔ آپ بھی
اس سے سنیں۔
رانی کو اب تو اور بھی تعجب ہو گیا
اُس نے جشن کو سامنے بلایا اور کہنے لگی
کہ جو کچھ تجھے کہنا ہے وہ کہہ۔ معلوم
ہوتا ہے کہ تو مقدار معین سے بہت
زیادہ انعام حاصل کرے گی۔
جشن۔ تو اب آپ میری عرض
قبول کیجیے بہتر ہو گا اگر آپ اٹھ کر
دوسرے کمرے میں حالت تخلیہ میں
میری باتیں سنیں۔ اگر آپ چاہیں تو
اس پر کافی انعام دیجیے ورنہ خیر
مگر مجھے زیادہ امید ہے
رانی اٹھی اور اٹھ کر اس کے
ساتھ دوسرے کمرے میں گئی اور جشن
سے کہا کہ یہ صرف تمھاری خاطر ہے کہ
میں یہاں تک آئی۔ ورنہ یہ خلاف
دستور ہے۔
جشن۔ خیر میں بھی آپ کی قدردانی

اور مسافر نوازی کی دل سے مشکور و ممنون ہوں مگر یہ بالکل ترب قریب سچ ہے کہ آپ نے یہ عیاروں کا جلسہ معمول سے کہیں زیادہ اچھا کیا ہے۔

رانی شاید تمھیں بھی اسی کا اشتیاق کھینچ لایا ہے۔

جبشن۔ خیر یہ اشتیاق تو نہیں۔ ایسے ایسے جلسے تو میں نے بہت دیکھے ہیں کیونکہ میں اول درجہ کی سیاح عورت ہوں۔ دنیا کے ملکوں میں بہت کم ملک ایسے باقی رہے ہوں گے جہاں میں نہ پہونچی ہوں اور وہاں کے عجائب وغرائب میری نظر سے نہ گذر گئے ہوں۔ یہاں بھی میں آئی۔ مگر صرف آپ کو ایک قصہ سنانے کی غرض سے

رانی دشکل مگر خیر میں تمھاری عیاری کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتی کہ باوجود اس بات کے کہ اتنی دیر میں تمھارے پاس ٹھہری اور اب تک تمھیں اچھی طرح پہچان نہ سکی یہ بات نہایت قابل تعریف ہے۔ اب تم جلد مجھے اپنا قصہ سناؤ۔

جبشن۔ آپ کو اشتیاق ہے کہ اسے پہچان لوں۔ تو آپ کو میں یہ بھی بتانے کے لئے تیار ہوں مگر لطف قصہ باقی نہ رہے گا۔

رانی۔ ہاں۔ یہ کچھ اچھا نہیں ہے پہلے تم وہ باتیں کہو جو کچھ تمھیں مجھ سے کہنی ہیں پھر بعد کو تم اپنے آپ کو مجھ سے ظاہر کر دینا کہ تم کون ہو۔ تو ضرور میرے ہاتھ سے معقول انعام کی مستحق ہوگی۔

جبشن۔ اچھا اب آپ سنئے۔

ہندوستان ہی میں ایک خطہ ہے جسے لوگ اب تک بھی کشمیر جنت نظیر کہتے ہیں۔ وہاں ایک لڑکی تھی۔ امیر گھرانے میں پرورش پائی تھی۔ اس کا نام بھی کتنا اچھا تھا مرگ نینی۔

رانی نے تعجب کے لہجہ سے ایسی حالت میں کہ اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا تھا کیا نام بتایا مرگ نینی۔

جبشن۔ ہاں۔ ہاں۔ مرگ نینی۔ اور وہ غالباً تمھیں ہو

رانی۔ بیہوش ہو چلی۔ اور لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے اتنے الفاظ کہے کہ نہیں تمھارا یہ خیال بالکل غلط ہے۔ اور بیہوش ہوگئی

جبشن نے فوراً بیہوشی دور کرنی چاہی اور ایک دوا اس کی ناک میں پھونک دی۔ جس کے بعد اسے فوراً ہوش آگیا

اور وہ فرش پر بیٹھ گئی۔

جشن۔ ابھی اور سنو۔ وہ لڑکی اول ہی سے آوارہ مزاج تھی۔ اُس کو اِدھر اُدھر تاک جھانک کا پہلے ہی لپکا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ عین بارات کے روز اپنے گھر سے نکلی۔ اور ایک اور بھولی لڑکی کو جس کا نام چمپا تھا اپنے ساتھ لیا۔ ایک شخص کے ساتھ تمام عمر رہنے کا عہد کیا اور اسکا نام یقینی ہیتم سنگھ تھا۔ تم تصدیق کرتی جاؤ کہ ایسا ہوا یا نہیں۔

رانی۔ خاموش۔

جشن۔ اسی میں اس لڑکی نے وہ گناہ کیا جس کا کفارہ کبھی ادا ہونے والا نہیں ہے۔ یعنی ہیتم سنگھ کو قتل کردیا وہ بھی اس لئے کہ اُس کو اُس سے نفرت ہوئی۔ اور نفرت بھی اس لئے کہ مرگ نینی ایک اور شخص کو دل دے بیٹھی جس سے کبھی کی جان تھی نہ پہچان تھی مگر اس کی مہربانیاں دیکھ کر اُس نے اس پر بھی آسے پناہ دی اسکی اور اُس کی ساتھی کو اپنے گھر رکھا آسے جادو وغیرہ سکھائے۔ مگر ہائے مرگ نینی نے اس کا کچھ بھی خیال نہ کیا۔ اور اس نے باوجود اس عہد کے اور باوجود اس بات کے جاننے کے بھی دغا کی۔ کہ میں تجھ سے کبھی دغا نہ کروں گی۔ اور یہ کہ جدا ہوتے ہی میری جان لے لی جاوے گی۔ اگر وہ اپنے گھر جاتی تو صبر ہوتا۔ اور وہ شخص یعنی قسطاس شاید فروگذاشت کرتا مگر وہ ایسی کیوں تھی کہ چھوڑے گھر میں دوبارہ قدم رکھتی اس کے تو ہر رگ و پے میں عیاشی اور بدچلنی کا خون دورہ کر رہا تھا۔ وہ تو دوبارہ ایک جادوگر کو دل دے بیٹھی۔ اور اُسکے ساتھ نکلی۔ شاید اُس نے جاوید کا جاہ و حشم زیادہ دیکھ کر یہ حرکت کی تھی حالانکہ اُس جاوید سے دو جادوگر بھی قسطاس کے مقابلہ میں سوزنا تواں سے کم تھے۔

دنیا یہ سمجھتی ہے کہ ظلم کا بدلہ نہیں ملتا ہے۔ وہ سمجھتی ہے کہ جن کی بدولت اور جس کے حکم سے نظام قدرت قائم ہے اس کے کاموں میں بھول کو بھی دخل ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے نہیں دیکھو کہ مرگ نینی کی سزا کے کیسے سامان پیدا کردئے۔ یعنی جاوید کو جلد موت آگئی اور اُس نے ہمیشہ کے واسطے اس دنیا سے اپنا منھ کالا کیا۔

ادھر چرچا کا کھٹا یا ہوا دل اِس تلاش میں تھا کہ کہیں مرگ نینی کا پتہ معلوم ہو تو اِس سے بدلہ لینے کا سامان ہو۔ نجوم سحر۔ کرامات عیاری۔ وغیرہ وغیرہ غرضکہ ہر ایک چیز سے وہ پتہ لگانے کے درپے تھا۔ مگر پتہ نہ لگتا تھا۔ آخر چند روز پابندہ تک تک ایک بدکار کا راز فاش ہو۔ کب تک ایک بدذات عورت کا بھید پردہ خفا میں مستور رہے آخر خبر ہوئی اور کب خبر ہوئی کہ جب جاوید بدنہاد کا جنازہ اُٹھ گیا تھا۔ اب تو اُس کے رگ و پے میں جوش انتقام کا دورہ ہونے لگا۔ وہ چند وجوہات سے ٹھہر رہا مگر وہ آیا ضرور۔ آتے آتے بھی اُس کے خیالات اچھے تھے یعنی یہ کہ اگر مرگ نینی اب بھی راہ راست پر آئی۔ اور اُس نے پچھلی محبت کو یاد کیا تو خیر اُس کی خطا معاف کر دی جائے گی۔ اور اُس کے چند ندامت کے آنسو اُس کے تمام قصور و خطا کا معاوضہ بن جاویں گے۔

مگر تو یہ یہاں تو گل دیگر شگفت کا مضمون تھا۔ ایک بے خطا۔ عاشق زار کو صرف چند موہوم باتوں کی وجہ سے اُس نے قید کر لیا۔ اور اُس سے ملک اُس کے ساتھ عیش و آرام کرنے کی ٹھہری تھی سال دو سال کا معاملہ اور اتنے عرصہ کی بات کچھ زیادہ دور نہیں ہوتی ہے کہ آدمی اُس کو قطعاً بھول جائے۔ مگر مرگ نینی پچھلے واقعات کو بالکل بھول گئی تھی اور عیش و عشرت کے جلسے منائے جا رہے تھے رنگ رلیاں ہو رہی تھیں عیاروں کی آزمائش تھی۔ کہ عین ایسے وقت پر ایک حبشن بھی آ پہونچی جسے وہ اب تک حبشن سمجھے ہوئے ہے اور یہ خبر نہیں ہے کہ اُس کی زندگی کے آخری سانس اِس وقت آ رہے ہیں قضا اپنی شمشیر بے پناہ کھینچے ہوئے سر پر موجود ہے۔ وہ بار بار بیہوش ہو کر چاہتی ہے کہ واقعات کو مٹا دیا جائے۔ مگر اب اُسے بیہوش ہو جانا کچھ آسان بات نہیں ہے۔

رانی۔ ہائے ہائے یہ میرے کان کیا سن رہے ہیں۔

حبشن۔ خبردار بیہوش نہ ہونا۔

رانی۔ اب میں بہت گھبرا گئی تمھاری عیاری رمالی یا ساحری کا مجھے پورا پورا امتحان ہو گیا۔ لو اب تم ظاہر ہو جاؤ اور اپنی اصلی صورت بنا لو۔ تم نے جو کچھ نا ملایم الفاظ مجھے کہے وہ سب میں نے سہہ لئے۔ اگرچہ تم کو نہ کہنے چاہئیں

تھے اور مجھے اس قصہ کو سنا کر ناراض نہ کرنا چاہیے تھا۔ مگر خیر خطا معاف کی گئی تمھاری عیاری نے جان بخشی پر مجبور کیا اب تم تھوڑی دیر کے واسطے ظاہر ہو جاؤ کہ میں خوش ہو جاؤں کہ میرے یہاں بھی کوئی ایسی عیارہ یا عیار موجود ہے جس نے مجھے ڈرا دیا۔ اور سب سے زیادہ عمدہ تماشہ دکھایا۔ تو جلد بتاؤ میں تمھارا نام لکھ لوں تاکہ تمھیں معقول انعام دوں۔

جبشن۔ واہ ساری رات رونے اور ایک بھی نہ مرا۔ چہ خوش ابھی خواب خرگوش سے تمھاری آنکھ نہ کھلی۔ اچھا میں خود کو ظاہر کرتا ہوں یا کرتی ہوں بتاؤ۔ تم وہی لڑکی مرگ نینی ہو یا نہیں جو یہاں موہنی کے نام سے مشہور ہو۔

رانی۔ ہیہ بھی سہی۔

جبشن۔ اگر تم کو سزا دی جائے تو تم اس کی مستحق ہو یا نہیں۔

رانی۔ ہاں مستحق ہوں۔

جبشن۔ فرض کیجیے کہ میں ایک عیار ہوں مگر میری جگہ اگر وہ جادوگر ہو تو تم کیا کرو۔

رانی۔ خیر جو کچھ بھی کروں۔ تم اپنے آپ کو ظاہر کرو کیونکہ مجھے تم سے اور چند قصہ طرازی سوالات کرتے ہیں۔ تمھارے کمال ہنر نے میرے دل میں گھر کر لیا۔

جبشن۔ میں نے آپ کو یہ کمال دکھایا مگر افسوس آپ نے کچھ بھی قدر نہ کی ایک معمولی بات کا بتانا بھی گوارا نہ کیا میں ابھی آپ کو اپنا حال سناتی ہوں یہ تو بتاؤ کہ تم کیا کرتیں۔ اگر وہ آتا

رانی۔ اور کیا کرتی۔ مثل ہے جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔ سب جھگڑے کو چھوڑ چھاڑ کر اس کے ساتھ ہو لیتی اور سب باتوں کی معافی چاہتی۔

جبشن۔ اچھا لیجیے اب آپ میری صورت دیکھیے۔

یہ کہہ کر جبشن نے بہت ہوشیاری کے ساتھ اپنے منھ سے مصنوعی چہرا اتار پھینکا۔ اور کہا لو مجھے پہچان لو۔

رانی نے اب جو صورت دیکھی اسے تاب نہ رہی وہ ہاتھ جوڑ کر کھڑی ہو گئی۔ اور پھر اک دم قدموں پر گر کر کہنے لگی کہ تم بھی اب میری خطا معاف کرو۔ پیارے خسطاس مجھے تو یہ خبر نہ تھی کہ تم پھر مجھ سے ملو گے۔ بس اب اور کوئی ذکر نہ کرو مجھے رنج ہوگا۔ میں تمھارے ساتھ چلنے کے واسطے تیار ہوں

جبشن نے جو معلوم ہوا کہ وہی شیر سوار

جادوگر تھا۔ جس سے اُسکی روح کانپتی تھی کہنے لگی نہیں۔ میں حسب وعدہ ضرور تمھاری جان لوں گا۔ اور بُری طرح سے تمھیں تمھارے کیفر کردار کو پہنچاؤنگا۔

رانی۔ رحم۔ رحم۔ رحم۔

قسطاس۔ تجھے غرور ہے کہ مجھے کچھ آگیا ہے اور سحر وغیرہ میں مَیں نے بھی اچھی خاصی مہارت بہم پہونچائی ہے۔ اگر تو چاہے تو اب اپنے اُستاد کا مقابلہ کر۔

رانی۔ نہیں۔ نہیں۔

قسطاس۔ اچھا بتا کہ یہ جلسہ کیوں کیا گیا تھا۔ اور عیاروں کی عیاری کا امتحان کیوں ہو رہا تھا۔

رانی۔ صرف اس لئے کہ میری ساتھی چمپا نے مجھے یہ صلاح دی تھی۔ کہ جس کمار کو تم نے قید کر رکھا ہے ظاہر ہے کہ وہ اس طریقہ سے تمھارے پاس رہنے کے واسطے تیار نہ ہوگا اور کسیطرح تمھارے کہنے کو نہ مانیگا۔ صرف اس طریقہ سے وہ راہ پر آسکتا ہے کہ اپنے یہاں کے تمام ہوشیار عیاروں کو آزماؤ اور وہ اس طریقہ سے کہ ایک جلسہ کرو اور اس میں سب کی صورتیں بدلنے کے کمال دیکھو۔ جو سب میں زیادہ کامل ہو اُسی کو اُس کی معشوقہ یعنے پھول وتی کی صورت بناؤ۔ اور اُس سے ملاؤ۔ اور اُسی کی زبانی اُس سے یہ کہلواؤ کہ جبتک تم مرگ غیبی کی دلی خواہشوں کو پورا نہ کروگے میں ہرگز تم سے خوش نہ ہونگی ماسوا اس کے اور اوزار تمھیں کی جائیں تاکہ ہری سنگھ مجبور ہوجائے اور اُس کو خواہ مخواہ تمھاری بات ماننی پڑے۔

قسطاس۔ گمراب۔

رانی۔ جو حکم ہو وہ کروں۔

قسطاس۔ میری آرزو ہے کہ ایک دفعہ تم یہ حسرت بھی نکال لو کہ جو کچھ تم کو آتا ہے وہ سب کرو۔ اور اس بات کا تجربہ کرلو۔ کہ جو اُستاد ہوتا ہے اسپر شاگرد کبھی غالب نہیں ہوسکتا۔ تم سمجھ لو کہ تمھارے سحر کی طاقت میں نے سلب کردی ہے اور تم کچھ بھی نہیں کرسکتی ہو۔

رانی۔ میرا خود یہ عقیدہ ہے۔

قسطاس۔ خیر تمھاری جان اب اسی طرح بچ سکتی ہے کہ تم مجھ سے وعدہ کرو کہ ہری سنگھ کو جہاں سے تم لائی ہو وہیں پہونچادو اور پھر میرے ساتھ چلو۔

رانی۔ ہاں میں وعدہ کرتی ہوں۔

قسطاس۔ اچھا یہ سب کل پر موقوف

رکھو اور اس وقت اس جلسہ کو ختم کرو۔

رانی کا چہرہ دم بھر میں اُتر گیا۔ اور اُس نے آہ کی۔ اور فوراً برخاستگی جلسہ کا حکم دیدیا۔

جلسہ درہم برہم ہوگیا۔ اور بجائے رونق کے قلعہ کی در و دیوار پر حسرت اور اُداسی چھاگئی۔ تھوڑی دیر بعد قسطاس نے کہا کہ اب ہم غائب ہوتے ہیں۔ صبح کے وقت پھر تم سے ملیں گے مگر یہ نہ سمجھ لینا کہ کہیں چلے جائیں گے تم سے بہت قریب ہوں گے۔ صبح تم یہ کارروائی ضرور کرو۔ بلکہ اُس سے التجا بھی کرو کہ جس قدر تمھارا کام مجھ سے ہو سکتا ہے اُس کے واسطے تم مجھ سے حکم کرو تاکہ میں پورا کروں۔

میں پھر تمھیں سمجھاتا ہوں کہ اگر میرے حکم میں تم نے فرق کیا تو تمھاری شامت آجائیگی اور کل تمھارا سر خاک و خون میں لتھڑا ہوا نظر آئے گا۔

گیارھواں باب

آج کی صبح بھی عجیب صبح ہے بہار کی صبح میں یہ رونق نہیں ہوتی یہ شگفتگی کبھی کسی موسم کو میسر نہیں ہوتی

مگر اس خیال سے نہیں کہ وقت میں اعتدال ہے بلکہ اس وجہ سے کہ ایک پژمردہ دل کے ارمان نکلتے ہیں۔ اور کسی حسرت زدہ کی حسرت نکلنے والی ہے کیونکہ رانی موہنی یا مرگ نینی بستر سے یہ ارادہ کرکے اُٹھی ہے کہ دل پر کچھ ہی کیوں نہ بنے۔ مگر جان بڑی پیاری چیز ہے اسے ضرور بچانا چاہیئے اور ہری سنگھ کو آزاد کرنا چاہیئے بیموقع ہوا تو اب اس کے خاتمہ کے بعد ہری سنگھ سے بدلا لوں گی۔ یا زندہ صحبت باقی اب اس وقت بھی موقع ہے کہ اُس کو یہاں سے جانے دیا جائے ورنہ کل یا آج ہی یہ کمبخت میرے قیدیوں کی تلاشی لیگا ایک یہ بھی بات ہے کہ اس وقت اُس کے مقام مقصود پر جانے سے مانع نہ ہوں گی تو اُسکے دل میں بھی میری طرف سے یقینی جگہ پیدا ہوجائے گی۔ اور وہ اب نہیں تو آیندہ کے لئے کارآمد ہوگی مگر کیا میں اس وقت اُسے طلسمی قیدخانہ سے خود نکالنے جاؤں یا انھیں کے ہاتھ سے نکلواؤں جن کے ہاتھ سے قید کیا ہے۔ نہیں نہیں اس وقت اور کسی کی ضرورت نہیں ہے اسوقت

تو خود ہی چلنا چاہیئے۔ دو چار باتیں کرنے کا موقع تو مل جائے گا۔

وہ خود اٹھی اور اسی قلعہ کے ایک گوشہ کی طرف گئی۔ وہاں ایک پتھر میں ایک آہنی کڑا لگا ہوا پایا اُسے اٹھایا اُس میں ایک چکر دار زینہ بنا ہوا تھا اُسی کے راستہ سے وہ کھٹ کھٹ اُترتی ہوئی چلی گئی۔ اور طلسمی قیدخانہ کے باغ میں اس طرح پہونچی کہ ایک گوشہ میں ایک مینار تھا اس میں ایک غیر معلوم سی کھڑکی تھی اور وہی اس میں آمد و شد کا راستہ تھا جب یہ زینے کی سب سے نیچے والی سیڑھی پر پہونچی تو وہاں کئی ایک کلیں لگی ہوئی تھیں اُن کو دبانے سے وہ کھڑکی کھل گئی اور یہ گوشہ باغ میں نکل گئی اس کے نکلتے ہی وہ کھڑکی کا نشان پھر غیر معلوم ہو گیا اور یہ ٹہلتی ہوئی اس سہ دری میں آئی جس میں رکھوالے رات کو پڑ رہتے تھے۔ اور جس کی ایک مختصر سی کوٹھری میں سیتا غریب قید تھی۔

ادھر کمار رات بھر چمپا کے انتظار میں جاگے تھے۔ اور انتظار دیکھتے دیکھتے جب انھیں مایوسی کا سامنا ہوا تھا تو طرح طرح کے خیالات نے اُنکے دل میں ہجوم کرنا شروع کیا تھا۔ اور وہ سر پکڑے ہوئے بیٹھے تھے اور ان خیالوں میں غرقاب تھے کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے۔ شاید بھید کھل گیا اور کسی نہ کسی طرح اس پر یہ راز منکشف ہو گیا جو میری آرزو اُن کی جانی دشمن ہے

یکایک اُنھوں نے سامنے سے اُسی کو آتے ہوئے دیکھا۔ سوچا کہ جو کچھ خیال تھا وہی ہوا بھید کھلا اور ضرور کھلا یہ بلا جو کچھ اب میرے اور سیتا کے سر پر آئے گی سب چمپا کی عقلمندی ہے ورنہ کم سے کم زندگی سے اتنا فائدہ تو تھا کہ اس صورت کو یاد کر کے دم بھر جی بہلا لیا کرتا چمپا نے اس قابل بھی نہ رکھا۔ اب زندگی بھی معرض خطر میں نظر آتی ہے ہائے ناحق کھو دیا مجھ سے بھی میرا دل شیدا لیکر تم بتاؤ تو سہی تم کو ملا کیا لے کر

وہ یہ سوچتے رہے رانی قریب تر آتی گئی اور آتے آتے پاس آن پہونچی مگر چہرے سے رنج و ملال کے آثار نمایاں نہ تھے۔ بلکہ اُس کے برعکس وہ مصنوعی خوش و خرم نظر آتی تھی غیر متوقع بات یہ ہوئی کہ اُس نے ہری سنگھ کے

دل کو تسلیم کہہ کر بھی رجھایا۔ انھوں نے بھی بادل ناخواستہ جواب ضرور دیدیا۔ کہ دہن سگ بہ لقمہ دوختہ بہ۔

رانی۔ مجھے اس وقت آپکے پاس آنے کی خاص ضرورت ہوئی

کمار۔ فرمایے۔ جو کچھ حکم ہو اس ظلم وستم کے سہنے پر بھی میں اسکی تعمیل کے واسطے موجود ہوں اگر تعمیل بھی نہ کروں تو کیا کروں۔

رانی۔ نہیں۔ بلکہ مجھے صرف یہ کہنا ہے۔ کہ موہنی تمھاری عاشق صادق ہے۔ اُس نے جو کچھ کر کیا محبت کے جوش میں کیا ہے اُسے اپنے نیک دل کی بدولت معاف کردو۔ اور میری طرف سے دل صاف کرکے مجھ سے دو تین وعدے کر لو۔

ہری سنگھ کو سخت غصہ آیا۔ اور غصہ کی بات بھی تھی کہ ایک شخص کو ستا کر اور اُس کی عزت وآبرو پر پورا پورا پانی پھیر کر اس سے یہ کہنا کتنا بڑا ظلم ہے۔ کہ اب تو جو کچھ ہوا سو ہوا اب تم معاف کردو۔ لہذا انھیں نے فوراً جواب دیا کہ سنو رانی۔ اگر تم زبردستی سے اپنی خواہشوں اور بے حیا خواہشوں کو پورا کرنا چاہتی ہو تو یہ غیر ممکن ہے یاد رکھو کہ صد دنیا میں تمھارے سوا اور کسی کو بھی ہے جیسے تم چاہتی ہو کہ میری بات بالا رہے اسی طرح دوسرا بھی چاہتا ہے۔ سو یہ غیر ممکن ہے کہ تم مجھ سے اس صورت میں کوئی فائدہ اُٹھا سکو۔

رانی۔ خیر آپ اس ذکر کو نہ چھیڑیے بات یہ ہے کہ درد دل سب کچھ کرا دیتا ہے ایسا ہی میں نے بھی کیا اس میں تم میرا قصور نہ سمجھو بلکہ۔ ع۔
یہ دل بیتاب کی ساری خطا تھی میں نہ تھا

اب میں بڑی خوشی کے ساتھ تمھیں اُسی جگہ پہونچائے دیتی ہوں جہاں سے کہیں تمھیں لائی تھی۔ پہلے آپ اپنے کام کے لئے جہاں کہیں خواہ وہ کوئی کام ہو جانا چاہتے ہیں ہو آیئے بعد کو جب ایشور آپ کا کام کردے تو مجھے بھی یاد رکھئے اچھا اب ایک دفعہ یہ کہہ کر میرے دل کو خوش کر دیجیے کہ میں نے تمھاری سب خطا معاف کردی۔ کم سے کم میری یہ حسرت تو نکل جائے۔

راجکمار۔ ہاں اس شرط پر میں تم سے یہ سب وعدے کرتا ہوں کہ تم مجھے اب جانے دو۔ اور اسی جگہ پہونچا دو

جہاں سے مجھے لائی تھیں۔
رانی۔ اچھا اس کے سوا اور جو کچھ کار خدمت کر میں کر سکوں وہ بھی کہہ دیجیے۔

ہری سنگھ یا تو رات بھر جب دعدہ وصول چھپا کے نہ آنے سے اتنے بدحواس ہو رہے تھے کہ جس کی تکلیف اُن کے لئے ناقابل برداشت تھی اُس اضطراب اور تکلیف کا لکھنا ہمارے لئے غیر ممکن ہے۔ یا یہ غیر معمولی خلاف امید رانی کا تپاک دیکھا تو اور بھی حیرت ہوئی کہ آخر اسے ایسا آج کیا رحم آگیا۔

تو نے کیا آج اے ستمگر جاتی بنیا دیکھی
راہ پر آنے لگا عہد وفا ہونے لگے

بظاہر آنکھیں اور کچھ بھی کہنا نہ تھا اور نہ ہی اُن کا کچھ مطلب تھا۔ بلکہ صرف یہ بات کہنی تھی سو کہہ گذرے کہ رانی جب تم نے مجھ پہ رحم کیا ہے۔ تو ایک اور بھی غریب اور بیکس۔ بے قصور بیوہ عورت تمھارے قید خانہ میں آج کئی روز سے گرفتار ہے۔ اگرچہ اُسے کسی نے ہی قید کیا ہو مگر چونکہ قید تمھارے یہاں ہے اس لئے میں تمھیں سے کہہ سکتا ہوں کہ اُسے بھی میری طرح آزاد کر دو۔
رانی۔ وہ کون ہے۔ اور کہاں ہے
کمار۔ ابھی سامنے والی مقفل کوٹھری میں بند ہے۔
رانی۔ آپ کو کیونکر معلوم ہوا۔ مجھے تو یہ خیال ہوتا ہے کہ وہ کوئی قلعہ ہی کی عورت ہو گی کسی قصور پر اُسے ہم نے ہی قید کیا ہو گا۔ اور کون آیا تھا۔
کمار۔ وہ تمھارے عیار کی شرارت ہے۔ تم اسکو دیکھ سکتی ہو۔

رانی نے فوراً اس قفل کو کھولا۔ اور سیتا کی صورت دیکھی اسکا سب حال پوچھا۔ اور اُسے بھی راجکمار کے ساتھ ساتھ لیا۔ اتنی ہوشیاری ضرور کی کہ دونوں سے کہہ دیا اب میں آپ دونوں کو رہا کرنے کے واسطے تو تیار ہی ہوں۔ مگر یہ بہتر ہے کہ دونوں اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لو پھر میں خود ہی اسے کھول دوں گی اس میں صرف یہ غرض پوشیدہ تھی کہ طلسمی قید خانہ کی آمد و رفت کا راستہ اب بھی ان دونوں کو معلوم نہ ہو جائے چنانچہ ان دونوں نے بھی بغیر حیلہ و حجت اس شرط کو منظور کر لیا۔ رانی نے آنکھوں سے پٹی باندھی فوراً

دونوں کو چھینکیں آئیں اور دونوں بیہوش ہوگئے۔

رانی دونوں کو اوپر لے کر آئی اور دونوں کو دو مضبوط نوکرون کے سپرد کر دیا کہ انھیں اُس پہاڑی پر پہونچا دیں جو راجگڈھ سے آتی ہے ایسا ہی کیا گیا دو ہوشیار عیار ان دونوں بیہوشوں کو اُٹھائے ہوئے اُس راستہ سے جس سے دو ایک دفعہ جہادیو عیار کو آپ نے آتے جاتے دیکھا ہے لیکر پہاڑی پر پہونچ گئے رانی بھی ان کے ساتھ تھی۔

سچ ہے زبردست دنیا میں سب کچھ کر سکتا ہے یہ اسی کو طاقت ہے کہ مارے اور رونے بھی نہ دے یہی معاملہ آج رانی کے ساتھ بھی ہوا۔

غرضکہ رانی نے پہاڑی پر پہونچکر اُسی جگہ ان دونوں کو رکھوا دیا جہان سے کہ کمار کو بین بجا کر رجھایا اور گرفتار کیا گیا تھا۔ کچھ سنگھا کر دونوں کو بیہوشی سے ہوشیار کیا۔ جب کمار ہوش میں آئے تو اپنے کو اُسی پہاڑی پر دیکھا۔ اور خوش ہوگئے۔ رانی بھی یہ آخری فقرے کہہ کر اُن سے رخصت ہوگئی کہ دیکھئے اب آیندہ آپ میری طرف سے اپنا دل صاف کر لیجیے مگر دل میں یہ ضرور دغا تھی کہ ذرا اس مرتبہ میں بھیم سنگھ کی طرح اس کا فیصلہ کر دون جو میرے منھ سے میرا شکار نکلوا رہا ہے پھر دیکھا جائے گا۔

کمار نے بھی مصلحت وقت یہی دیکھی کہ اُس نے وعدہ کر لیا کہ اچھا دیکھا جائے گا آدمی خوشامد سے سب کچھ کر سکتا ہے جو اُسے غصہ سے کبھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ مگر دل میں اُن کے بھی یہ ٹھنی ہوئی تھی کہ مرگ نینی یا موہنی کو پوری پوری سزا دوں گا اگرچہ اُسوقت کسی خاص وجہ سے اُس نے مجھے چھوڑ دیا ہے۔

اب وہ وقت آگیا کہ مرگ نینی یا موہنی رانی اُن سے رخصت ہوئی اور سیتا اور یہ دونوں رہ گئے اور دونوں آپس میں باتیں کرنے لگے۔

راجکمار۔ اف اس کمبخت نے بڑا نقصان کیا۔ آج کتنے ہی روز ہوگئے کہ ہم مصیبت میں مبتلا تھے۔ اور کچھ بھی کام نہ بنا سکتے تھے۔ اچھا سیتا اب بتاؤ تم کیا ارادہ رکھتی ہو کیا طوطا گڈھ چلوگی۔

سیتا۔ میں اس اصلی صورت سے
طوطا گڈھ میں ہرگز ہرگز نہیں جا سکتی
اور جہاں کہئے وہاں جاؤں۔
راجکمار۔ تو یہ بہتر ہے کہ تم راجگڈھ
چلی جاؤ۔ میرے بھائی وغیرہ بھی بیقرار
ہوں گے تم کسی صورت سے میری
زندگی کا انھیں اطمینان دلا دینا۔ اور
میں طوطا گڈھ جاؤں گا آیندہ جو
مقدر ہو۔ مگر اس کے سوا اور
اس وقت مجھ سے کچھ نہ ہو گا۔ میں
اپنے خط کا جواب خود اُن کو اپنی زبان
سے دوں گا۔

سیتا۔ خیر بہتر ہے میرا سلام بھی
کہہ دیجئے گا۔ چونکہ دن بہت گذر گئے
لہذا مجھے بھی طرح طرح کی فکر اور
اندیشے پیدا ہوتے ہیں۔

کمار۔ اگرچہ دیر ضرور ہوئی۔ مگر
امید ہے کہ میں اپنے ارادوں کو
پورا کر سکوں گا اور ضرور میری اسکے
پاس رسائی ہو گی جس کے لئے
میں گھر سے نکلا ہوں۔

دونوں یہ باتیں کر رہے تھے کہ
سامنے سے چمپا اور اُس کے ساتھ
ہی ایک عورت اور آتی ہوئی معلوم
ہوئی اور وہ جلد ان دونوں کے
پاس آ ہوئیں کمار کو چمپا نے سلام بھی
کیا۔ مگر کچھ جواب نہ ملا۔ کس لئے کہ
ہری سنگھ چمپا کی وعدہ خلافی کی وجہ
سے اس سے کبیدہ اور ناراض تھے۔

چمپا۔ خیر جواب سلام نہ ملنے اور
آپ کے ظاہری رنج اور غصہ کی شکایت
تو بعد کو کروں گی پہلے یہ بتا دیجیے کہ
آپ رہا کیونکر ہوئے۔

کمار۔ ایشور نے خود بخود سامان
پیدا کر دیا۔

چمپا یہ جواب سنکر ہنسی۔ کمار کو
کچھ تعجب سا پیدا ہوا۔ اور سمجھ گئے کہ
کہ اس وقت کا ہنسنا ضروری یعنی خیر
ہے کوئی نہ کوئی بات ضرور ہے۔
لہذا سوال کیا کہ چمپا آخر تم ہنسی کیوں
چمپا۔ دل کی خوشی۔

کمار۔ نہیں ضرور کوئی بات ہے
تم چھپاتی ہو۔

چمپا۔ اچھا اگر کوئی بات ہے بھی
تو جانے دیجیے صرف یہ بتا دیجیے کہ
آپ مجھ سے ناراض تو نہیں ہیں۔

راجکمار۔ تم سے ناراض نہیں ہوں
صرف تمھاری وعدہ خلافی سے تھوڑا سا
رنج ہے سو اس کا کیا ہے۔

چمپا۔ اب تو مجھے ضرور کچھ نہ کچھ کہنا پڑا

سنئے اگر میں وعدہ خلافی کرتی تو یہ ضرور تھا کہ آپ آج بھی اور دن کی طرح اسی طلسمی قید خانہ میں ہوتے اور آپ سے کچھ بھی نہ ہو سکتا۔

راجکمار۔ تم نے کیا کیا۔ ہاں ذرا مجھے بتا دو۔

چمپا۔ سنو میں نے جو کچھ قصہ تمھیں سنایا ہے اس کا میں نے نتیجہ نکالا اور ایشور کا شکر ہے کہ میں کامیاب بھی ہو گئی۔ میں نے رانی سے ایک جلسہ کرایا وہ صرف اس لئے کہ عیاروں کا امتحان لیا جائے جو اپنے فن میں کامل ہو وہ اس کام پر مقرر کر دیا جائے کہ آپ کو راہ راست پر لائے۔ اُسنے میری صلاح کو منظور کیا۔ اور جلسہ ہوا میں نے اپنی صورت تو اپنی اس سہیلی کو بنایا۔ اور خود ایک حبشن کی صورت بنائی۔ عیاری در عیاری یہ کی کہ ظاہر حبشن کی صورت تھی اور در اصل قسطاس جادوگرنی تھی چنانچہ اپنی ہمنام اور ہم صورت چمپا کو کچھ ایک باتیں پہلے سے ہی سکھا دی تھیں منجملہ اُن کے یہ تھی کہ یہ عین وقت پر بیہوش ہوئی۔ رانی کا استعجاب بڑھا اور اس سے بھی علیحدہ باتیں ہوئیں میں نے نہایت دلیری سے پچھلے ایام کی کہانی کو دُھرا کر اُسے ڈرا دیا۔ اور آخر میں خود کو ظاہر کر دیا کہ میں قسطاس ہوں۔ تیری بیوفائی کی وجہ سے تیری جان لوں گا۔ ورنہ کمار کو چھوڑ دے ویسا ہی ہوا۔ میں نے یہ مختصر سنا دیا ہے۔ غرضکہ جو کچھ کارروائی ہوئی میری ہوئی اور آپ کی وجہ سے میں اپنی جان پر کھیل گئی یہاں تک کہ اس پر بھی آمادہ کیا کہ جہاں سے تم کو لائی ہے وہیں چھوڑ دے اور شکر ہے کہ ایسا ہو بھی گیا اور میرا وار خالی نہ گیا۔ بلکہ صرف انھیں وجہوں سے مجھ سے وعدہ خلافی ہوئی ہے۔

کمار۔ میں یہ سوچ رہا تھا کہ آخر یہ کیا معاملہ ہے کہ اُس نے مجھے آزاد کر دیا۔ بہرحال میں تمھاری عنایتوں کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ مگر چمپا واقعی تمنے بڑی دلیری سے کام لیا مگر یہ بھی غنیمت سمجھو کہ اُس نے کوئی سحر نہ کیا۔ ورنہ بھی بری بنتی۔

چمپا۔ میں نے اس کا پہلے ہی انتظام کر دیا تھا۔ وہ ابھی کم سے کم چالیس روز تک کوئی سحر نہیں کرسکتی ۲ نہ

ہو سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ میں نے
ایسا اتنا رعب اُس کے اوپر جما دیا
تھا کہ وہ کانپ رہی تھی۔ مگر اب
مجھے خوف ضرور ہے کہ جب وہ مجھے
نہ دیکھی گی تو شاید معاملہ کی تہ کو
پہونچ جائے گی اور سحر سے نہیں تو
اور کسی صورت سے ہاتھ پاؤں ضرور
نکالے گی۔ اب آپ کو یہاں نہ ٹھہرنا چاہئے
کمار۔ بیشک ایسا ہو گا۔
چمپا۔ میں آپ کے ساتھ چلوں یا نہیں
کمار۔ چمپا۔ بہت مناسب یہ ہے
کہ تم یہیں رہو۔ میں خود تمھارے
احسانات کو فراموش نہ کروں گا
اور دوبارہ ضرور تمھارے پاس آؤنگا
اس سے یہ فائدہ ضرور ہو گا کہ وہ
اگر اس بارہ میں کچھ کرنا چاہیگی
تو تم اسے کرنے نہ دوگی۔ ورنہ اب
آزاد ہو گئے ہیں تو کیا۔ ع۔
پھر وہی کنج قفس پھر وہی صیاد کا گھر
والا مضمون ہو گا۔
چمپا۔ جی تو نہیں چاہتا کہ آپکا ساتھ
چھوڑوں۔ مگر جب آپ مجبور کرتے
ہیں تو میں اس کے لیے بھی تیار ہوں
بہرحال میں اب بھی تمھاری خیرخواہ
ہوں اور تمام عمر رہوں گی۔ اچھا اب
مجھے اجازت دیجئے۔ اور آپ بھی جلد سے
جلد اپنا راستہ لیجیے۔ ورنہ شاید کوئی
آفت آئے۔

بارھواں باب

چمپا اور اُسکی ساتھ والی سہیلی
دونوں رخصت ہو گئیں۔ پھر کمار
اور سیتا یہاں رہ گئے اور یہ باتیں
ہوئیں۔
کمار۔ سیتا۔ اچھا اگر تم کو جانا ہے
تو تم بھی راجگڈھ کی طرف سدھارو
پھر میں بھی بادیہ پیمائی کروں۔ تم
دگجیت سنگھ سے ملنا۔ تم اُسے جانتی
ہو کیونکہ تم نے میرے ساتھ اُسے
طوطا گڈھ میں غالباً دیکھا ہی ہو گا
وہ تم کو آرام دیں گے۔
سیتا۔ اچھا میں اب جاتی ہوں۔
راجگڈھ میں اُس وقت تک رہونگی
جب تک آپ واپس نہ آئیں گے
یا کم سے کم آپ کی خبر مجھے مل نہ جائیگی
میں ضرور دگجیت سنگھ سے ملونگی
اور اُس سے میں واقف ہوں۔
کمار۔ اچھا رخصت۔ اور تم یہ پرچہ
دگجیت سنگھ کو دیدینا تو اور اچھا ہو گا۔

سیتا چلی گئی اور کمار پھر تھوڑی دیر کے لئے وہیں بیٹھے رہے۔ اور ان خیالات میں محو ہو گئے کہ مجھے چلنا چاہیئے تو کہاں اور کس طرح سے چلنا مناسب ہے ایک اپنی اصلی صورت میں مجھے یہ نقصان پہونچا دوسری مرتبہ معلوم نہیں کہ کیا ہوگا بہتر ہے کہ اپنی وضع اور اچھے لباس کو بدل ڈالوں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ اُنھوں نے ایک فقیرانہ لباس زیب بدن کیا۔ اور چشم زدن میں اچھے خاصے فقیر بن گئے۔ معاً ہی یہ خیال آیا کہ طوطا گڈھ میں چلنے کا کیا ڈھنگ اختیار کیا جائے۔ یہ کہ ہنومان سنگھ کبھی پہلے میرا دوست ضرور رہا مگر اب سو دشمنوں کا ایک دشمن ہے رقابت سے زیادہ دنیا میں نہ کوئی عداوت ہے۔ نہ کوئی دشمنی ہے۔ سو یہ عیب اُس کے اندر موجود ہے۔ مجھے اب اس کے پاس ٹھہرنا ہرگز ہرگز مناسب نہیں ہے یہ تو سیتا ہی سے مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ وہ بھی میرے حال اور میری محبت سے واقف ہیں۔ اب یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ مجھے دیکھیں اور میرے ساتھ کوئی ایسا برتاؤ نہ کریں جو میری طبیعت کے خلاف نہ ہو۔ مگر خیر کچھ ہی کیوں نہ ہو مجھے اس وقت طوطا گڈھ چلنا ضروری ہے۔ اگر مقدر میں ہے تو کسی نہ کسی طرح سے وہاں تک بھی رسائی ہو ہی جائے گی جس کیلئے یہ تکالیف برداشت کی ہیں۔ اب مجھے عمداً یہاں اپنا وقت نہ کھونا چاہیئے۔ بلکہ جلد سے جلد چلنا چاہیئے۔ یہ خیال آیا اور سعاً وہ اُٹھے اور سیدھے طوطا گڈھ کی طرف چل دئے۔

بات یہ ہے کہ انسان سب کچھ سوچتا ہے۔ مگر اُس کا چاہا کبھی پورا نہیں ہوتا۔ اُس کے مصمم ارادہ خیال سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ اُسکی تدبیریں ایک خواب سے ملتی جلتی ہوتی ہیں وہ کچھ کرتا ہے کچھ ہو جاتا ہے۔ اور یہ ہر امیر غریب کے ساتھ ہے کوئی اپنی ذاتی قابلیت دکھا کر ممکن نہیں ہے کہ سوکل قضا و قدر سے بازی لے جائے۔ اور مرد میدان ثابت ہو اس تمہید کے بعد ہم آپ کو اپنے ناول کے ہیرو راجکمار ہری سنگھ کی حالت دکھاتے ہیں جو ابھی ابھی اپنے دل

میں طرح طرح کے منصوبے گانٹھ کر
تلوٹا گڑھ کی طرف روانہ ہوئے میں
وہ صرف اس وجہ سے کہ انھیں کوئی
پہچان نہ سکے جھومتے ہوئے بال کھولے
کچھ فقیرانہ انداز میں گا رہے تھے
کہ ایک سوار سامنے سے آتا دکھائی دیا
جسے پاس آنے پر یہ سمجھ گئے کہ ہنومان سنگھ
ہے۔

باوجودیکہ یہ پہچان گئے تھے اور
یہ جلدی سے اُس کے سامنے سے
نکلے ہوئے جا رہے تھے۔ مگر۔ ع
وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے
یہ وہ دن تھا کہ جب رات کو پھول وتی
چلی گئی تھی اور اُن کے دل میں طرح طرح
کے خیالات کا مجمع تھا اپنے عیاروں
کو چار طرف اس کی تلاش میں بھیج دیا
تھا۔ اور ادنی سے شبہ پر یہ بہت سے
آدمیوں کو گرفتار کر لیتے تھے اور بہت سوں
کو گرفتار کر بھی چکے تھے۔ اور ابھی تک
ان کی عملی کوششوں کا نتیجہ کچھ بھی نہ ہوا
تھا اُن کے عیاروں نے کوئی خبر نہیں
دی تھی۔

ہنومان سنگھ نے جونہی کمار کو دیکھا
فوراً اُن کے دل میں کچھ خیال پیدا ہوئے
کہ اور اُنھوں نے ہی اسے چلنے سے
روک دیا۔ یعنی وہ سمجھ گئے کہ یہ ضرور
کوئی عیار ہے اُنھوں نے جانے والے
مصنوعی فقیر یعنی کمار کو آواز دی۔

راجکمار کا اس آواز کو سنکر دل
دھڑکنے لگا اور اس آواز کے غصہ
کے انداز سے اور اُس کے آخری نتیجہ
سے وہ سہم گئے۔ مگر صرف اس وجہ
سے کہ اگر میں نہیں جاتا ہوں تو اور خیالات
پیدا ہوں گے اس لئے یہ فوراً اُسکے
گھوڑے کی طرف آئے۔

ہنومان سنگھ نے بغور صورت
دیکھی اور وہ پہچان گئے کہ یہ ضرور
ہری سنگھ ہیں۔ فوراً اُن کے وہ خیالات
تازہ ہو گئے جو اب تک اُنکے دل
میں تھے۔ یعنی صرف اس عیار کے
ہر وقت اس بات کے جتانے پر کہ
پھول وتی ہری سنگھ پر عاشق ہے
اور اُس کی تصویر کی پرستش کرتی ہے
اُن کے دل میں یہ خیالات جگہ پکڑ گئے
تھے کہ آئندہ جو کچھ ہوگا وہ سب ہری سنگھ
کی شرارت سے ہوگا۔ چنانچہ پھول وتی
جب سے غائب ہوئی اسوقت سے
اور بھی اُن کے خیالات کو استحکام ہو گیا تھا
وہ یہ سوال کر کے کانپ گئے۔ اُنکے
غصہ کو وہ پہچان گئے تھا کہ اسوقت ہر گز

میں جوشِ انتقام پیدا ہو رہا تھا۔
اتنے میں راجکمار ہری سنگھ نے
فقیرانہ انداز میں جواب دیا کہ کیوں
بابا کیا ہے۔

ہنومان سنگھ۔ تم کون ہو۔ کہاں
جاتے ہو۔

ہری سنگھ۔ فقیر ہیں۔ کہیں جاتے ہیں
آپ کو کیا مطلب۔

ہنومان سنگھ۔ اچھا آپ ہمارے ساتھ
چلیئے۔

ہری سنگھ۔ جو کچھ حکم ہو وہ یہیں کہہ دیجئے

ہنومان سنگھ۔ نہیں نہیں تم ہمارے
ساتھ چلو۔ جو کچھ کہنا ہے وہیں کہیں گے

ہری سنگھ نے اپنے دل میں خیال
کیا کہ اگر میں اور کچھ کہتا ہوں اور نہ
جانے پر اصرار کرتا ہوں۔ تو اُن کے
شبہ اور پختہ ہو جائیں گے۔ اور اب تک
معلوم نہیں کہ ایسے انھیں خیال
ہیں یا نہیں۔ یہی سوچ کر وہ اُن کے
ساتھ ساتھ چل دیئے۔

جس وقت ہنومان سنگھ اُس
جگہ پہونچے جو خاص اُن کے دیوانِ عام
کے نام سے مشہور تھی تو آپ بھی بیٹھے
اور نقلی فقیر کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا۔
نقلی فقیر بھی بیٹھ گیا۔ اور وہ بات کے
آغاز کرنے کا منتظر رہا۔ ہنومان سنگھ
کچھ نہ بولا تو خود اُسی نے یہ ذکر چھیڑ دیا
کہ مہاراج ذرا جلد فرما دیجیے کہ مجھے
آپ اپنے ساتھ کیوں لائے تھے۔

ہنومان سنگھ پہچان تو گئے ہی
تھے اُن کے دل میں دغا کا غبار چھا رہا
تھا۔ مگر مصلحت وقت کی وجہ سے غصہ
کو ضبط کر گئے اور بات کا رُخ بدل دیا اور یہ جواب
دیا کہ مہاراج آپ اپنا نام بتایئے تو
میں آپ سے وہ عرض کر دوں جس
واسطے آپ کو تکلیف دی ہے۔

راجکمار ہری سنگھ نام بتانے میں
ذرا سٹ پٹائے تو ضرور۔ مگر پھر فوراً
اُلٹا سیدھا ایک نام گھڑ کر بتا دیا۔
اور خاموش ہو گئے۔

ہنومان سنگھ۔ دیکھئے یہ مثل سچ ہے کہ
بن مانگے موتی ملیں اور مانگے ملے نہ بھیک۔
مدت سے میں آپ کا نام آپ کی تعریف
سن رہا تھا۔ آپ کی نیکیوں۔ اور
آپ کے کاموں نے میرے دل میں گھر
بنا لیا تھا۔ اور مجھے آپ کا نادیدہ مشتاق
بنا دیا تھا۔ مگر اتفاق ہی نہ ہوتا تھا کہ
میں آپ سے ملوں جب مقدر زور پر
اور نصیبہ اوج پر آیا تو خود بخود آپ مل گئے
راجکمار ہری سنگھ اس کا بجز اس کے

اور کیا جواب دیتے کہ مہاراج میں تو اس قابل کہاں ہوں مگر یہ آپ کا حسن اخلاق اور آپ کی مسافر نوازی ہے جو آپ ایسا خیال فرماتے ہیں۔

ہنومان سنگھ۔ اگر آپ میری خاطر کریں تو اتنا منظور کیجئے کہ کل تک یہاں رہ جائیے جو کچھ مجھے آپ سے عرض کرنا ہے کل کرونگا۔

ہری سنگھ نے بھی مناسب موقع سمجھ کر اقرار کر لیا۔

یہ وقت بھی عجب وقت تھا کہ دونوں اپنے دل میں خوش تھے ادھر ہری سنگھ کو یہ خیال کہ پرماتما نے کام اتنا تو بنا دیا کہ یہاں تک گذر ہوا۔ ورنہ آنا تو پھر بھی اسی دروازہ تک تھا مگر نہ معلوم کیا کیا دقتیں درپیش ہوتیں اور کسقدر مصیبت اٹھانی پڑتیں۔

ادھر ہنومان سنگھ کو یہ خوشی تھی کہ یہ میرا دشمن جان ہے جو کچھ ہوا اسی کی ذات سے ہوا۔ پھول وتی کے نکل جانے میں جو کچھ سازش ہے وہ اسی کی ہے۔ اگر یہ نہ آتا تو بھی اس کے لئے مجھے کچھ نہ کچھ تدبیر کرنی پڑتی۔ اچھا ہوا کہ آپ ہی آپ یہاں آگیا۔ غرضکہ یہ مضمون تھا۔ ہ

انکو میری فکر ہے اور مجھکو انکی فکر ہے ایک کی نیت بری ہے ایک کا اچھا خیال

رات ہوگئی تو ہنومان سنگھ اپنے ایک مکان میں گیا۔ اور وہاں اس نے ایک چپراسی کو بلوا کر حکم دیا کہ فلاں فلاں شخص کو بلا کر لاؤ۔ چپراسی چلا گیا اور کچھ دیر بعد ان سب کو لیکر آگیا۔

آنے والے آدمی نہایت جسیم اور بے انتہا فربہ تھے۔ ان کی آنکھوں میں سرخ سرخ ڈورے پڑے ہونے کی وجہ سے یہ شخص خوفناک معلوم ہوتے تھے۔ ان کی بڑی بڑی مونچھیں لٹکتی ہوئی داڑھی۔ ان کی اٹھی ہوئی پیشانی بیٹھی ہوئی ناکوں سے یہ پتہ چلتا تھا کہ یہ لوگ ضرور بدمعاش ہیں ورنہ اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ یہ سب اسی فرقہ سے گہرا تعلق رکھنے والے ہیں۔

ان آدمیوں نے آکر ہنومان سنگھ کو سلام کیا۔ اور یہ کہکر کہ مہاراج نے خلاف وقت وعادت کس خدمت کے لئے ہم کو یاد فرمایا حکم کے منتظر رہے

مہاراج۔ کام ہے اور ضروری کام ہے

آدمی۔ فرمائیے جان بھی حضور کے کام آئے تو انکار نہیں ہے۔

ہنومان سنگھ۔ نہیں اس کا وقت

نہیں ہے نہ سردست ایسی ضرورت ہے۔ ہاں اگر ضرورت پڑے تو وفاداروں کو ضرور ایسے موقع کا بھی انتظار کرنا چاہیئے۔

آدمی۔ اور جو کچھ حکم ہو۔

ہنومان سنگھ۔ دیوان عام کی کوٹھریوں میں ایک جوگی ٹھہرا ہوا ہے غالباً وہ سو گیا ہوگا اگر وہ سو گیا ہو تو خیر۔ اور اگر برتقدیر وہ جاگ رہا ہو تو اس کی کوئی فریاد نہ سنو اور اُسے گرفتار کر لو۔

آدمی۔ حکم کی تعمیل میں غلاموں کو انکار ہی کیا ہے مگر صرف ایک جوگی کے ساتھ تو یہ سلوک بالکل ناروا ہے۔

ہنومان سنگھ۔ میری عادت کو تو ہر ایک شخص بخوبی جانتا ہے کہ میں خود تو کسی کو کیا ہی تکلیف پہنچاؤں گا میرا دل کسی دوسرے کی تکلیف دیکھنے کو بھی گوارا نہیں کرتا ہے اگرچہ وہ کسی اپنے بدکام کی وجہ سے اس تکلیف کا مستحق ٹھہرا ہو پس اس تقریر کے سننے کے بعد تم خود ہی اپنے دل میں فیصلہ کر لو کہ جس کے لئے میں اپنی زبان سے ایسا سخت حکم دے رہا ہوں وہ کیسا زبردست مجرم ہوگا۔ اور میرا اُس نے کتنا بڑا نقصان کیا ہوگا۔ اس شخص کی سزا یہ ہے کہ اس طرح نہیں بلکہ عام طریقہ سے اسکا سر تلوار جلاد کے حوالے ہو۔ اور دم بھر میں اسکی بھٹا سی گردن اڑا دیجائے مگر یہ میری مروت اور رعایت ہے کہ اُس کے لئے تم کو صرف اس کے پکڑنے کا حکم دیتا ہوں۔

آدمی۔ تو کیا ہم حضور سے اس کے متعلق کچھ پوچھ سکتے ہیں۔

ہنومان سنگھ۔ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب وہ آ جائیگا تو ہم اُس سے خود کچھ اس قسم کی باتیں کریں گے کہ تم کو پورا پورا پتہ چل جائیگا کہ یہ کون ہے۔

ان لوگوں نے بہت بہتر کہا۔ اور پھر شاید کچھ پوچھنا بیکار سمجھا۔ وہ بتائے ہوئے پتہ پر چل دئے۔ قاعدہ ہے کہ ایک بیگناہ شخص کو ستانے والے خواہ کیسے ہی جوانمرد کیوں نہ ہوں اور ظلم سہنے والا آدمی کتنا ہی کمزور ہو مگر ظالم ہمیشہ ڈرتا ہے اور قدرت نے اُسکے دل میں خوف ڈال رکھا ہے۔ کہ وہ خوف خاص اس وقت دور ہو سکتا ہے جب بدبختی اور خدا کی ناترسی پوری پوری اس کے دل میں اثر کر جاتی

ہے تب بھی ایسا آدمی کسی ایسے بد ارادہ سے نکلتا ہے تو ہزاروں جگہ دم لیتا ہے ٹھہرتا ہے اُس کے نتیجہ پر غور کرتا ہے تب بڑی مشکل سے اپنے قدم کو جو خود بہ خود سنو سنو سن کے ہو جاتے ہیں اُٹھانے پاتا ہے۔

ان آدمیوں کا یہی حال ہوا۔ وہ وہاں پہونچ گئے مگر ایک پوشیدہ جگہ کچھ اس قسم کی باتیں آپس میں کرتے رہے جن سے ہراس ظاہر ہوتا تھا۔ اتنے میں انھیں ایک دردانگیز آواز آئی اور وہ اُسے سُننے لگے یعنی متوالا جوگی پہلے یہ غزل گانے لگا۔ اور بعد کو اُس نے اور ۲ اور باتیں کیں جو غزل کے بعد ہمیں کہنی پڑیں گی۔ غزل یہ ہے۔

غزل مصنف

مایوس کا ترے جو تماشا کرے کوئی
ارماں کرے کوئی نہ تمنا کرے کوئی
کیا ہوگا جمع کرکے دل لخت لخت کو
کیا فائدہ جو پھول کا غنچہ کرے کوئی
اللہ رے ہیں کہ دیکھ بھی سکتا نہیں تجھے
اللہ رے نوکر بس تجھے دیکھا کرے کوئی
جیسا سلوک آپ نے دل سے میرے کیا
ایسا کیا کسی نے نہ ایسا کرے کوئی
اب کس قدر یہ منظر الفت ہے یاس خیز
عبرت کی آنکھ سے جو نظارہ کرے کوئی
موقوف وصل یار ہے گویا وصال پر
اک عمر چاہیے کہ تمنا کرے کوئی
وہ مے پلائی جس کا نشہ ضبط ہی ہو
پھر حکم یہ دیا کہ نہ غوغا کرے کوئی

اے دل تو اس سریلی درد بھری آواز ہی نے سب کو مدہوش اور محو حیرت بنا دیا اور مایوسانہ ایک دوسرے کا منھ تاک کر رہ گئے۔ اس کے بعد میں ان درد بھرے جملوں کا سننا اُن کے واسطے اور بھی قیامت کا سا سماں تھا

ہائے عاشق خانہ خراب تو نے مجھے کیا سے کیا کر دیا۔ ایک دن تھا کہ سوہان سنگھ میرا ادب کرتا تھا اس جیسے کی میرے سامنے کوئی بنیاد کوئی ہستی نہ تھی۔ وہ عزت بھی کرتا تھا اور مجھ سے ڈرتا بھی تھا مجھے یاد نہیں پڑتا کہ اُس نے میرے سامنے باوجود میرے مذاق کے کوئی جوابی کلمہ بھی منھ سے نکالا ہو۔ یہ وقت ہوتا تھا اور میرے نوکر میرے آرام کے واسطے میری مسہری کو کھینچ کر تیار کر دیا کرتے تھے۔ میں اور میرے ہم جلیس یا میرے دوست۔ میرے رازدار اس فرصت

کے وقت کی قدر کرتے تھے اور اسے خوش گپیوں سے گذار دیتے تھے۔ کوئی رنج کوئی غم مجھے نہ ہوتا تھا نہ میں اُس کی تمنا اور فکر کرنے کے واسطے چوسر یا شطرنج یا گنجفہ کی بازی کھیلا کرتا تھا - ہائے یا وہ وقت تھا یا یہ وقت ہے کہ ایکدم کوہ الم میرے اوپر ٹوٹ پڑا - اور اب جس طرف دیکھتا ہوں غم ہی غم ہے - ؎

جس دل میں رہتی تھی خوشی غم اسمیں مہمان ہے
وہ بھی خدا کی شان تھی یہ بھی خدا کی شان ہے

مانا کہ ایک جگہ سے میں چھوٹ گیا مگر مقدر نے دوسری جگہ لا پھنسایا۔ آج میں ایک فقیر کی حیثیت سے اپنے دوست کا مہمان ہوں - اور اُسکی نظر میں میری وہی عزت وقعت ہے جو ایک فقیر کی ہونا چاہیے۔ مگر کاش میری محنت وصول ہو اور جس کی تمنا یہاں تک مجھے کھینچ کر لائی ہے میں ایک نظر اس کو دیکھ لوں - تو میرے رنج و غم خوشی سے مبدل ہو جائیں - اور میں اس تلخ کامی پر بھی شادکام ہو جاؤں - اے خدا اگر غم کا ثمرہ خوشی ہوتا ہے تو مجھے بھی جلد اس نتیجہ پر پہونچا دے -

بڑی دیر تک یہ سب آدمی راجکمار کی باتیں سنتے رہے - مگر جب ان کی باتوں کا سلسلہ ٹوٹ ہی نہ سکا - اور اُنھوں نے سمجھ لیا کہ جوگی - جوگی نہیں ہے کوئی اونچے گھرانے کا آدمی ہے مگر چونکہ عشق سر پر سوار ہے لہذا اُس کا یہ حال ہو رہا ہے - اب جو کچھ دھن لگ گئی سو لگ گئی - اس کا چھوٹنا محال اور غیر ممکن ہے -

اُدھر مہاراج ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے اور دیر ہونے سے عتاب کا اندیشہ ہے اس سے یہ بہتر ہے کہ جس کام کے لئے آئے ہیں وہ کام کریں سب آدمی اس خیال کے آتے ہی آگے بڑھے کمار نے جوں ہی انکو دیکھا اُنھوں نے اپنی باتوں کا سلسلہ ختم کر دیا اور آنے والوں کی کارروائی کے منتظر رہے - چپکے چپکے اپنی جیب سے ایک چھری نکال لی -

ایک آدمی - (کمار سے) آپ ہمارے ساتھ چلئے -

کمار - کہاں چلوں -

آدمی - جہاں ہم چاہیں اور جسطرح چاہیں

راجکمار - میں یہاں مہاراج کے حکم سے ٹھہرا ہوں نہیں جا سکتا -

غرض کہ دونوں طرف سے اصرار و انکار ہونے لگا اور نوبت بانجا رسید کہ زبردستی کی کارروائیاں ہونے لگیں۔ ایک اور تین چار کا مقابلہ ہی کیا پھر وہ بھی ایک کمزور اور دوسرے طاقتور لہذا وہی نتیجہ ہوا جو ہونے والا تھا۔ یعنے اگرچہ کمار کی پھرتی اور صفائی کی بدولت یہ سب لوگ زخمی ضرور ہوئے۔ مگر پھر بھی کمار کو گرفتار ضرور کر لیا اور کشاں کشاں ہنومان سنگھ کے پاس لے آئے۔

کمار کی صورت دیکھکر۔ اور انھیں مجبور پاکر ہنومان کے غصہ نے بھی خوب ترقی کی۔ اور یہ باتیں اس کی زبان سے نکلیں۔

ہری سنگھ میں نے تجھے اسی وقت پہچان لیا تھا۔ مگر ضرورت کی وجہ سے میں تجھ سے کچھ نہ کہہ سکا تھا۔ آج تو نے میرے ساتھ جو بدمعاشیاں کی ہیں وہ ایسی ہیں کہ اُن کی سزا یہی ہے کہ تو ہمیشہ میری قید میں رہے۔ اور کبھی تجھے آزاد نہ کیا جائے۔

کمار۔ میں نے اس وقت تک تیرے ساتھ کوئی بدسلوکی نہیں کی۔ اسوقت بے یار و مددگار سمجھ کر جو کچھ تیرے جی میں آئے وہ کر۔ مگر یاد رکھ کہ بہت جلد میں تجھے اس کے بدلے کو پہونچا دوں گا۔ کیا تو صرف اس خیال سے مطمئن ہے کہ میری اس حرکت کی کسی کو خبر نہیں ہے۔ دیکھ یاد رکھ کہ خدا دیکھ رہا ہے۔ ترازو اُس کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جس طرف سے دیکھے گا کہ ظلم کا پلہ جھک گیا فوراً اُس کو معقول سزا دے گا میری گرفتاری اور میری تکلیف کوئی معمولی بات نہیں ہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ ریاست اور یہ نوکر سب تیرے ہاتھ سے نکل جاوینگے اور آخر میں تو اول تو دربدر کی خاک اُڑائے گا اور پھر تیری گردن ہوگی اور طوق آہنی تیرے ہاتھ پاؤں ہونگے اور میری زنجیر اور قیدخانہ۔ تو مجھے التجائیں کرے گا تب بھی تیرے کرتوتوں کی وجہ سے شاید مجھے تیرے اوپر رحم نہ آئے گا۔

ہنومان سنگھ۔ اپنا میری طرف نہیں ہوئی۔ دیکھ لے اور سوچ لے کہ تو نے کیا کیا۔ اس کی سزا یہ تھی کہ تجھے اسی وقت میں قتل کرا دوں۔ مگر اب بھی رحم سے کام لیتا ہوں

اور صرف قید پر اکتفا کرتا ہوں۔
اور یہ بھی اچھی طرح سمجھ لے جس
بے بہا موتی کو میرے ہاتھ سے تونے
نکلوا دیا وہ کبھی تیرے گھر کا چراغ
نہیں ہو سکتا۔
کمار۔ بس بس اب زیادہ فضول باتیں
بنا کر میرا وقت ضایع نہ کر۔ میں نے
اب تک کچھ نہیں کیا اب سب کچھ
کروں گا۔
ہنومان سنگھ (اُن آدمیوں سے)
تم لوگ میرے پاس آؤ۔
سب بدمعاش آئے اور ہنومان سنگھ
نے آہستہ آہستہ اُن سے کچھ باتیں کیں
جس کے بعد وہ لوگ کمار ہری سنگھ
کو کشاں کشاں ایک طرف لے چلے
اور اس مکان کے دروازے سے نکل گئے

تیرھواں باب

موہنی رانی جس وقت کہ کچھ تو
بادل ناخواستہ وخاطر برداشتہ
راجکمار ہری سنگھ کو صرف اپنی جان
کے خوف سے رخصت کر کے
قلعہ میں آئی تو اس کی بری حالت
تھی بار بار وہ ضبط کرتی تھی۔ مگر آنسو
نکل آتے تھے۔ وہ ایک کونے میں
بیٹھ کر دیر تک روتی رہی اور سوچتی
رہی کہ ہائے
اسکے جاتے ہی یہ کیا ہوگئی گھر کی صورت
نہ وہ دیوار کی صورت نہ وہ در کی صورت
مگر جان کا خوف برا ہے۔ مجبور
خاموش ہوگئی اور خیال پیدا ہوگیا
کہ کہیں ایسا نہ ہو قطاس آجائے
اور میرا فضیحتہ کرے۔
ایک طرف سے چمپا آگئی۔ وہ
سمجھانے لگی کہ رانی کچھ فکر نہ کرو جو
کچھ ہوگا دیکھا جائے گا۔ کوئی نہ کوئی
سبب ایسا پیدا ہو جائے گا کہ یہ
مر جائے گا تو پھر تم یہاں آجانا اور
یہ تو ہر طرح تمھارے قبضہ میں ہے
جب چاہے بلالینا۔
رانی۔ خیر دیکھا جائے گا۔
اتنے میں وہ باندی بھی آگئی جو
قطاس کی صورت بنی ہوئی تھی
جسے آپ بھی پہچان گئے ہوں گے
جو چمپا کے ساتھ آپ نے کمار کے
پاس دیکھی تھی یہ وہی باندی تھی
اس نے آتے ہی اپنی دھاک بٹھانے
کے لئے رانی کو گھورا۔ اور غصہ کی
آواز میں اُس سے پوچھا۔

نقلی جادوگر۔ کیوں مرگ نینی تم
نے ہمارے حکم کی تعمیل کی۔
مرگ نینی۔ ہاں کیوں نہ کرتی۔
اگرچہ رانی نے یہ کہہ تو دیا۔ مگر
وہ اُس کی صورت کو بغور دیکھنے لگی
اور آخر وہ یہ کہہ کر کہ اچھا آپ ذرا
ٹھہریئے تو سہی۔ یہ کہکر وہ بھاگی ہوئی
چلی گئی۔ اور جا کر اُس نے وہ صندوقچہ
کھولا جس میں قسطاس کی تصویر رکھی ہوئی
تھی۔ تصویر تو ہر کونے میں دیکھا مگر
اُسے نہ ملی (کیونکہ آپ کو یاد ہوگا
چمپا نے وہ تصویر یہاں سے نکال
لی تھی۔ اور اب تک اُسے یہاں
رکھنے کی فرصت نہ ہوئی تھی۔ تصویر
نہ ملنے پر فوراً اُس کا شبہ پختہ ہوگیا۔
اور وہ سمجھ گئی کہ مجھ سے عیاری کی گئی
ہے اور کلمار کو یہ مکر آزاد کرایا گیا ہے
اس میں ہو نہ ہو چمپا نے سازش کی ہے
کیونکہ اُس کی محبت کا ایک مرتبہ
مجھ سے تذکرہ ہو چکا ہے اور دوسرے
یہ کہ ان بھیدوں کی کسی دوسرے کو
خبر نہ تھی۔ وہ جھلائی ہوئی شیرنی
کی طرح باہر آئی اور اُس نے آکر چمپا
کے چہرہ اور اس کے ساتھی کے رنگ
کو متغیر پایا جس سے وہ اور بھی آگ بگولہ
ہو گئی اور اُس نے چمپا سے پوچھا
چمپا بتاؤ اُسکی وہ تصویر کہاں ہے
چمپا کانپ اُٹھی اور اس نے جواب
دیا۔ کہ مجھے کیا معلوم۔
مرگ نینی۔ دغاباز یہ تو نے مجھ سے
بڑی دغا کی۔ میرا تیرے اوپر بھروسہ تھا
مگر آہ میں تجھے یہ نہ سمجھی تھی کہ تو ایسی
دغاباز نکلے گی۔
چمپا۔ آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں میں
نہیں سمجھی۔
مرگ نینی۔ ابھی بتاتی ہوں کہ تو نے
کیا کیا ہے۔ میں تیرے عشق و محبت کا
ابھی تجھے مزا چکھاؤں گی۔ کس کو یہ
طاقت تھی کہ بجز قسطاس کے یا تیرے
مجھے سحر کرنے سے باز رکھے۔ تو نے ہی
وہ ترکیب کی کہ جس سے میں اسوقت
تک سحر کرنے سے معذور ہوں۔
یہ کہہ کر وہ دوسری طرف مخاطب
ہوئی۔ اور نقلی جادوگر سے کہنے لگی
اب بھی کچھ نہیں گیا ہے بہتر یہ ہے
کہ تو خود اپنے ہاتھ سے اپنی جھلی کو
اُتار دے اور اپنی اصلی صورت
دکھا دے ورنہ مجھکو تو جو کچھ کرنا ہے
وہ میں ضرور کروں گی۔ اور پھر تیرے
ساتھ بھی کسی صورت سے درگذر نہ ہوگی

نقلی جادوگر پر اسقدر رعب بیٹھا
کہ اُس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے
اور وہ کانپنے لگی اور اپنے ہاتھ سے
اپنے منھ پر سے جھلی ہٹا کر اُس نے
ایک باندی کی صورت بنالی جسکا
نام مینا تھا۔

رانی کا غصہ اب اور بھی بڑھ گیا
اور اُس نے یہ کہا کہ کیوں ری مردار
مینا اپنے آقا کے ساتھ یہ نمک حرامی
جس ہانڈی میں کھائے اسی میں چھید۔

مینا۔ رانی مجھے معاف کردو۔ میں نے
جو کچھ کیا وہ لالچ سے یا چمپا کے
مجبور کرنے سے کیا۔ ورنہ مجھ سے یہ
حرکت سرزد نہ ہوتی۔ رات چمپا نے
پہلے مجھے انعام دیا اور بعد اُس کے
میں نے اُسکی صورت بنائی اور اُس نے
قسطاس کی۔ پھر جو کچھ ہوا وہ آپ
کے سامنے ہوا۔ یہ اب بھی راجکمار
ہری سنگھ سے ملنے گئی تھی بلکہ اس
ارادہ سے گئی تھی کہ اُسی کے ساتھ
نکل جائے۔

رانی۔ بدذات نمک حرام چمپا تو نے
سنا کہ یہ کیا کہہ رہی ہے۔

چمپا۔ ہرگز یہ سچ نہیں ہے۔ میں
رات کو ہوش میں ہی نہ تھی کہ ایسا
کرتی بلکہ مجھے تو اس وقت جو ہوش
آیا ہے تو میں نے اپنے آپ کو ایک
کونے میں بیہوش پڑا ہوا پایا تھا۔
جس سے میں فوراً سمجھ گئی تھی کہ
میرے بیہوش ہونے میں کوئی خاص
بات ہے اور رات ضرور کوئی نہ کوئی
سنگین واردات ہوئی ہے۔ چنانچہ
جب میں ہوشیار ہو کر وہاں سے
اُٹھ کر آئی ہوں۔ تو اسی مینا نے
مجھ سے یہ کہا کہ رات کام تو بن گیا
تم نے کمال کیا کہ مجھے اپنی صورت
بنا کر بیہوش کیا اور خود قسطاس کی
صورت بن کر رانی کو آمادہ کر دیا
کہ کمار کو چھوڑ دے۔ میں اس کے
کہتے ہی یہ سمجھ گئی کہ کوئی نہ کوئی بات
ضرور ہوئی اور میرا خیال صحیح تھا مگر
میں نے اس سے چھپایا۔ اور فوراً
تلاش کرتی ہوئی اسے لیکر وہاں گئی
جہاں سے آپ پہلے کمار کو لائی تھیں
اور آج کمار کو چھوڑ آئیں تھیں کیونکہ
یہ اسی کے قصہ سنانے سے معلوم ہو گیا
تھا کہ آپ نے رات قسطاس کے ڈر
کی وجہ سے اقرار کر لیا تھا کہ ہری سنگھ
کو وہیں چھوڑ دیا جائیگا جہاں سے
میں لائی ہوں۔ وہاں میں اسوقت

اس نیت سے گئی تھی کہ آپ سے بیہوش کر کے لے آؤں اور آپ کے حوالہ کر کے آپ کو سب قصہ سنا دوں۔ بہت جو مینا کو اس کی صورت بنایا اسمیں خاص وجہ یہ تھی کہ میں آپ کو بتا دوں کہ رات اس صورت سے ایسا معاملہ ہوا۔ اور اس سے میں نے رات کے کہنے پر عمل ہو جانے کے واسطے صرف اس لئے دریافت کرایا کہ مجھے ساری باتوں کی آپ کی زبان سے تصدیق ہو جائے کہ کمار اس صورت سے آزاد ہوئے اور اس بہانے میں اس جرم سے بری ہو جاؤں کہ جو لوگوں کی افسانہ تراشیوں کی بدولت میرے سر تھوپ دیا گیا ہے۔ یعنی کمار کی محبت کیونکہ اگر آپ سے بھی مثلاً یہ کام بیہوشی میں کیا ہوتا تو آپ تصدیق نہ کرتیں۔ تو میں اس سے تصدیق کراتی۔ اور اس حالت میں کہ جب آپ نے اس واقعہ کا اقرار کر لیا ہے تو بھی میں اب آپ سے یہ سننے کی مستحق نہیں رہی کہ کمار کو تو نے نکال لیا ہوگا اور جو کچھ کیا تو نے کیا۔ شکر ہے کہ سب معاملہ آپ کے سامنے صاف ہو گیا۔

رانی معاملہ کی تہ کو پہونچی ہو یا نہ پہونچی ہو مگر ہمارے ناظرین کو ضرور یہ بات معلوم ہو گئی ہوگی۔ کہ چمپا کی یہ سب تقریر مصنوعی تھی۔ اس نے اس سے اپنے آپ کو اور اپنی سہیلی کو دونوں کو بچانا چاہا اور رانی کو مذبذب کر دیا۔

رانی۔ اول تو یہ سب باتیں غلط ہیں۔ میں نے فرض کر لیا کہ یہ سب صحیح بھی ہیں تب بھی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ میرا راز دار بجز تیرے اور کون ہے

چمپا۔ میں سچ بات سے ہرگز انکار نہ کروں گی۔ ہاں یہ صحیح ہے اور بالکل صحیح ہے کہ میں نے راز کو چھپایا نہیں اور متفرق اور مختلف آدمیوں کو اپنا راز دار بنایا۔

رانی۔ یہ جرم بھی کچھ کم نہیں ہے۔

چمپا۔ اسکی جو چاہیئے سزا دیجیے۔۔۔ مگر ہاں وہ بات جو میں نے نہ کی ہو اس کا میں کبھی اقرار نہ کرونگی خواہ میرا خون بہا دیا جائے۔ میں اگر آپ کے نزدیک مجرم ہوں تو یہ کر سکتی ہوں کہ ہری سنگھ کو لا کر دام میں پھنسا سکتی ہوں مگر اس کے سننے کی روادار نہیں ہو سکتی کہ جو دغابازی ہے کیونکہ میں نے یہ قصور نہیں کیا ہے۔

رانی - اچھا بیٹا تم صاف صاف مان لو

مینا ہوشیار تھی وہ تقریر کے پہلوؤں پر نظر ڈال کر یہ سمجھ گئی تھی کہ چمپا نے وہ چال چلی ہے جس سے میں بھی بچ جاؤں گی اور یہ بھی۔ اب مجھے اسکے خلاف کچھ نہ کہنا چاہیئے۔ اس لئے اُس نے یہی جواب دیدیا کہ رانی اور مجھے کچھ بھی معلوم نہیں ہے مجھے تو جو کچھ کیا چمپا نے کیا نہیں معلوم وہ یہ تھی یا اسکی صورت کی کوئی اور عورت تھی۔ باقی لالچ میں آکر میں نے یہ جرم کیا۔ اب اگر آپ معاف کردیں گی تو آپ کی شان سے بعید نہیں ہے۔ اور نہ معاف کریں تو میں مجرم ضرور ہوں۔

چمپا - پیاری رانی میں نے ہمیشہ تمھارا ساتھ دیا۔ یہاں تک کہ اپنی زندگی خراب کرلی پھر بھلا تم خود ہی یہ سوچ لو کہ میں اس معاملہ میں تمھارے ساتھ کیا دغا کرتی۔

رانی - صرف ان ہی باتوں پر خیال کرکے تا تحقیق میں اس معاملہ کو ملتوی رکھتی ہوں اگر تحقیق ہوگیا تو پھر جیسا مناسب ہوگا کروں گی۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ جو کچھ فیصلہ کروں گی وہ صرف تمھاری زبان سے سنے ہوئے الفاظوں پر۔ وہ بھی اُس وقت کہ جب دوسرا گواہ موجود ہو۔ دوسرے یہ کہ یہ ضرور ہے کہ اگر تم نے نہیں تو ضرور کسی اور نے یہ کارروائی کی ہے تم بھی کوشش کرکے جلد سے جلد اُس کا پتہ لگاؤ۔

ہائے چمپا بڑا غضب کیا کہ تم نے کسی کو رازدار بنایا۔

اس وقت بات رفت وگذشت ہوگئی۔ مگر دوسرے روز رانی علی الصباح اُٹھی اور اُس نے دیکھا کہ چمپا ابھی تک سو رہی ہے۔ فوراً اُس نے ایک آئینہ نکالا۔ اور چمپا کے منھ کے سامنے رکھا۔ تھوڑی دیر پیچھے چمپا نے آنکھیں کھولیں اور اُس نے گفتگو کرنی شروع۔ اول سے آخر تک تمام قصہ سنا دیا جو کچھ اُس نے کیا تھا۔ کمار سے محبت اور اُس کو عیاری کرکے قید سے چھڑانے وغیرہ کا سب حال سنا دیا۔

اس درمیان میں کہ وہ تمام حال سنا رہی تھی کئی ایک اور بادہ باندیوں کو بھی بلالیا۔ اور سب سے کہدیا کہ جو کچھ چمپا نے تمھارے سامنے کہا ہے

تم سب اس کی گواہ رہنا۔
سب نے جواب دیا کہ سنی اور دیکھی بات کو کون جھٹلا سکتا ہے۔
اس کے بعد چمپا کو جب ہوش آیا یا یہ الفاظ دیگر وہ اپنی نیند سے چونکی تو رانی نے چمپا کو طنز سے سلام کیا اور کہنے لگی کہ چمپا۔

جو جو اسرار تجھے نہانی
سب تجھ سے سنے تری زبانی
کیا لطف جو غیر پردہ کھولے
جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے
چاہا تھا کروں سرے سے پامال
کر شکر سمجھ کہ ہے خوش اقبال
کیا کہیئے کہ صورت اور کچھ ہے
وقت اور ضرورت اور کچھ ہے

چمپا۔ میں نے آپ سے کب کچھ اقرار کیا ہے۔ سوائے اُس کے جو کچھ کہا تھا وہ پہلے ہی کہا تھا۔ اور آپ سے کب کچھ اس کے متعلق کہا سنا ہے۔
رانی۔ صرف اسی وجہ سے کئی ایک کو گواہ کر لیا ہے۔
یہ کہہ کر اُن باندیوں کو بلایا جو اس وقت موجود تھیں جب چمپا نے ساری کہانی اپنی زبانی سنائی تھی۔ رانی نے اسی وقت کئی ایک عورتوں کو حکم دیا کہ چمپا کو اُسی وقت طوق و زنجیر پہناؤ اور زندان خانہ طلسمی میں کسی خاص کوٹھری میں تا بفیصلہ ثانی مقفل رکھو۔
صرف حکم کی دیر تھی۔ اشارہ پاتے ہی چمپا غریب کے ساتھ وہی سلوک ہوا جو رانی نے چاہا تھا۔ رانی نے اُسی وقت ایک اور کنیز کو بلا کر کہا انتظام قلعہ تمھارے سپرد کرتی ہوں اور میں چند روز کے واسطے رخصت ہوتی ہوں یہ کہکر لباس بدلا۔ اور یہ کہتی ہوئی قلعہ سے چلدی۔

جو جیتی رہی پھر بھی مل جاؤنگی
وگرنہ کیے کی سزا پاؤں گی

چودھواں باب

عین آدھی رات کی اندھیری کا سماں ہے۔ تاریکی کسی بدبلا کی طرح لپٹی پڑتی ہے۔ جنگل میں اگر کسی کی آواز آتی ہے تو وہ گیدڑوں کی یا کبھی شیر کے غرانے کی کہ جنگل کانپ اُٹھتا ہے۔ بن اور بن بھی وہ بن جس میں دن کو آدمی کا پتہ پانا ہوتا ہے اور خوف کی وجہ سے

جی نہیں چاہتا کہ اندر قدم رکھیں اِس وقت بہت ہی بھیانک منظر دکھا رہا ہے - اور آدمی تو کہاں۔آدمیوں سے ڈر کر اسی میں رہنے والوں کو بھی ڈرا رہا ہے - وہ جانور جو دن بھر اس میں سیر گشت کرتے ہیں اس وقت کسی درخت کی آڑ میں چھپے کھڑے ہیں اور بہت سے یہاں سے کوچ کر کے آبادی کی طرف آ گئے ہیں -

یہ وہی بن ہے جس کی سیر آظر بن موتی کے ساتھ کر چکے ہیں جو طوطا گڈھ کے حوالی میں واقع ہے - جس میں آپ نے پھول وتی اور اس کے چچا اور موتی کی رتھ کو غائب ہوتے ہوئے دیکھا ہے - لہذا ہم اسی وقت سے اپنے قصہ کو شروع کرتے ہیں کہ جب یہ لوگ اس بن میں پہونچے تو پہونچتے ہی پھول وتی اور اس کے دونوں ساتھی رتھ سے اترے - اور پھول وتی نے دیکھا کہ وہی کل والے آدمی اسوقت بھی موجود ہیں اُسکے دل میں بدگمانیاں تو پہلے ہی سے پیدا ہو گئی تھیں اور کچھ خوف تو ہو ہی گیا تھا - رتھ کے یہاں ٹھہرنے اور ان آدمیوں کے موجود ہونے سے اور بھی اُسے ڈر معلوم ہوا - اور فوراً اُسے موتی کی وہ بات یاد آ گئی جو اُس نے کہی تھی کہ موتی تمھاری جانی دشمن ہے مگر کیا کرتی وقت ہاتھ سے نکل چکا تھا بے بس تھی - کچھ بھی نہ کر سکی اور مجبور اُن دونوں کے ساتھ اسی جگہ ایک دری پر جو پہلے ہی سے بچھی ہوئی تھی بیٹھ گئی

اب موتی سے اس کے چچا نے کہا کہ موتی تم آ جانا میں تنہا جاتا ہوں -

موتی - ہاں مہاراج آپ جائیے -

پھول وتی - آپ کہاں جاتے ہیں

مہاراج - میں صرف بدنامی کے خوف کی وجہ سے تم سے پہلے اپنی ریاست میں پہونچا جاتا ہوں تم موتی کے ساتھ پھر آ جانا - یوں ساتھ جانا مناسب نہیں ہے -

پھول وتی - ظاہرا کوئی نقصان تو نہیں ہے - دوسرے یہ کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی وہ جگہ دور ہے جہاں ہم لوگوں کو جانا ہے - سو آپ پیدل تو نہ جا سکیں گے -

مہاراج - تم اسکی فکر نہ کرو -

یہ کہہ کر وہ چل دئے اور بن میں غائب ہو گئے پھر پھول وتی کو یا کسی کو - معلوم نہ ہوا کہ وہ کہاں گئے - اور انھوں

نے کیا کیا۔

پھول وتی اور موتی کو کچھ دیر ابھی اور گذری ہوگی کہ اتنے میں انھوں نے دیکھا کہ ایک آدمی جو انھیں سب میں سے تھا۔ آرہا ہے اور بہت جلد جلد قدم رکھتا ہوا چلا آتا ہے۔ دور سے آنے کی وجہ سے ہانپتا ہے۔

اس آدمی نے آتے ہی موتی کو علیٰحدہ بلایا۔

موتی۔ کیوں کیوں خیر تو ہے۔

آدمی۔ بس جلد آپ میرے ساتھ آئیے دیر نہ کیجیے۔

موتی۔ آخر وجہ بھی بتاتے ہو یا یوں ہی

یہ کہہ کر موتی اٹھی اور اس شخص کے ساتھ ساتھ چلی۔

موتی۔ اب کہو تم مجھے کیوں لائے ہو

آدمی۔ دیکھیے نا جیسے آپ نے مجھے پہرے پر مقرر کیا تھا تو میرے اوپر تو یہ فرض تھا کہ آپ کو ہر اچھی بری بات کی خبر دیدوں۔

موتی۔ ہاں یہ تو ضرور ہے۔ پہرہ پر مقرر کرنے کی صرف غرض ہی یہی ہوتی ہے

آدمی۔ میں نے دیکھا کہ ایک آدمی ایک درخت کے پیچھے چھپا ہوا کھڑا ہے اور اپنا لباس تبدیل کر رہا ہے۔ جسے دیکھکر میں سمجھ گیا کہ یہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اگر ہے تو طوطا گڈھ کا کوئی عیار ہے ورنہ بھلا بھلے آدمی کا یہاں اس وقت کیا کام ہے پھر میں نے سوچا کہ اگر اسے یوں ہی چھوڑ دیا گیا تو ضرور یہ کوئی نہ کوئی فساد عظیم برپا کرے گا۔ اور اگر اس سے کچھ کہا گیا تو بھی کچھ مصیبت ہے ممکن ہے کہ یہ میرے ساتھ کوئی جھگڑا کھڑا لائے گا اس سبب سے میں نے یہ مناسب جانا کہ آپ کو خبر دے کریں اپنا فرض ادا کر دوں آیندہ جو کچھ آپ کی مرضی ہو اور جو بات آپکی رائے میں بہتر معلوم ہو وہ کی جائے۔

موتی۔ بھوندو (یہ پہرہ دار کا نام ہے) تم نے بہت ہی اچھا کیا۔ یہ بات ایسی ہے کہ اس پر تمھیں انعام دیا جائے۔ عقلمندی امانت اور پہرہ داری کا یہی کام ہوتا ہے۔ اگر تم اس کے خلاف کرتے تو برا ہوتا۔

بھوندو۔ میں تو آپ کا داس ہوں آپ کا شاگرد ہو کر مجھ سے یہ غلطی ہونا ذرا دشوار سی بات ہے۔ اور کوئی ایسا کرے تو کرے ہم لوگ دھوکہ نہیں کھا سکتے

موتی اور بھوندو بن میں چلتے چلتے بہت دور نکل گئے۔ قریب ایک میل کے نکل کر موتی بھوندو سے کہنے لگی۔ کہ آخر تم نے کہاں دیکھا تھا اب تو کنارہ بھی بہت قریب آگیا۔ اور یہیں تمہارا پہرہ بھی تھا۔

بھوندو۔ دیکھیے وہ سامنے جو بڑا سا درخت ہے میں نے وہیں دیکھا تھا۔

قہر درویش بجان درویش مجبور ہوکر موتی کچھ دور اور آگے چلی اور آخر اُس درخت کے پاس بھی پہونچ گئی جہاں ایک غیر آدمی کا اُسے پتہ لگا تھا مگر یہاں کوئی بھی نہ تھا۔

موتی نے نہایت ہی جھلا کر بھوندو سے کہا یہاں وہ نہیں ہے تو نے مجھے ناحق کو پریشان کردیا تجھے دھوکہ ہوا کوئی آدمی ہوگا۔ تو سایہ سے ڈر گیا۔

بھوندو۔ نہیں ایسا نہیں ہوا۔ میں نے ضرور آدمی دیکھا تھا۔

موتی۔ تو اب دکھا کہاں ہے۔

بھوندو۔ اچھا یہ تو بتاؤ اب تمھاری کیا صلاح ہے۔ پھول وتی کو تم کہاں لے جاؤ گی۔

موتی۔ ارادہ ہے کہ اب یہیں سنگل دیپ کو بلالیں گے اور اُن سے انعام لے کر پھول وتی کو اُن کے حوالہ کردیں گے۔ پھر وہ جو چاہیں کریں۔ اُنھیں اختیار ہے۔ عیاروں کا جتنا کام ہے وہ سب ہم نے کردیا اور ہم سے کیا واسطہ بلکہ ہم نے اُن کے پاس آدمی بھی بھیج دیے ہیں۔ اور یقین ہے کہ وہ یہیں آجائیں گے تمھیں دیکھو کہ کیسی کیسی تلاش کرکے ہم نے پھول وتی کا پتہ لگایا۔ اور کس قدر جانکاہیوں سے اُسکو راضی کیا کہ وہ ہمارے ساتھ چلے اور کن کن مصیبتوں اور عیاریوں سے ہم اُس کے پاس پہونچے۔ کوئی میرے ہی دل سے پوچھے کہ کیسی مصیبتیں اور زحمتیں میں نے اٹھائی ہیں۔ مگر خیر شکر ہے کہ منزل مقصود پر پہونچ گئے۔

بھوندو۔ مگر اتنا غنیمت تھا۔ کہ منوہان سنگھ کے یہاں کوئی تمھاری مخالفت پر کمربستہ نہ تھا۔ اگر ہوتا تو اور دقت ہوتی۔

موتی۔ واہ ایک بڑی مخالف تو سونگا ہی تھی۔ جس نے پھول وتی کے پاس رہ کر بڑا رسوخ پیدا کرلیا تھا

اور جہاں تک میرا خیال ہے وہ بھی
کوئی عیار ہی ہے۔ اور یقینی مجھ
جیسا اگر کوئی اس کے مقابلہ پر ہوتا
تو وہ مات دیدیتی۔ مگر وہ مجھ سے
تو ضد کرکے نہ وہ سرسبز ہو سکتی تھی
نہ ہوئی۔ اور اس کی وجہ سے
بہت سی دقتیں اُٹھانی پڑیں۔
بھونارو۔ اچھا اب کیا کیجیے گا۔
موتی۔ مجبوری پھر وہیں واپس
جانا پڑے گا۔
بھونارو نے یہ جواب سُنکر فوراً
اپنی جیب سے ایک گولہ نکالا۔
اور زمین پر مارا۔ گولہ پھٹا اور فوراً
چاروں طرف اُس کا دھواں پھیل
گیا جس کے بعد ہیں فوراً موتی کو ایک
چھینک آئی اور وہ بیہوش ہوکر گر پڑی
بھونارو نے ایک رسی نکالی
اور اُس سے مصنوعی موتی کے ہاتھ
پانوں کس کر باندھ دئے۔ بعد
ایک بیہوشی دور کرنے کی پڑیا نکالی
اور موتی کو سنگھائی جس سے اُسے
معاً ہوش آگیا۔
بھونارو۔ کہو اب کیا کہتے ہو بہت
شیخی بگھار رہے تھے۔ کیا عیاری
اسی کا نام ہے کہ ایک معمولی سی
عیاری بھی سمجھ میں نہیں آئی اور چاروں خانے
چت گر پڑے۔ مونگا وہ مونگا۔ جسکے
سامنے سیکڑوں عیار پانی بھرتے
ہیں۔ جس کی ایک ایک بات میں
سو سو عیاریاں پوشیدہ ہیں تم یہ سمجھے
کہ اُس کو ہم نے مات دیدیا۔ بھلا
تم اُسے کیا مات دیتے کیا پدی اور
کیا پدی کا شوربا۔ لو اب اچھی طرح
پہچان لو یہ وہی مونگا ہے جسکے سامنے
تم اسوقت دست بستہ پڑے ہوئے ہو
اور قید او آزادی تو درکنا تمھاری موت
اور تمھاری زندگی کا بھی فیصلہ اُسکے
ہاتھ میں ہے۔ اگر وہ چاہے تو تم کو ابھی
ابھی خاک میں ملا سکتی ہے۔ مگر صرف
یہ سزا تمھارے واسطے کافی ہے کہ
کم سے کم دو چار روز تک تم یہاں اپنی
سزا بھگتو۔ پھر دیکھا جائیگا مناسب
ہوگا تو تمھیں چھوڑ دینگے اور اگر مناسب
نہ ہوگا تو نہ چھوڑیں گے۔
یہ کہکر مونگا نے جو اس وقت
بھونارو بنا ہوا تھا بے بس موتی کو
جو معلوم ہوا کہ منگل سین کا عیار تھا یہ
کہکر اور بھی چکا دیا کہ دیکھو دراصل
پھول وتی کو جس سے محبت ہے
وہی اس کا زیادہ تر مستحق ہے۔

تجھے کچھ حق نہیں ہے کہ تو اُسے ظالم منگل سین کے پاس پہونچا دے۔ نہ اور کوئی شخص اس قابل ہے کہ دنیا میں اُس کا بر بن سکے اگر ہے تو وہ ہری سنگھ ہے جس کا میں عیار دلجیت سنگھ ہوں۔ جو صرف اسی ارادہ سے گھر سے نکلا تھا۔ اور بغیر کمار کی اطلاع کے یہاں تک آیا تھا میں ایک فقیر کی صورت بنا اور ہنومان سنگھ کے پاس پہونچا اور اُسے بتایا کہ مونگا نام ایک عورت سے یہ کام نکلے گا کہ وہ پھول وتی کو راضی کر دے گی کہ تم سے شادی کر لے ورنہ اور کوئی اس بارہ میں کامیاب اور سرسبز نہ ہوگا۔ فقیروں کا کہنا کون نیچے ڈالتا ہے۔ گدڑی شیر کا جامہ ہے۔ فقیر ہو یا نہو اُس سے سب کو ڈرنا چاہیئے اور سب ڈرتے بھی ہیں۔ اُنھوں نے بھی ایک بے غرض فقیر کی بات کو باور کر لیا۔ ادھر ہم نے دوسری عیاری کی تیاری کر دی خود ایک بھوکی گونگی کی صورت بنا کر محلسرا میں پہونچ مونگا نام ظاہر کر کے جھٹ پھول وتی کی مصاحبت میں پہونچ گئی۔ تو نے مجھ سے عیاری کی اور اُس کا نتیجہ دیکھا اب آیندہ دیکھنا ہے کہ تو میرے مقابلہ میں کیا کریگا۔

یہ کہہ کر اُس نے پھر ایک عرق کی شیشی لیکر اُس کے منہ پر چھڑک دی مونی کر ہی کیا سکتی تھی مردہ بدست زندہ کا مضمون تھا۔ عرق چھڑکوا لیا۔ اور بیہوش ہو گئی مصنوعی بھوندو نے سوچا کہ اب اگر یوں ہی بہرہ دار عیار بھوندو کی صورت بنا رہا تو کام چلنا محال ہے ضرورت یہ ہے کہ اب مونی کی صورت بناؤں اور پھر وہاں چلوں۔ یقین جو کچھ حکم دوں گا وہ سب مانیں گے۔

اُس نے فوراً مونی کی صورت بنائی اور ایسی بنائی کہ جب آئینہ میں اپنی صورت آپ دیکھی تو وہ خود کو خود بھی نہ پہچان سکی

جب اس کام سے فارغ ہو چکی تو وہ اُسی عیاروں کے مجمع کی طرف چلدی۔ جہاں سے آئی تھی یہاں پہونچنے پر سب نے مونی سمجھ کر اُس کی تعظیم کی۔ اور مونی نے حکم دیا کہ ہم اب کناسب۔ سمجھتے ہیں کہ تم لوگ بھی کچھ نہ کچھ

تھک ضرور گئے ہو گے تھوڑا تھوڑا ناشتہ کرو۔ اور پھر کچھ کام کریں تو یہ ہمارے پاس پنیر ہے تھوڑا تھوڑا سب پی لو۔

یہ کہہ کر تھوڑا تھوڑا پنیر دودھ کا دیا سب نے پیا۔ اور اک دم بیہوش ہو گئے۔ مگر پھول وتی نے اس فکر کی وجہ سے کہ دیکھیے اب میرے ساتھ کیا ہو گا اور چچا جی (جو دراصل مجھے میرے چچا نہیں معلوم ہوتے) اب میرے ساتھ کیا سلوک کریں گے۔ نہ پنیر پیا تھا نہ اور کچھ کھایا تھا۔ وہ صرف صبح کی منتظر تھی کہ میرے حق میں کیا فیصلہ ہو گا۔ اس غریب کے پاس اگر کوئی سامان ہوتا تو وہ بدظنی کی وجہ سے یہ واقعات دیکھ کر ان لوگوں کو خصوصاً موتی کو ٹھگ سمجھ کر ڈر کر مر جاتی مگر وہ مطمئن تھی کہ اس کے پاس سوائے اس کے پیارے کی تصویر کے اور کچھ بھی نہ تھا جسے وہ اس وقت بھی چھاتی سے لگائے ہوئے دعائیں مانگ رہی تھی۔ کہ اے ایشور اگر ہونے والی ہو تو میری جان ضایع ہو جائے مگر یہ ضایع نہ ہو میرے چچا جی مہاراج ابھی تک آئے نہیں

غرضکہ اس کے توہمات ترقی کر رہے تھے۔ اور وہ بے ہوش نہ ہوئی تھی اور انجام کار سوچ رہی تھی کہ کیا ہونے والا ہے موتی نے ان سب کو بیہوش کیوں کر دیا کہ اتنے میں موتی ان سے مخاطب ہوئی۔

پیاری پھول وتی اب یہاں ٹھہرنے کا وقت نہیں ہے آؤ تم میرے ساتھ آؤ۔

پھول وتی۔ کیا ابھی سے چلتی ہو مہاراج تو منع کر گئے تھے۔

نقلی موتی۔ کون مہاراج اور کون کوئی آؤ اب بھی تم میرے ساتھ آؤ ورنہ اور مصیبت آئے گی۔

پھول وتی۔ موتی تم نے مجھے خراب کر دیا۔ میرا جی نہیں چاہتا کہ اب میں گھر جاؤں اس سے تو مجھے ہنومان سنگھ کا گھر لاکھ درجہ اچھا تھا تم نے میری پیاری سہیلی مونگا کو مجھ سے چھڑا دیا جس کی جدائی میں اب ضرور جان دیدوں گی۔ غرضکہ جو کچھ بدسلوکی کی وہ تم نے کی۔ مجھے اب تمہاری ہر بات میں چال معلوم ہوتی ہے۔ تم نے مکر سے کام لیا۔ بہتر یہ ہے کہ تم مجھے نہ لیجاؤ اور جانے دو

دیکھو اب سنہ مان سنگھ نے ہمارے دیکھنے کو سپاہی دوڑائے ہوں گے انھوں نے تمھیں میرے ساتھ کہیں دیکھ بھی لیا تو میں تو صاف صاف یہ کہہ دوں گی کہ سب تمھاری شرارتیں ہیں۔ اور تمھیں مجھے ماں بنکر نکال لائی ہو۔ یہ باتیں کہہ کر اور بھی زیادہ اُس کا دل بھر آیا اور وہ زار زار رونے لگی۔ اور یہ شعر اسکی زبان پر جاری ہو گیا۔ ہائے۔ ؎

باغ میں لگتا نہیں صحرا سے گھبراتا ہے دل
اب کہاں لیجا کے بٹھیں ایسے دیوانے کو ہم

جب تک پھول وتی یہ سب کچھ کہتی رہی۔ موتی چپ بیٹھی ہوئی سنتی رہی جب وہ رونے لگی تو اب اس سے بھی نہ رہا گیا۔ اور بے اختیار پھول وتی کو کلیجہ سے لگا لیا۔ اور کہا آؤ تمھیں گھر نہ لے چلیں گے۔ مگر تم اب یہاں نہ رہو میرے ساتھ آؤ پھول وتی نے یہ بات جھوٹ تو ضرور سمجھی۔ مگر پھر بھی تسلی دے لی اور خود کو سمجھا لیا بقول داغ ؎

کیا کیا فریب دلکو دیئے اضطراب میں
اُن کی طرف سے آپ لکھے خط جواب میں

پہلے تو سوچی نہ اسکے ساتھ جاؤں نہ کچھ اسکا کہنا مانوں۔ مگر جب یہ خیال آیا کہ تنہا ہوں کمزور ہوں۔ بے بس ہوں۔ لاوارث ہوں۔ خانہ خراب ہوں۔ آوارہ ہوں میں اُس کا کیا کر سکتی ہوں اور یہ مجھے اس وقت پر تکلیف پہونچانے پر قادر ہے۔ تو معاً پھر آنسو نکلے اور یہ کہہ کر اچھا چلو کہاں لے چلتی ہو کھڑی ہو گئی۔

نقلی موتی پھول وتی کو اپنے ساتھ لئے ہوئے اسی بن کے ایک گوشہ میں جو محفوظ تھا جا کر بیٹھ گئی۔ اور کہنے لگی پیاری پھول وتی جن غموں میں تم پھنسی ہوئی ہو اُن کو ایکدم اپنے دل سے بھلا دو تو میں تم سے کچھ کہوں۔

پھول وتی۔ یہ تو ذرا غیر ممکن سی بات معلوم ہوتی ہے کہ میں انھیں بھول جاؤں ہیں اگر اسکی کوشش بھی کروں تو یہ ہو نہیں ہو سکتا میرا دل کب بھول سکتا ہے۔

مگر میں آپ کو مانع نہیں ہوں آپ کو جو کچھ کہنا ہو وہ کہہ لیجیے۔

موتی۔ اور اگر میں تم سے یہ کہوں کہ مجھے سخت رنج تم نے دکھے ہیں

تو پھر اس کا کیا بدل ہو سکتا ہے
اور اس کا مداوا تمھارے پاس کیا ہے

پھول وتی۔ اگر میں نے ایسا کیا ہو تو میرے آگے آئے۔

موتی۔ آگے تو ضرور آتا مگر جاؤ میں نے تمھیں بچا لیا اب بھی خیریت ہوئی۔

پھول وتی۔ پہلے آپ وہ بھی کہہ دیجئے

موتی۔ اچھا تم ٹھہرو میں ابھی آتی ہوں

پھول وتی نے اجازت دیدی موتی اٹھی ہوئی ایک سنٹ کے واسطے دوسری طرف چلی گئی اور پھر وہ مونگا کی صورت بنکر آئی۔ جسے دیکھکر پھول وتی سخت حیرت کے دریا میں غوطے کھانے لگی اور بیتاب ہوکر وہ مونگا سے لپٹ گئی اور خوشی میں اُس کی زبان سے نکلا پیاری مونگا تم یہاں کہاں۔

مونگا۔ ہائے سکھی اب بتاؤ کہ میں نے تمھارے ساتھ دغا کی یا تم نے مجھ سے دغا کی افسوس تمھیں کمبخت موتی کے ساتھ نکلتے ہوئے ذرا بھی تو یہ امر مانع نہ آیا کہ غریب اور بے یار و مددگار مونگا کو سخت رنج ہوگا۔ تم کو جو کچھ کرنا تھا وہ تم کر گذریں۔ افسوس تمھارے عہد و پیمان کیا توڑنے کے لئے تھے۔ کیا تم کو وعدوں سے صرف میرا دل ہی دکھانا مقصود تھا۔ اس پر یہ بھی تھا کہ تمھاری برائی بھلائی میں نے تمھیں سمجھا دی تھی اور ہر پہلو سمجھا دیا تھا۔ مگر تم نے اس کا بھی تو کچھ خیال نہ کیا۔ اگر موتی جسے تم کیا کیا سمجھ رہی تھیں اپنے ارادوں میں کامیاب ہوجاتی تو آج تمھیں معلوم ہے کہ تمھاری کیا گت بنتی تم ایک ایسے جال میں پھنس جاتیں کہ جو کبھی ٹوٹ نہ سکتا اور تم اسی میں تڑپ تڑپ کے مرجاتیں۔ اس کے بعد مونگا نے طرح طرح سے پھول وتی کو شرمندہ کرکے تمام قصہ سنایا کہ جس وقت تم گھر سے نکلی ہو اُسی وقت مجھے اطلاع ہوگئی تھی کیونکہ میں نے ایک ایسی ترکیب کر رکھی تھی کہ جب تم کہیں جاؤ مجھے معلوم ہوجائے یہ ہی ہوا ادھر تم نکلیں اُدھر میں مطلع ہوئی میں تمھارے ساتھ ساتھ رہی اور تمھاری اماں کی سب کاروائیاں دیکھتی رہی میں نے دیکھا کہ ان کے ساتھ ایک گروہ ہے اور انھوں نے ایک

پہرے دار بن کے کنارے پر مقرر کر رکھا ہے غرضکہ پورا انتظام میں نے سمجھ لیا کہ اب بغیر کوئی عیاری کئے ہوئے کام چلنا مشکل ہے میں نے عیاری سے کام لیا پہرے دار کو بیہوش کیا اس کی صورت آپ بنی اور موتی کے پاس پہونچکر جو کچھ کیا وہ تمھیں معلوم ہے اسے ساتھ لے گئی اور بیہوش کیا اس کی صورت آپ بنی پھر تمھارے پاس آئی تمھیں اٹھا کر لائی اور اپنی اصلی صورت پر آئی تمھیں کہو کہ اگر تمھیں تمھارے حال پر چھوڑ دیا جاتا تو تمھارا کیا حشر ہوتا ہی کہ جو کچھ میں بتا چکی ہوں۔

پھول وتی۔ خیر میری خطا معاف کرو اور بتا دو کہ موتی کون تھی۔

مونگا۔ بتا ہی دوں رہنے دو کیا ہوگا
رسیدہ بود بلائے و لے بخیر گذشت

پھول وتی۔ نہیں نہیں بتاؤ۔

مونگا۔ منگل سین کا عیار تھا اور باقی سب اس کے شاگرد۔

پھول وتی۔ اُف اُف پیاری مونگا تمھاری بدولت خدا نے مجھے بچا لیا ورنہ عمر بھر کڑھا کرتی کہ۔ ع
دھرے گئے دل خانہ خراب کے بدلے

آہ۔ سہ
مجھے شباب نے مارا بلائے جان ہو کر
بہار آئی مرے باغ میں خزاں کی طرح

اے خدا اگر وہ دن دیکھنا میرے مقدر میں ہے کہ ان مصیبتوں کا خاتمہ ہو اگر وہ زمانہ آنے والا ہے کہ میں عیش و عشرت سے سانس لے سکوں اگر وہ وقت آنے والا ہے کہ غم و الم خوشی سے مبدل ہوں اگر وہ گھڑی آنے والی ہے کہ میری آرزوئیں پوری ہوں تو پھر میں کب تک انتظار کروں اور کب تک صبر کا بھاری پتھر اپنے سینہ پر رکھوں میری بیکسی دیکھ میری حالت دیکھ کہ دنیا میں میرا کوئی ٹھکانا نہیں تمام عالم میں کوئی دروازہ میرے لئے کھلا ہوا نہیں تو نے ہاں ہاں تو نے مجھے بنایا مجھے سمجھ دی نہ بنایا ہوتا دیوانہ بنایا ہوتا اب اگر ایسا کیا ہے تو آخر میں تیری داسی ضرور ہوں تجھے یہ بھی منظور نہیں تو موت کے بے رحم فرشتہ کو حکم کر کہ وہ اس مصیبت میں میرا ہاتھ بٹائے اور اس عذاب سے چھڑائے زمین سے کہدے کہ پھٹ جائے اور اپنے پہلو میں مجھے لے لے آسمان کو کہدے کہ جلانے والی بجلی

مجھ پر گرا دے کہ میرا خرمن ہستی جل کر خاک ہو جائے مگر آہ۔ ؎

کون سنتا ہے کہانی میری
اور وہ بھی زبانی میری ؎

کون سنتا ہے فغان درویش
قہر درویش بجان درویش

موتنگا۔ کیوں سکھی کیا تمھیں کبھی کوئی دماغی عارضہ بھی ہوا ہے ایسا نہیں تو اتنی تشخیص میں تو شک نہیں کہ تمھیں سنک ضرور ہے اور نہیں تو بھلی چنگی باتوں میں مجنوں کی سی بہکی بہکی باتیں کیوں اڑانے لگتیں کہاں یہ باتیں اور کہاں وہ قصے ؎

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا
الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا

جو کچھ ہو گیا اس کا ملال فضول ہے گذرا ہوا وقت واپس نہیں آتا آئندہ جو ہونا ہوگا ہو رہے گا تمھاری کد و کاوش اور تدبیر فضول ہے۔ کچھ بھی نہیں ہو سکتا

پھول وتی۔ خیر تم کو ناگوار گزرا تو اب کوئی لفظ بھی خلاف مرضی زبان سے نہ نکالوں گی۔

موتنگا۔ خیر اب یہ تو جو کچھ ہونا تھا ہو چکا آئندہ کے لئے تمھاری جو کچھ مرضی اور صلاح ہو وہ مجھ سے کہہ دو۔ کیا اب تم میرے ساتھ چلو گی۔

پھول وتی۔ اب تو جب تم نے میرا اتنا ساتھ دیا ہے۔ تو کیا اب تم کو یہ بھی امید ہے کہ تمام عمر تمھارا احسان بھول جاؤں گی اور تمھارا دامن چھوڑ دوں گی اور کوئی ایسا کر سکے تو کر سکے باقی پھول وتی سے ایسا نہ کبھی ہوا ہے نہ ہوگا۔ ؎

بس اب تو دم کے ساتھ ہے دل کی لگی ہوئی
ناصح یہی سہی کہ جو یہ ہے تو ہم نہیں

موتنگا۔ تو یہ ظاہر ہے کہ تمھاری تلاش میں ہنومان سنگھ کے آدمی بھی نہایت سرگرم ہوں گے۔ اور یہ بھی ضرور ہے کہ منگل سین کو بھی خبر ہو گی کہ تم ہنومان سنگھ کے یہاں سے نکل چلیں۔ اس وقت میں اسی صورت سے تمھارا میرے ساتھ چلنا بہت ہی ناموزوں اور نامناسب ہے۔ لہٰذا تم کو راجگڑھ تک میں اس صورت سے نہ لے چلوں گی۔ میں جاؤں اور تمھارے واسطے کسی سواری کا انتظام کروں تم یہیں رہو۔ یا میرے ساتھ چلو۔ جب یہ سب ہو جائے گا تو اس وقت میں تمھاری شکل بھی تبدیل کر دوں گی۔ لو جلد بتاؤ تم میرے ساتھ چلتی ہو یا یہیں ٹھہرتی ہو۔

پھول وتی۔ بہتر یہ ہے کہ تم تنہا جاؤ۔

ویسے یہ جگہ محفوظ ہے کوئی اندیشہ نہیں
ہے۔ اور تم بھی یقین ہے کہ جلد واپس
آؤ گی۔ میں یہیں ذرا آرام کروں کیونکہ
رات بھر کی کوفت اُٹھائے ہوئے
ہوں۔ ممکن ہے کہ میں بیمار ہو جاؤں۔

مونگا نے کہا کہ اچھا تمھاری یہ خوشی
ہے تو اس میں کوئی ہرج نہیں ہے
اچھا تم یہیں رہو میں جاتی ہوں۔ یہ کہکر
مونگا چلی گئی۔ اور پھول وتی وہیں
رہی۔ مگر اُس نے چلتے چلتے تاکید
کردی کہ جہاں تک بن پڑے ذرا جلدی
واپس آنا۔

اِدھر مونگا گئی اور اُدھر پھول وتی
اپنے قدیمی خیالات میں محو ہو گئی۔ اور
وہ چند باتوں پر کچھ خوش تھی اور چند
باتوں پر رنجیدہ۔ خوش یوں کہ وصل
یار کا زمانہ قریب تھا۔ رنجیدہ یوں
کہ گھر سے بے گھر تھی۔ مگر شعبدہ باز
نصیبے کے رنگوں سے اب بھی قریب
قریب بے خبر تھی اتنے میں اُس نے
دیکھا کہ کئی اک آدمی آرہے ہیں۔
اور جس قدر یہ آدمی ہیں سب کے ہاتھ
میں ننگی ننگی تلواریں اور سنگینیں ہیں۔
جوں ہی اس نے ان سب کو دیکھا
سہم گئی اور اپنے آپ کو اور بھی زیادہ
چھپانے کی کوشش کی۔ مگر ع۔

وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

وہ آدمی ادھر ہی کو آتے گئے۔ اور
آتے آتے اس کے سر پر آن کھڑے
ہوئے۔ اور ایک نے یہ سوال بھی کر لیا
کہ تم کون ہو۔

دوسرا۔ عجب بیوقوف ہو یہ بھی خبر
نہیں کہ کون ہے۔ ارے یہ وہی
پھول وتی ہیں اور کون ہوتیں۔ یہی
وہ ہیں کہ جن کی تلاش میں ہم اور
ہمارے دیوان جی پریشان خاک بسر
پھرتے ہیں۔ اچھا اب تم یہیں ٹھہر جاؤ
میں ابھی ابھی آتا ہوں اور دیوان جی
کو ساتھ لاتا ہوں۔ دیکھو ایسا نہ ہو
کہ راجکماری کہیں چلی جائیں۔

آدمی چلا گیا۔ پھول وتی سوائے
اس کے کہ اپنے ارمانوں اور حسرتوں
کو روتی اور کیا کر سکتی تھی۔ وہ کڑھتی
رہی اور جی ہی جی میں پچھتاتی رہی
کہ ہائے میں نے مونگا کا کہنا کیوں نہ مانا
اور میں اس کے ساتھ کیوں نہ گئی۔

ادھر جھٹ پٹ دیوانجی سلاح سے آراستہ آن پہونچے
اور انھوں نے یہ شعر بہ آواز بلند پڑھ دیا ؎

الحمد للہ ٹھکانے لگی محنت میری
طے ہوئی آج کی منزل میں مسافت میری

اس کے بعد کچھ دیر حسرت بھری نظروں سے پھول وتی کو دیکھتے رہے اور پھر ان دونوں آدمیوں کو علیحدہ چلے جانے کا حکم دیدیا۔

پندرھواں باب

صبح ہو چکی تھی۔ آفتاب مشرق سے نکلکر دنیا میں اپنا نور پھیلا چکا تھا۔ دھوپ اونچے درختوں کی کونپلوں پر پھیل چکی تھی جب دیوان منگل سین اور پھول وتی کی یہ باتیں ہو رہی تھیں قبل اس کے کہ ہم ان دونوں کی باتیں لکھیں بہتر یہ سمجھتے ہیں کہ ناظرین کو منگل سین کی شکل و صورت سے واقف کر دیں۔

یہ کشیدہ قامت۔ گندمی رنگ کا آدمی تھا۔ چوڑے چکلے بازو۔ کشادہ پیشانی نے اسے خوبصورت بنا دیا تھا۔ اگرچہ چہرے پر چیچک کے داغ بھی تھے اس کے قیافہ سے پتہ تو یہ چلتا تھا کہ نہایت نیک طینت اور پابند وضع آدمی ہے۔ مگر محبت پر خدا کی مار کہ اس وقت پھول وتی اس سے ایسی کانپ رہی تھی بلکہ کہ کسی بدمعاش کو دیکھکر بھی نہ ڈرتی۔ وہ صرف اسکی باتوں ہی کی سختی سے خوف نہ کھاتی تھی بلکہ اسے یہ بھی خیال تھا۔ کہ کہیں اس کے قول عملی فعل اختیار نہ کریں وہ کہہ رہا تھا۔ کہ راجکماری دیکھو محبت اس کا نام ہے عشق اسے کہتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ تم نے مجھ سے دغا کی مگر پھر بھی میں اسطرح تمھاری جستجو میں مصروف اور محو رہا۔ ہائے تم کو تلاش کرنے کے واسطے تمھارے چچا جی مہاراج نے مجھے فوج دیکر بھیجا تھا۔ مگر میں نے کچھ بھی خیال نہ کیا اور یہہ ارادہ کر لیا تھا کہ تمھیں ایسی جگہ رکھوں گا جہاں کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوگی۔ مگر میں دیکھتا تھا کہ تم ایک ڈاکو کو دیکھکر ایسی اترا گئیں کہ بس تم نے بھی فیصلہ کر لیا کہ اب تمام عمر یہ میرے اڑے آئے گا۔ اور کوئی میرا کچھ بھی نہ بنا سکے گا۔ مگر تم نے دیکھ لیا کہ زمانہ نے کیا رنگ اختیار کیا اور تمھیں کہاں سے کہاں پہونچا دیا۔ اب پھر وہی تم ہو اور وہی میں ہوں۔ اب بھی وہ بدگمانیاں جو تمھارے دل میں میری طرف سے پیدا ہوگئی ہوں اپنے دل سے نکال دو اور میرے

ساتھ چلو۔ یہ نہ سمجھو کہ اب میں تمھیں
تمھارے گھر لے جاؤں گا بلکہ اب
خود میں نے وہاں کی سکونت چھوڑ دی
ہے۔ اب ایسی جگہ لے جاؤں گا کہ
کسی کو تمھارا پتہ بھی نہ چلے گا۔

پھول وتی۔ یہ سب کچھ سہی مگر یہ
بتاؤ کہ تمھیں ایک غریب لڑکی کو
ستا کر کیا ملے گا کیوں ہاتھ دھو کر اسکے
پیچھے پڑے ہو۔

منگل سین۔ ہائے کیا الٹا زمانہ ہے
میں تمھیں بلاؤں سے بچاتا ہوں اور
تم اب بھی مجھے اپنا بدخواہ اور دشمن
سمجھتی ہو۔ اگر میں تم سے بدلہ لوں
تو یہ بات ہی میرا غصہ بڑھانے کے
واسطے کچھ کم نہیں ہے کہ تم نے اسوقت
میرے عیاروں کو کسی سے بیہوش کرایا
اور تم اُس کے ساتھ وہاں سے چل دیں
میرا بڑا عیار موتی اس وقت تک
غائب ہے مگر میں تمھاری صورت
دیکھکر سب باتوں کو ایسا بھول گیا
جیسے کچھ ہوا ہی نہیں ہے۔

پھول وتی۔ اچھا تم مجھے اپنے ساتھ
لے جاکر کیا کرو گے۔

منگل سین۔ راجکماری کیسی باتیں
کرتی ہو۔ اور میں کیا کرتا۔ جیسے تمھارا
داس بنا رہا ہوں اب بھی ویسے ہی
تمھاری خدمت گذاری کروں گا۔
جیسے تمھاری اور تمھارے بزرگوں کی
پرستش اس وقت تک میں نے
کی ہے اب بھی کرونگا۔

پھول وتی۔ میرا جی نہیں چاہتا
ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ تم مجھے قتل کر دو
پھر میری لاش کو جہاں تمھارا جی چاہے
لے جانا۔

منگل سین۔ راجکماری بے بسی کی
حالت میں ایسی باتیں کسی کے منھ
سے اچھی نہیں معلوم ہوتیں خواہ وہ
کوئی ہو۔

پھول وتی۔ آدمی اپنے دل سے
مجبور ہے اگر میرا جی چاہتا تو میں یہ
کچھ بھی نہ کہتی اور تمھارے ساتھ
ساتھ چلتی۔

منگل سین۔ میں تمھاری ہوشیاری کو
خوب جانتا ہوں تم یہ باتیں کہہ کے
صرف اپنا وقت گذار رہی ہو کہ جس
کی وجہ سے۔ اور جس کے ساتھ میں
تم نے میرے عیاروں کو بیہوش کیا
ہے وہ آجائے۔ اور پھر وہ تمھاری
حمایت کرے۔ مگر یاد رکھو کہ دنیا تمام
بیوقوف اور نادان نہیں ہے تمھاری

یہ آرزو میں پوری نہ ہونے دوں گا۔ خواہ تم بُرا مانو یا بھلا۔

پھول وتی جو کچھ کہہ رہی تھی واقعی وہ سچ تھا فی الواقع اس کا جی نہ چاہتا تھا کہ کہیں اس کے ساتھ جائے مگر اس میں بھی شک نہیں کہ اُسے اپنی ساتھی مونگا کا انتظار تھا منگل سین کی یہ بات سنکر وہ ناامید سی ہوگئی۔ اس واسطے اُسے ایک بات سوجھ گئی اُس نے آہستہ آہستہ ایک کنکر لیکر زمین پر یہ الفاظ لکھے۔

پیاری مونگا تقدیر نے مجھے تم سے پھر جدا کرا دیا منگل سین آگیا۔ اور وہ مجھے لیکر چلا۔ یا (پھول وتی)

منگل سین۔ کیا تم چلنے کے واسطے تیار نہیں ہو۔ ورنہ پھر اب میں دوسرا طریقہ اختیار کردں گا۔

پھول وتی یہ کہہ کر کہ ہائے میری بدقسمتی بے ہوش ہوگئی بیہوش ہوتے ہی منگل سین نے یہ سوچ کر کہ اب یہ تو ایسے ہی پھندڑ کرتی رہے گی۔ فوراً اُسے اُٹھایا اور اپنے گھوڑے پر سوار کرکے کھڑے ہوئے سواروں سے کہا کہ تم سب کو ہوشیار کرکے سندرگڈھ کو لے آؤ ہم جاتے ہیں۔

ناظرین کو سندرگڈھ کا حال ہم پہلے حصہ کے بیسویں باب میں اگرچہ سُنا چکے ہیں مگر احتیاطاً پھر بھی بتائے دیتے ہیں یہ وہ جگہ تھی جہاں ہنومان سنگھ کی شادی ہوئی تھی یہاں کا زمیندار بالا رانی ہنومان سنگھ کا باپ تھا۔

منگل سین کا یہاں سے کیا تعلق یہ بات بھی ذرا پیچدار ہے مگر بتا دینا ضروری ہے کہ اس کی پھول وتی کے چچا سے کچھ بگڑ گئی تھی۔ اور یہ اسی وجہ سے وہاں سے نوکری چھوڑکر سندرگڈھ میں آگیا تھا۔ اور یہاں بھی اسی دیوان کے عہدہ پر ممتاز تھا۔

یہ جبدن سے کہ پھول وتی سے جدا ہوا تھا اور اس نے رکنو بہادر جو ڈاکو تھا اور جس کا حال پھول وتی بیان کرچکی ہے) شکست کھائی تھی اسی دن سے پھول وتی کی تلاش میں تھا اول اول تو یہ اسی فکر میں رہا اور اُسے یہ یقین رہا کہ پھول وتی اسی ڈاکو کے پھندے میں ہے۔ مگر بعد کو بہت تلاش کرنے پر یہ پتہ چل گیا تھا کہ وہ طوطا گڈھ میں ہنومان سنگھ کے پاس ہے۔ اس سے وہ قریب قریب لاعلم تھا کہ ہنومان سنگھ کا والی سندرگڈھ

سے کیا تعلق ہے۔ اسی وجہ سے یہ جرات ہوئی کہ اسے وہاں سے نکال لے جس کی وجہ سے اس نے عیار مقرر کئے تھے جو آخر پھول وتی کو نکال لائے۔ یہاں یہ نہایت اقتدار کے ساتھ رہتا تھا۔ اور راجہ بھی اس کی عزت کرتے تھے

اس کے ساتھ ہی ہم ناظرین کی آگاہی کے لئے سندر گڈھ کی بھی تھوڑی سی کیفیت بیان کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ یہ ایک پرانا قصبہ تھا۔ یوں تو اس میں عمارتیں بہت ہی لاجواب بنی ہوئی تھیں۔ مگر قلعہ جس میں کہ خود راجہ رہتے تھے اس کے متعلق عجیب وغریب قصے مشہور تھے۔ صرف اختصار کی وجہ سے ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ اس میں مشہور تھا کہ کوئی زبردست طلسم ہے۔ اور اسمیں ایک جگہ کئی باتیں لکھی ہوئی تھیں جن کا ذکر وقت پر آئے گا۔ نہایت پیچدار اور بڑا قلعہ تھا۔ ہر جگہ بھول بھلیاں بنی ہوئی تھیں۔ تہ خانہ وغیرہ بھی بہت سے تھے۔ اب ہم پھر اپنے قصہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

سنگل سین پھول وتی کو لئے ہوئے سیدھا سندر گڈھ کی طرف چلا جا رہا تھا۔ اتنے میں اس نے دیکھا کہ گرد اڑتی ہوئی آرہی ہے۔ اور چند سوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے اسی پر جھپٹے چلے آتے ہیں۔ سنگل سین کو یہ خیال پہلے ضرور پیدا ہوا کہ ممکن ہے یہ لوگ کوئی میرے ہی دشمن ہوں مگر پھر جب یہ سوچا کہ یہاں میری کسی سے عداوت ہے جو یہ ارادہ کرتا۔ وہ اپنے گھوڑے کو جس رفتار سے لئے جا رہا تھا۔ اسی سے لئے جاتا رہا۔ مگر اسکا وہ پہلا ہی خیال صحیح نکلا یعنی وہ سوار ایکدم اس پر ٹوٹ پڑے یہ بھی جوانمرد اور شجاع تھا خوب خوب مقابلہ کیا تنہا نے دو چار کو زخمی بھی کر دیا۔ مگر آخر کب تک مغلوب ہوا۔ اور ایک زخم کاری لگنے کی وجہ سے یہ معہ پھول وتی کے گھوڑے سے گر پڑا۔ ان سب سواروں نے بھی زیادہ تر اسکو نہ ستایا صرف ایک نے بیہوش پھول وتی کو اپنے ساتھ لیا۔ اور طوطا گڈھ کی طرف چل دئے۔ راستہ میں انھیں جو باتیں ہوئیں وہ حسب ذیل ہیں۔

ایک۔ استاد تم سمجھے بھی یہ کون شخص تھا

دوسرا۔ خدا جانے تم لوگ عیاری کب سیکھو گے اور کب نہیں اب تک

تمھیں بھی تمیز نہیں کہ یہ کون شخص تھا
بدری ناتھ عیار کے شاگرد اور ایسے
بھلا۔ اُستاد ہم بھی اتنا تو سمجھ گئے کہ
یہ کوئی ایسا شخص تھا جو پھول وتی
کا عاشق تھا۔ مگر ہم اس کی صورت
سے ناواقف ہیں نہ ہم اس کا نام
جانتے ہیں صرف اسی وجہ سے ہم
نے آپ سے دریافت کیا تھا۔

بدری ناتھ عیار۔ نام کی تو مجھے بھی
خبر نہیں یہ کون ذات شریف تھے
مگر ہاں میں نے انھیں دیکھا ضرور ہے
کہ یہ سندر گڈھ میں رہتے ہیں۔ خیر
کوئی ہوگا اس سے ہمیں کیا حاصل
ہے کہ ہم اس کو معلوم کریں۔ ہم تو
اس کا شکریہ کرتے ہیں کہ ایشور نے
ہمیں مہاراج ہنومان سنگھ کے سامنے
سرخ رو کر دیا۔ ورنہ معلوم نہیں کہ
ہماری کیا بری گت بنتی بڑی
مصیبت تھی۔

دوسرا۔ ہاں یہ تو صحیح ہے ایک
رات اور دن کے پہرے اور خاک
چھاننے کی محنت وصول ہوگئی
اب جلد جلد چلو اور مہاراج کو خبر دو
تاکہ اُن کا بھی فکر و تردد رفع ہوجائے
ورنہ وہ ہم سے بہت زیادہ فکرمند ہونگے
اور یہ بُرا ہے۔

بدری ناتھ۔ اب اُن کے غم کا ہمیں
اتنا فکر نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک
بہتر یہ ہے کہ ہم لوگ اس وقت
چلیں جب آفتاب غروب ہوجائے
اور دنیا میں اندھیرا پھیل جائے۔
رات ابھی پردہ پوش ہے اس میں
کسی کو خبر بھی نہ ہوگی۔

دوسرا عیار۔ جو آپ مناسب
سمجھیں وہ کیجئے۔

بدری ناتھ عیار۔ مناسب یہ
ہے کہ ہم لوگ کسی جگہ آرام کرلیں
کیونکہ تمام رات کے گھومنے اور
نہ سونے کی وجہ سے تکان ہوگیا
ہے اور آنکھوں میں نیند بھری
ہوئی ہے۔

دوسرا۔ بہت مناسب ہے۔ آیئے
یہ سامنے جو گھنے درخت کھڑے ہیں
یہاں ایک کنواں بھی ہے انھیں
کے سایہ میں آرام کریں۔

یہی رائے پاس ہوگئی اور یہ
سب لوگ اُن درختوں کی طرف
چل دئے۔ یہاں سب طرح کا آرام
دیکھکر درختوں کے نیچے سبزہ خودرو
پر سب نے اپنی اپنی چادریں بچھائیں

اور دراز ہو گئے۔ دو آدمی پہرہ پر رہے
پھول وتی اول تو اسی
وقت سے بیہوش تھی دوسرے
عیاروں نے اور بھی بیہوشی کو مضبوط
کرنے کے لئے بیہوشی کی پٹی اُس کے
دماغ پر چڑھادی تھی تاکہ اُسے
ہوش نہ آئے اور اپنے مستقبل کا
رنج نہ کرے۔

یہ لوگ شام تک اُن درختوں
کے نیچے آرام کرتے رہے۔ اور جب
سورج چھپ گیا اندھیرا ہو گیا تو ان
سب نے اپنے گھوڑوں کو
درست کرکے طوطا گڈھ کے جانے
کا ارادہ کیا اور آخر کار طوطا گڈھ
پہونچکر اور سب کو ایک جگہ ٹھہرایا اور
بدری ناتھ عیار ہنومان سنگھ کے
پاس پہونچا۔ اور سلام کیا۔

انسان کے چہرہ ہی سے خوشی
اور رنج کے علامات ظاہر ہو جایا کرتی
ہیں اور پہچاننے والے اسی سے پہچان
لیتے ہیں چنانچہ ہنومان سنگھ نے بھی
اُسے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ ضرور یہ
اپنے مقصد کو پہونچ گیا۔ اسی لئے
اُنھوں نے ہنسکر سوال کیا کہ کہو
بدری ناتھ تم کوئی اچھی خبر لے کر
آئے یا نہیں۔

بدری ناتھ۔ مہاراج کا اقبال
تو زبردست ہے ہی اس میں شک
نہیں مگر غلام کی کوششیں بھی ایسی
ہیں جن سے کبھی ناکامیابی کی صورت
نہ دیکھنی پڑی۔ اگر آج بھی حضور
نے انعام نہ دیا تو مجھے بڑا رنج ہوگا
میں نے رات بھر گھومنے اور دن بھر کی
تلاش کے بعد اُسے پالیا ہے۔ اسمیں
مجھ سے جیسا مقابلہ اور سخت جنگ
ہوئی ہے وہ میرا دل ہی خوب
جانتا ہے اگر میں سوار نہ لے جاتا
تو مشکل ہوتی اور کبھی ہم اپنی کوششوں
میں کامیاب نہ ہوتے اور کام نہ بنتا۔

مہاراج۔ اچھا بتاؤ پھول وتی کہاں ہے

بدری ناتھ۔ میں اپنے شاگردوں
کو ایک جگہ چھوڑ آیا ہوں اور انھیں
کے ساتھ وہیں ہے حکم ہو تو بلالوں مگر
اس وقت ڈولے سے اتار کر انھیں
محل میں بھیجدیا جائے اور کوئی
بات ایسی نہ کہی جائے جس سے
انھیں رنج پہونچے۔ صبح کے وقت
جب انھیں ہوش آئے تو پہلے تو
سمجھایا جائے اور اگر وہ اپنے خیالات
کو نہ چھوڑیں تو پھر ذرا سختی سے کام

لیجئے اور بندر گڈھ میں پہونچادیجئے کیونکہ ہر طرف کے عیاروں کی چڑھائی ہے اگر ایسا نہ کیا گیا تو کوئی نہ کوئی پھر چرا کا دیجائے گا اور معلوم بھی نہ ہوگا آپ نے خود ہی دیکھ لیا ہے کہ عیار کس بلا کے ہوتے ہیں اسی شخص کے دونوں عیاروں یعنی موتی اور مونگا نے کیا کام کیا ہے کہ ذرا بھی تمیز نہ ہوئی کہ یہ کون ہیں۔ اگرچہ میں جانتا نہیں ہوں مگر مجھے خیال ہے کہ یہ منگل سین تھا۔ اور ممکن ہے کہ یہ خیال غلط بھی ہو۔ مگر نہیں جہاں تک مجھے اندازہ ہے یہ راجگڈھ کے عیاروں کا کام نہ تھا۔ بہرحال پھول وتی کو احتیاط سے رکھنے اور جلد سے جلد راضی کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ یہ ایک پھول ہے کہ جس کے گلچیں اور بلبل بہت ہیں۔

بدری ناتھ کی یہ باتیں سنکر اول تو ہنومان سنگھ نے کہا کہ خیر ایسا ہی کیا جائے گا۔ تم جاؤ اور انھیں لے کر آؤ۔ دوبارہ کچھ جوش اٹھا تو وہ کہنے لگے کہ موتی اور مونگا نے مجھے بڑا زبردست دھوکا دیا۔ اور یہ بھی ضرور ہے کہ وہ دوبارہ کچھ نہ کچھ فساد اٹھائیں گے۔ مگر اس مرتبہ ہم انھیں ضرور گرفتار کریں گے اور پھر تمام عمر تک انکو جیلخانہ میں سڑائینگے۔ پوشیدہ طور پر اسکے بعد انھوں نے یہ قصہ بھی سنا دیا کہ ہمنے آج ہری سنگھ کو بھی جو غالباً انھیں کاموں کی وجہ سے یہاں آئے تھے گرفتار کر لیا ہے۔ اور انھیں قید بھی کرا دیا ہے اور وہ بھی نہایت محفوظ جگہ میں ہیں۔ اور اور اس قسم کی بہت سی باتیں کرنے کے بعد عیار کو انعام دیا اس کے بعد بدری ناتھ چلا گیا۔ اور کچھ دیر میں دیوان عام میں ڈولی آن پہونچی جس کے ساتھ خود ہنومان سنگھ محل تک گئے اور وہاں اسی کمرہ میں جہاں کل تک پھول وتی بھی آکے رہتے وغیرہ کا انتظام کرکے چلے آئے اس وقت نہ پھول وتی کو ہوش میں لایا گیا اور نہ اس سے اور کوئی بات کہی گئی۔

سولھواں باب

ہنومان سنگھ کی یہ رات اس طرح بسر ہوئی کہ جیسے ایک

گھوڑے بیچنے والے سوداگر کی بسر ہوا کرتی ہے جب تک جاگتے رہے اسی خوشی میں بستر پہ کروٹیں بدلا کئے کہ گم شدہ دولت پھر ہاتھ آگئی۔ یہ خیال ہٹا تو ان خیالات میں محو ہوئے کہ معشوقوں کے ناز اٹھانے عاشقوں کا کام ہے میں بھی جہاں تک ہوگا پھول وتی کے ناز اُٹھاؤں گا۔ مگر اس بات میں اسکا کہنا ہرگز نہ مانوں گا کہ وہ مجھ سے شادی نہ کرے اس بارہ میں تو اب میں اسے تکلیف بھی دوں گا اور سب سختیاں اُس پر روا رکھونگا آج صبح کو میں اپنی مانتی بھی پوری کروں گا۔ اور جس قدر ہو سکے گی برہمنوں اور فقیروں کو خیرات کرینگے کیونکہ میرے دونوں مقصد پورے ہوگئے ہری سنگھ بھی گرفتار ہو گئے اور یہ بھی واپس آگئی انھیں خیالات میں غرق تھے کہ نیند آگئی اور پھر اس وقت آنکھ کھلی کہ جب پوجا وغیرہ کا وقت آگیا تھا۔ بستر سے اُٹھتے ہی مندر کی جانب روانہ ہوئے جہاں برہمن غالباً پہلے ہی سے اُن کے منتظر تھے۔ چنانچہ اُن کے جاتے ہی

ایک پوجاری اُٹھا اور پھول وغیرہ ہنومان سنگھ کو پیش کئے اور ایک ہار اُن کے گلے میں ڈال دیا ماتھے پر ایک سیندور کا ٹیکا کھینچ دیا۔ اس شان سے ہنومان سنگھ مندر کے اندر داخل ہوئے۔ اور ایک مورتی کے سامنے ڈنڈوت کرنے لگے۔ یہ ابھی پوجا وغیرہ کے تمام مراسم ادا نہ کر چکے تھے کہ اُنکا سر چکرایا۔ اور یہ بیہوش دھڑام سے گر گئے۔

اُن کی آواز ہوتے ہی پوجاری آیا اور اُس نے اُنھیں اُٹھایا باغیچہ میں ایک طرف لے گیا اور اُن کا تمام لباس اُتار کر خود پہنا۔ اور پھر اُنکے دماغ پہ بیہوشی کی پٹی چڑھا کر انھیں وہیں چھوڑ خود پھر اپنی مندر میں آ جلد جلد کچھ کام کر کے وہ ہنومان سنگھ کے دربار عام میں آپہونچا یہاں کچھ دیر بیٹھکر وہ محل میں پہونچا۔ جہاں عورتیں۔ اور باندیاں۔ رانی بالا وغیرہ تھیں اور پھول وتی کے واپس آنے پر بعض بعض اپنی مصنوعی خوشی کا اظہار کر رہی تھیں۔

جس وقت نقلی ہنومان سنگھ یعنی

پوجاری پہونچا اس وقت بھی پھول وتی
کے پاس اچھا خاصہ ہجوم تھا۔ راجکماری
کو ہوش آگیا تھا۔ اور وہ اس مکان
کو دیکھکر سہم رہی تھی کہ ہائے یہ تو
وہی گھر ہے جہاں سے کل میں نکل
گئی تھی۔ وہ بار بار سوچتی تھی رہے
ایشور یہ کیا ماجرا ہے کہ میں شگل سین
کے ساتھ تھی اور اب خود کو یہاں
دیکھ رہی ہوں کیا یہ سب خواب تھا
یا میرے دماغ میں کچھ فتور آگیا۔ اگر
در اصل میرا خیال درست ہے یہ
ہنومان سنگھ کا ہی محل ہے تو دیکھئے
وہ میرے ساتھ اب کیا برتاؤ کرے گا
اور کیونکر پیش آئے گا۔

اتنے میں اس کے کمرے میں
ہنومان سنگھ آپہونچا اور انھیں
دیکھکر ایک تو کچھ خود بھی بھیڑ چھٹ
گئی اور جو کچھ باقی رہی وہ اُن کی
تاکید اور حکم کی وجہ سے کم ہوگئی
الغرض کمرہ خالی ہوا اور صرف نقلی
ہنومان سنگھ اور راجکماری پھول وتی
رہ گئیں۔

پھول وتی دم بخود تھی۔ وہ بار بار
اس کی صورت پر نظر ڈالتی تھی اور
اُس کے ہوتے ہوش و حواس غائب
ہوجاتے تھے اور اسی فکر میں تھی کہ دیکھئے
خدا جانے وہ کیا پوچھے زبان سے میری کیا نکلے
آخر اسی میں وہ بیہوش ہو چلی نقلی
ہنومان سنگھ نے اُسے جوں ہی بیہوش
ہوتا ہوا دیکھا معاً جیب سے ایک
شیشی نکالکر ناک سے لگائی جس سے
کماری کی آنکھیں سی کھل گئیں اور
ہنومان سنگھ یہ کہنے لگا۔

ہنومان سنگھ۔ پیاری پھول وتی
گھبراؤ نہیں مصیبت کا زمانہ قریب الختم
ہے۔

پھول وتی۔ ہائے یہ کیونکر سمجھوں
مہاراج مجھے تو ابھی ہر طرف غم کی گھٹا
چھائی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

ہنومان سنگھ۔ نہیں ایسا نہیں ہے
اچھا اب میں تم سے کچھ باتیں پوچھوں
اگر تم مجھے اجازت دو۔

پھول وتی۔ میں زیر دست آپ زبردست
اگر کسی بات کو میں آپ کو منع بھی
کروں تو وہ کب چل سکتی ہے۔
نقارخانے میں طوطی کی آواز کا سننے والا
کون بیٹھا ہے۔

ہنومان سنگھ۔ تم نے مجھسے خوب دغا کی
پھول وتی۔ نہ میں نے کوئی آپ سے
بیوفائی کی نہ دغا۔ بیوفائی اس کو

کہتے ہیں جس سے پہلے کوئی تعلق ہو
یہاں میں دیکھتی ہوں کہ میرا آپ سے
کوئی واسطہ اور کوئی غرض نہیں ہے۔
پھر دفا کیسی اور بیوفائی کیا۔ مہاراج
سنئے آج میں نے بھی سمجھ لیا ہے کہ فلک
کو مجھے آرام سے رکھنا منظور نہیں ہے
میں جب تک زندہ رہوں گی مجھے
کوئی نہ کوئی تکلیف پہونچتی رہے گی
اس لئے میں آپ سے صاف صاف
کہے دیتی ہوں اس پر آپ مجھے اگر
ابھی وقت قتل کرا دیں تو اچھا ہوگا
اور ہمیشہ کو میری روح آپ کو دعا
دیتی رہے گی۔ اور اگر آزاد کر دینگے
اور آپ یہ سمجھ لیں گے کہ ایک بیکس
کو چھوڑ دیا تو آپ کا مجھپر احسان ہوگا
میں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ مجھے مرنا
ضرور ہے اس واسطے ڈرنا فضول
ہے میں آپ سے کہے دیتی ہوں۔
آپ سمجھتے ہیں کہ پھول دتی
اکیلی ہو کر رہے آپ سے شادی کرے
آپ کے احسانات کا بدلہ اس صورت
میں ادا کرے تو وہ اس سے مجبور ہے
اور بالکل مجبور ہے۔ آپ کو یہ معلوم
ہی ہے کہ انسان کا ایک دل ہوتا
ہے۔ جیسے ایک میان میں دو تلوار

نہیں سما سکتیں اسی طرح ایک دل
میں دو آدمیوں کی محبت کا گذارہ
مشکل اور محال ہے۔ میں ہرگز آپ
کے ارمانوں کو نہ نکلنے دوں گی۔
آپ کی حسرتیں یوں ہی گھٹ گھٹ کر
دل میں رہ جائیں گی اور میں
بحالت جبر اپنی جان دے دونگی
کیونکہ جس پر میری جان۔ میری روح
فدا ہے وہ یہ ہے۔ یہی میرا ایمان
ہے۔ اور یہی میری آنکھوں اور
دل میں سمایا ہوا ہے۔ یہ وہ ہے
کہ جس کی نسبت آج سے نہیں
مجھے ایک مدت سے معلوم ہے کہ میں
اس کے لئے ہوں اور یہ میرے لئے
ہے۔ یہ وہ ہے جس کی کنیز بننے کا
بزرگوں نے میرے حق میں فیصلہ کر دیا
ہے۔ یہ وہ ہے کہ اگر زندگی بھر ظلم و جبر
کر کے مجھے اس سے جدا بھی رکھا
جائے تو مرنے کے بعد میری روح اسکے
شمع رخسار اور گل عارض کے گرد
بھونرے اور پروانہ کی طرح چکر لگاتی
رہے گی۔ یہ کہہ کر اس نے وہی
تصویر جسے اس نے ان سب مصیبتوں
میں نہیں چھوڑا تھا نکالی اور مہمان سنگھ
کو دکھا دی۔ جسے ناظرین بھی سمجھ

اور پہچان گئے ہوں گے کہ یہ ہری سنگھ کا فوٹو ہے۔

نقلی ہنومان سنگھ۔ تو کیا تمھارا یہی خیال ہے اور اب تم مجھکو بالکل نا امید کرتی ہو۔

پھول وتی۔ جب میں خود اپنی جان سے نا امید ہو گئی تو اب اور کس کو امید دلاؤں۔

ہر کہ دست از جاں بشوید ہر چہ در دل دارد بگوید

اب نہیں تربت پہ میلے تو نہوں پروا نہیں
میں تو یہ سمجھا ہوں جب میں ہی نہیں دنیا نہیں

نقلی ہنومان سنگھ۔ خیر صرف اس وجہ سے کہ

وفاداری بشرط استواری اصل ایمان ہے
مرے بتخانہ میں تو کعبہ میں گاڑو برہمن کو

میں بھی اب تمھیں وہ خوشخبری سناتا ہوں جسے سن کر تمھاری طبیعت خوش ہو جائے گی۔ اور وہ یہ کہ تمھاری مصیبت کا خاتمہ ہو چکا۔

پھول وتی۔ یہ تم پہلے بھی کہہ چکے مگر ہائے میری مصیبتوں کا خاتمہ ہوا ہے نہ ہوگا۔

نقلی ہنومان سنگھ نے پھول وتی کو آبدیدہ دیکھکر چپکے سے کہدیا کہ راجکماری گھبراؤ نہیں ہنومان سنگھ کو تو اس کے کیفر کردار کی میں نے سزا دیدی ہے اور میں وہی تمھاری داسی مونگا ہوں۔

یہ سن کر پھول وتی کو جتنی خوشی ہونی چاہیئے تھی ہوئی اور اس نے اس وقت کہ جب ایک جھلک مونگا نے اپنی صورت دکھائی چونک کر بولی کہ پیاری مونگا تم کہاں۔

مونگا۔ سکھی کچھ نہ پوچھو تم نے نہیں تمھاری محبت نے مجھے بیحد پریشان کر دیا ہے کل جس وقت کہ میں تمھارے پاس پہونچی اور دیکھا کہ تم نہیں ہو مجھے جتنا افسوس ہوا اسی قدر تمھارے اوپر غصہ بھی آیا۔ اور وہ صرف اس وجہ سے کہ میں نے سمجھا کہ تم نے مجھ سے دوبارہ دغا کی اور مجھے یہ خیال آیا کہ تم صرف کسی کے کہنے کی وجہ سے چلی گئیں مگر اتفاق سے مجھے اسوقت وہ عبارت نظر پڑ گئی کہ جو تم لکھ آئی تھیں جس سے مجھے یہ پتہ چل گیا کہ تم منگل سین کے قبضہ میں پڑ گئیں۔ میں نے پھر ذرا بھی دیر نہ کی اور اپنی صورت بدل کر ادھر ادھر تمھاری تلاش میں سرگرداں پھرتی رہی تھیں اسوقت میں پہونچی جب منگل سین کی کہ ہنومان سنگھ

کے عیاروں سے جنگ ہو رہی تھی
میں نے اُس وقت کسی کی طرف سے
لڑنا نہ چاہا اس واسطے کہ میں تو
اُن دونوں کے خلاف تھی ۔ میں
اس کی منتظر رہی کہ فتح اور شکست
کس کو ہوتی ہے ۔ آخر منگل سین
زخمی ہوکر گھوڑے سے گرا ۔ اور تم بھی
گریں ۔ میں نے اُس وقت بھی چاہا
کہ تمھیں اُٹھاؤں مگر ایسا کر نہ سکی
آخر ہنومان سنگھ کے عیار ایک جگہ
آرام لینے لگے میں بھی ساتھ تھی میں
نے اُن کے ایک عیار کو ایک ترکیب
سے بیہوش کیا ۔ اور خود اُس کی
صورت بنکر اُن کے ساتھ ساتھ رہی
یہاں تک کہ یہ سب لوگ رات کو
ہنومان سنگھ کے پاس آئے اور صلاح
ٹھہری کہ رات کو تمھیں کچھ نہ کہا جائیگا
صبح کو دو دو باتیں ہوں گی ۔ میں
نے سوچا کہ کوئی ایسی تدبیر اور عیاری
کرنی چاہیئے کہ ہنومان سنگھ کو کسی
سختی کا تمھارے ساتھ موقع ہی
نہ ملے ۔ چنانچہ میں نے یہی کیا ہنومان سنگھ
علی الصباح پوجا کرنے جس مندر میں
جاتا ہے ۔ میں نے اس مندر کے
پوجاری کو چلم پلاکر بیہوش کیا ۔ اور
اس کی صورت بنکر وہاں رہی جب
یہ پہونچے تو میں نے پھول اور ٹیکے
وغیرہ میں بیہوشی ملا رکھی تھی سب کام
پہلے ہی سے تیار تھا ۔ پرستو پھول وغیرہ
اُن کی نذر کئے پھول سونگھتے ہی
وہ بیہوش ہوگئے اور میں نے
اُن کا پشتارہ باندھکر مندر کے ملحق
جو باغ ہے اُس میں انھیں ڈالدیا
اور آپ اُن کی صورت بن کر یہاں
تک آئی ۔ اب تم ہی کہو کہ تمھارا کوئی
سچا عاشق بھی اس سے زیادہ تمھارے
لئے کیا کوشش کرسکتا ہے ۔

پھول وتی ۔ مونگا پیاری مونگا
غریب و بیکس کی مددگار مونگا ۔ میں
حیران ہوں کہ آخر میں وہ زبان کہاں
سے لاؤں جس سے تمھارا شکریہ ادا کروں

مونگا ۔ خیر یہ تو سب کچھ ہوتا رہے گا
تمام عمر میرا شکریہ ادا کرتی رہنا مگر اب
فرصت کا وقت ہے بہتر ہے کہ اُٹھ کھڑی ہو
چلو ورنہ یہ یقینی بات ہے کہ اگر راز
کھل گیا تو تم اور میں دونوں کی دونوں پر
بڑی سخت آفت آئے گی ۔ دوسرے
یہ دیکھو کہ جس کے لئے تم اتنی پریشان
ہو اسی کی میں بھی خادمہ ہوں آخر اُس کی
جان پر میرے انتظار میں کیا بن رہی ہوگی

پھول وتی۔ مگر سکھی کیونکر ملیں۔
مونگا۔ واہ تم نے بڑا سوال کیا۔ بڑی بھولی ہو۔ اتنا نہیں سمجھ سکتی کہ جو اتنی عیاریاں کر کے یہاں تک آن پہونچی۔ اسکے لئے یہ کتنی بڑی بات ہے کہ وہ یہاں سے نکال نے جائے اس کا تم فکر نہ کرو۔ صرف تم اپنی طبیعت کو درست رکھو۔ اور دیکھتی جاؤ کہ اب میں کیا کرتی ہوں اور سے

زمیں چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا
بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

اچھا اب میں تمھارے پاس سے رخصت ہوتی ہوں۔ اور دوسری کارروائیاں کرتی ہوں۔
پھول وتی۔ دیکھو سکھی جو کچھ کرنا ہوشیاری سے کرنا۔
مونگا۔ خیر یہ سب دیکھا جائیگا پیاری یہ تو بتاؤ کہ اس روز جب تم یہاں سے گئی ہو میں نے دیکھا تھا کہ تمھارے پلنگ کے نیچے ایک گڑھا کھدا ہوا تھا آخر وہ کیا بات تھی
پھول وتی نے موتی کی فرمایش سے تہ خانہ سے ایک کنجی نکالکر لانے کا قصہ سُنا دیا۔
مونگا۔ تو کیا اب وہ کنجی اُسی کے پاس ہے
پھول وتی۔ ہاں اُنھیں کے پاس
مونگا۔ اف بڑا غضب کیا وہ یقینی بڑی کار آمد چیز ہے اور کبھی نہ کبھی وہ تمھارے کام آوے گی۔ اسوقت میں بھی نہیں کہہ سکتی مگر بہت بُرا ہوا
یہ کہہ کر مونگا چلی گئی۔ اور پھول وتی خوش ہوتی رہی۔ کہ ایشور نے بگاڑ کر کام بنا دیا۔ نقلی ہنومان سنگھ دیوان عام میں آیا۔ اور فوراً ایک چپراسی کو بلا کر حکم دیا کہ بدری ناتھ عیار کو بلا کر لاؤ۔
چپراسی حکم پاتے ہی چلا گیا اور تھوڑی دیر میں عیار بدری ناتھ کو بلا لایا۔ بدری ناتھ قاعدے کے موافق سلام کر کے حکم کا منتظر رہا۔
نقلی ہنومان سنگھ۔ رات تم نے جو کچھ ہم سے کہا تھا کہ پھول وتی کو سُندر گڑھ بھیجی دیا جائے۔ ہم بھی اب یہی مناسب سمجھتے ہیں۔ آج ہی ہم خود بھی جائیں اور تم اگر مناسب سمجھو تو ہمارے ساتھ ساتھ چلو۔ کیونکہ جہاں تک ممکن ہوا ہم نے پھول وتی کو سمجھایا۔ مگر وہ ایک بھی نہیں مانتی۔ اور اُس کے دل میں اب تک وہی خیالات بیٹھے ہوئے ہیں۔ نہ مجھے اس سے یہ

امید ہے کہ آیندہ وہ کوئی بات مانیگی
اس لئے یہی بہتر ہے کہ اُسے وہاں
بھیجدیا جائے۔ اور چندروز کے واسطے
وہاں کہہ دیا جاوے کہ ذرا سختی سے
کام لیاجائے۔ اگر میں اس وقت
اس پر کوئی زور ڈالتا ہوں تو
صرف یہ اندیشہ مجھے پریشان کرتا
ہے کہ کہیں تنگ آکر یہ اپنی جان
نہ کھووے۔ اور مجھے تمام عمر کو
فراق میں زندگی دشوار ہو۔
عیار۔ جو حضور کی مرضی ہو بہتر ہے
بن سندرگڈھ بھیجنے کو بہت ہی
اچھا جانتا ہوں خود جانے کو اسوقت
اس واسطے تیار نہیں ہوں کہ مبادا
یہاں دوسری جگہ کے عیار آئیں اور
کوئی ایسی کارروائی کر جائیں جس
سے بی۔ کو ندامت اٹھانی پڑے
نقلی ہنومان سنگھ۔ اچھا بہتر ہے
تم یہیں رہو۔ اور چپراسی کو کہو کہ
کہاروں کو ڈنس کی تیاری کا حکم دیں
ہم خود ساتھ جائیں گے۔
عیار نے فوراً ایسا ہی کیا۔ اور
دو گھڑی کے عرصہ میں ڈولی تیار ہوگئی
اور محل میں پہونچادی گئی۔
نقلی ہنومان سنگھ۔ گھوڑے سے اُتر کر
محل میں پہونچے اور پھول وتی کو
کہا۔ بس دیر نہ کرو فوراً پالکی میں
سوار ہو جاؤ۔
پھول وتی خود پہلے ہی سے منتظر
تھی۔ وہ دیر کیوں کرنے لگی تھی فوراً
سوار ہو گئی۔ نقلی مہاراج نے اپنا
گھوڑا کسوایا خود بھی سوار ہوئے۔
اور پانچ چھ سوار اور سپاہیوں کو
ساتھ لیکر وہ بھی سندرگڈھ کو چلدئے
نقلی مہاراج۔ (یعنے سونگا
معنے دلجیت سنگھ) کو جانا تو
کہیں اور ہی تھا۔ اس واسطے
اُنھیں سندرگڈھ کی طرف جسقدر
دکھاوے کے لئے بھی چلنے وہ بھی
ناگوار اور بہت ناگوار ہوا۔ مگر
ایسا نہ کرتے تو بھی دقت تھی۔ خاص
لوگوں کو اس حرکت سے شبہ ہو جاتا
اور پھر معلوم نہیں ہے کہ کیا قیامت
بپا ہوتی۔
لہذا یہ کچھ دور سندرگڈھ کے
راستہ میں چلے اور پھر ایک جگہ ٹھہر کر
سپاہیوں اور سواروں کو حکم دیا
کہ تم لوگ ٹھہرو۔ سب ٹھہر گئے۔
نقلی ہنومان سنگھ نے فوراً ایک
پرچہ لکھکر اُن کو دیا کہ سب کے سب

اسی وقت طوطا گڈھ جاؤ۔ اور یہ پرچہ پاربتی ناتھ عیار کو دو۔ اور زبانی کہہ دو کہ آپ کو بلایا ہے۔ ہم اس وقت تک یہیں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ سوار یا سپاہیوں کو تعمیل ارشاد میں عذر کیونکر ہوسکتا تھا وہ بغیر کچھ پس وپیش کئے ہوئے سب چلے گئے۔

ادھر انھوں نے قدم رکھا ادھر انھوں نے بھی نقلی ہنومان سنگھ نے پالکی دوسرے راستہ پر بڑھانے کیلئے کہاروں کو حکم دیا۔ اور دوسری طرف کو روانہ ہوئے۔

سترھواں باب

پہاڑ کی سیدھی پگڈنڈیوں کو چھوڑکر نقلی ہنومان سنگھ نے دوسرا راستہ اختیار کیا۔ اور وہ اس کے دوسرے پرپیچ راستوں پر چلتے رہے۔ اسی واسطے کہ جس قدر کہ راجگڈھ طوطا گڈھ سے نزدیک تھا اتنی جلد نہ پہونچ سکے۔ اور ادھر ادھر پھرنے کی وجہ سے شام ہوچلی۔ آفتاب کی روشنی اور اس کی زرد دھوپ طلوع کے وقت کی طرح صرف پہاڑی کی بلند چوٹیوں پر باقی رہ گئی اور یہ بھی رفتہ رفتہ غائب ہونے لگی۔ یہاں تک کہ جب نقلی ہنومان سنگھ نے راجگڈھ میں قدم رکھا اس وقت اچھا خاصہ اندھیرا ہوچکا تھا۔ اور اگرچہ شہر کی لالٹینوں وغیرہ نے اس اندھیرے کے کم کرنے میں بہت کچھ حصہ لیا تھا تاہم یہ انکا فیض بڑے بازاروں کے واسطے تھا۔ گلیوں میں ایسا نہ تھا وہاں بدستور اندھیرا تھا۔

اس وقت نقلی ہنومان سنگھ نے مصلحتاً عام راستوں کو طے نہ کیا۔ بلکہ وہ انھیں خاص خاص گلیوں سے چلتا رہا جن میں آمد ورفت بہت کم تھی۔ وہ ایک مکان پر پہونچا جو اکثر خالی رہا کرتا تھا اور یہاں سوائے کماری سنگھ دلجیت سنگھ اودے سنگھ کے اور کوئی بھی نہ آتا تھا۔ مگر چونکہ کنجی ہمیشہ دلجیت سنگھ کے ہی پاس رہتی تھی اس لئے اسنے اسوقت بھی اسے کھول لیا۔ یہ مکان خالی تو ضرور تھا۔ مگر اس کے تکلفات میں کچھ کمی نہ تھی آرایش کی وجہ سے دلہن بنا ہوا تھا۔ ہنومان سنگھ نقلی نے کہاروں کو اندر پالکی پہونچانے کا حکم دیا۔

اور پھول وتی کو وہاں اتروا دیا اور آپ ایک گھڑی کو رخصت ہو کر دو چار باندیوں کو بلایا اور پھول وتی کی خدمت میں چھوڑ کر کہاروں کو ٹھہرنے کا حکم دیا۔

اب اُس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی وہ سمجھ رہا تھا کہ اگرچہ میں راجکمار کی اطلاع بغیر چند روز تک اُن کے پاس سے جدا رہا مگر جب وہ یہ سب حال سنیں گے اور خصوصاً پھول وتی کے آنے کا حال اُن کو معلوم ہو گا تو وہ خوش ہونے کے علاوہ بہت کچھ انعام دیں گے اور میری مصیبت کی داد مجھے یہ ملے گی کہ میری عزت اُن کے دل میں بہت زیادہ ہو جائیگی وہ ایشور کا شکر کرتا رہا۔ اپنا لباس بدل کر اور اصلی دلجیت سنگھ بنکر اپنے گھر کے دروازہ پر پہونچا یہاں بہت سے آدمی اُس کو دیکھکر بھونچکا سے رہ گئے مگر اِس کی اُس نے کچھ پرواہ نہ کی۔ بلکہ یہ سمجھا کہ چونکہ میں بہت دنوں سے یہاں سے بغیر اطلاع کئے ہوئے چلا گیا تھا۔ اسلئے یہ سب لوگ متعجب ہیں۔ اب وہ اندر گیا اس کا باپ رنجیت سنگھ بیٹھا ہوا اتفاق سے اس کا ذکر کر رہا تھا جوں ہی اُس کو دیکھا وہ محبت پدری کے اقتضا کی وجہ سے دوڑ کر اٹھا اور بچھڑے ہوئے بیٹے کو چھاتی سے لگا لیا۔ دیر تک پیار کرنے کے بعد اُس نے غائب ہونے کا حال پوچھا اور ساتھ ہی یہ بھی سوال کیا کہ ہری سنگھ بھی تمھارے ساتھ تھے وہ واپس آئے یا نہیں جسے سنکر دلجیت سنگھ کے ہوش اُڑ گئے۔ اور اُنھوں نے تعجب کے لہجہ میں جواب دیا کہ میں کیا کمار ہری سنگھ یہاں نہیں ہیں۔

رنجیت سنگھ۔ نہ ہری سنگھ ہیں نہ مان سنگھ نہ اُدے سنگھ)۔

دلجیت سنگھ۔ یہ لوگ کب گئے۔

رنجیت سنگھ نے یکے بعد دیگرے کے جانے کا قصہ سنایا۔ اور پھر سب حال دلجیت سنگھ سے مفصل پوچھا۔ دلجیت سنگھ نے بھی مصلحت وقت سے چھپانا۔ اور شرم کرنا مناسب نہ سمجھا اور صاف صاف کہدیا۔ کہ یوں ہم دونوں کو تکیے کے نیچے ایک خط ملا منتشر ہو کر تفریحاً طوطا گڈھ گئے اور یوں کمار کے سر پر پھول گرا۔ اور وہ عاشق ہوئے۔ اور یوں اور خط تکیے کے

نیچے رکھے ہوئے انھیں ملتے رہے یوں
میں پھول وتی کے پاس پہونچا اس
اس عیاری سے آسے لے آیا۔ اور
پھول وتی اس طرح اپنے گھر سے نکلی۔
رنجیت سنگھ نے یہ سب سنا
اور انھوں نے دلجیت سنگھ کو بہت کچھ
ڈانٹا۔ اس کے بعد وہ گہرے فکر
میں پڑگئے کہ اب کیا کیا جائے۔ دونوں
راجکمار اور اودے سنگھ کو کہاں
تلاش کریں انھوں نے پوچھا کیا تمکو
یہ معلوم ہوگیا ہے کہ وہ کون ہے کہ
جس نے اشتیاقیہ خط بھیجے۔ ممکن ہے
کہ راجکمار ہری سنگھ وہیں ہوں۔
یا یہ کہ وہ بھی تمھاری طرح طوطا گڈھ
میں ہوں۔

دلجیت سنگھ۔ یہ ممکن ہے کہ وہ
جہاں آپ کا خیال ہے وہاں گئے
ہوں۔ مگر اتنا مجھے معلوم ہے کہ طوطا گڈھ
میں وہ نہیں ہیں۔ دوسرے یہ بھی
مشکل ہے کہ وہ وہاں گئے جہاں
کے اُن کے پاس خط آرہے تھے
کیونکہ انھیں بالطبع وہاں جانے سے
نفرت تھی بلکہ انھوں نے ایک مرتبہ
بہت نفرت آمیز خط بھی لکھدیا تھا
دلجیت سنگھ سے یہ سُنکر رنجیت سنگھ
نے صرف یہ جواب دیدیا کہ اس وقت
تو تم بھی آرام کرو۔ اور میں بھی سوتا ہوں
مگر صبح کو مہاراج کو اس قصہ سے
مطلع کردینا چاہیئے کہ معاملہ یہ ہے۔
کیونکہ وہ نہایت پریشان ہیں۔ بڑا
غضب یہ ہوا ہے کہ چلتے وقت
مان سنگھ اور اودے سنگھ نے بھی
یہ خبر نہ کی کہ دراصل اُن کا کیا منشا
تھا۔ اگر یہی بات تھی کہ وہ تمھاری
اور ہری سنگھ کی تلاش میں گئے تھے
اور انھیں سب راز معلوم تھا تو انھیں
ہم کو بھی خبر کردینی ضروری تھی۔
ہری سنگھ کی نسبت جہاں کہیں
وہ گئے ہیں میں سمجھ گیا۔ وہ خط ضرور
اس جادوگرنی کے تھے جو اس پہاڑی
میں رہتی ہے۔ اس کے سوائے
اور کسی کے نہیں ہوسکتے۔

دلجیت سنگھ۔ ہاں اس وقت مجھے
بھی یہ خیال پیدا ہوگیا۔

رنجیت سنگھ۔ مگر اب تم دوبارہ
پھول وتی کی خبر لینے نہ جاؤ گے۔

دلجیت سنگھ۔ جاؤں گا۔ مگر میں اس
فکر میں تھا کہ اب اُسے کیا جواب دونگا
وہ صرف کمار ہی کی وجہ سے یہاں
تک آتی ہے۔ جب وہ یہ سُننے گی

کہ ہری سنگھ دفعتاً غائب ہوگئے۔ تو وہ زندہ نہ رہے گی۔ دوسرے یہ کہ اب تک اس پر یہ ظاہر نہیں ہے کہ کوئی مرد اُسے لایا ہے۔ بلکہ وہ اب تک مجھے بھی عورت ہی سمجھے ہوئے ہے اگر اس سے اس عیاری کا حال کہا گیا تو عجب ہے کہ وہ ہم سے بھی بدگمان ہو جائے۔ تیسرے یہ کہ میرا اُس سے وعدہ یہ ہے۔ کہ میں تجھے اپنے گھر رکھوں گا اب اگر یہاں لایا تو یہ خبر مشہور ہو جاوے گی دوسرے یہ کہ جب وہ یہ دیکھے گی کہ جس کے ساتھ میں یہاں تک آئی ہوں۔ وہ نہیں ہے تو وہ فریب بھی سمجھے گی اور بہت سخت گھبرائے گی۔

رنجیت سنگھ اس کی تدبیر یہ ہے کہ تم اس وقت اسی صورت سے پھول وتی کے پاس جاؤ۔ جس صورت سے اب تک تم اُسکے پاس رہے ہو۔ اور اس سے ملکر صاف صاف یہ کہہ دو کہ میرا نام یہ ہے۔ اور میں ہری سنگھ کا دوست اور بھائی ہوں آج سے میں تمھارا بھی بھائی بن کر رہوں گا۔ ہری سنگھ کے غائب ہونے کی خبر ہرگز اُس پر ظاہر نہ کرو۔ بعد ازاں تم پھول وتی کو یہاں لے آؤ۔ اور یہاں ہر طریقہ سے اُس کی خاطر کی جائے۔ میں نے آج سے یہ سمجھ لیا ہے کہ پھول وتی میری ایک لڑکی ہے اگر میں زندہ رہا اور خیریت سے وہ دن آیا تو پھول وتی کی شادی کمار ہری سنگھ کے ساتھ دھوم دھام سے کروں گا۔

دلجیت سنگھ۔ ہاں یہ سب تو ٹھیک ہے اور ہمیں یہی تدبیر کرنی بھی چاہیئے۔ مگر مجھے شرم آتی ہے بہتر ہے اگر آپ بھی اس اثنائے گفتگو میں تشریف لے آویں۔

رنجیت سنگھ۔ اچھا تم جاؤ میں بھی آتا ہوں

دلجیت سنگھ اسی مکان میں چلدیا جہاں وہ پھولوتی کو نروکشٹ کر آیا تھا۔ اس وقت تک اُس نے مونگا کی صورت بنائی تھی۔

وہ جا رہا تھا کہ راستہ میں اُسے ایک فقیر ملا۔ جو نہایت حسین تھا اور اس حالت میں کہ جب اُس نے اپنے چہرے پر بھبوت مل رکھا تھا وہ

نہایت ہی حسین معلوم ہوتا تھا اُسنے چلتے چلتے موہنگا کا ہاتھ تھام لیا۔ یہ لفظ اُس کی زبان سے نکلے۔

کیا تم دلجیت سنگھ ہو؟

دلجیت سنگھ۔ ہاں میں دلجیت سنگھ ہوں۔ تمھارا اس سوال سے کیا مطلب ہے اور تم کون ہو۔

فقیر۔ اطمینان ہو تو میں کسی جگہ تم سے دو باتیں کر لوں۔

دلجیت سنگھ۔ میں اس وقت ضروری کام میں ہوں۔ بہتر ہے کہ تم مجھ سے جو کچھ کہنا ہو وہ یہیں کہہ دو۔ اور اگر اور کچھ مطلب ہے تو کسی دوسرے وقت پر کہنا۔ ایک تو میں اسوقت ضروری کام سے جا رہا ہوں۔ دوسرے یہ کہ میں ابھی ابھی راجگڈھ سے آیا ہوں۔ دن بھر کا سفر کیے ہوئے ہوں اس لئے تھک بھی گیا ہوں۔

فقیر۔ آپ صرف آج ہی کے تھکے ہوئے ہیں اور میں اُن کی تلاش میں پھرتا پھرتا آپ سے بھی زیادہ تھک گیا ہوں اس لئے آپ کا مجھ سے یہ کہنا قریب قریب فضول ہے مجھے آپ کی تکلیف کی پروا نہیں ہے۔

دلجیت سنگھ یہ سنکر بہت زیادہ غصے

اور اُنھوں نے یہ کہہ کر کہ واہ یہ تو وہی بات ہے کہ مان نہ مان میں تیرا مہمان۔ جان نہ پہچان بڑی خالہ سلام۔

فقیر۔ آپ کچھ بھی سمجھ لیجیے مگر مجھے جو کچھ کہنا ہے وہ کہے بغیر نہ رہوں گا۔

دلجیت سنگھ نے دیکھا کہ یہ ایک فقیر ہے ممکن ہے کہ کوئی بات میری بھلائی کی کہتا ہو۔ کیا ہرج ہے لاؤ سن لوں مگر خوف یہ ہے کہ پتا جی سے میں کہہ آیا ہوں کہ میں پھول وتی سے حسب ہدایت کچھ کہتا ہوں آپ بھی آجائیے۔ اس لئے وہ بھی آتے ہونگے لہذا اسے بھی وہیں لے چلنا چاہیے اور وہیں اُن کی باتیں سننا چاہیے۔

چنانچہ وہ اُس کو ساتھ لیئے ہوئے اُدھر چلدئے مکان کے دروازے پر پہونچ کر اُنھوں نے کہا کہ لو جو کچھ تمھیں مجھ سے کہنا ہو کہو پھر میں دوسرا کام کروں۔

فقیر۔ اجکل ہری سنگھ کہاں ہیں۔

ہری سنگھ کا نام سنکر دلجیت سنگھ کے کچھ کان سے کھڑے ہوئے اور اُنھیں شبہ ہوا کہ کہیں یہ بھی کوئی عیار نہو۔ کہ میری اور اُن کی تلاش میں یہاں تک آیا ہو۔ اس لئے اُنھوں

نے جھوٹ بولا اور کہا کہ کمار اپنے واں محلوں میں ہونگے مجھے معلوم نہیں۔

فقیر۔ افسوس کہ تم مجھ سے بات چھپاتے ہو حالانکہ تمھیں معلوم ہے کہ ہری سنگھ یہاں نہیں ہیں۔

دلجیت سنگھ۔ خیر اگر وہ یہاں نہیں ہیں تو بھی مجھے معلوم نہیں ہے آپکو جو کچھ کہنا ہو کہئے۔

فقیر۔ خیر آپ نہیں بتاتے ہیں تو نہ بتایئے۔ مگر سن لیجئے کہ جب تک راجکمار ہری سنگھ یہاں وہ واپس نہ آئیں اُس وقت تک میں آپ کا مہمان ہوں اور جبریہ بھی آپ کو مہمان رکھنا پڑے گا۔

دلجیت سنگھ۔ مہمان رکھنے میں تو مجھے کچھ زیادہ عذر نہیں ہے۔ مگر یہ آخر کیوں۔

فقیر۔ اس لئے۔ یہ کہکر اُس نے اپنی جھولی سے ایک پرچہ نکال کر دیا اور کہا پہچان لیجیے کہ یہ راجکمار کا لکھا ہوا ہے یا نہیں ہے

دلجیت سنگھ نے پرچہ کا خط دیکھا دستخط دیکھے کمار کا لکھا ہوا تھا اور انھیں کے دستخط تھے اس سے اطمینان ہوا تو پرچہ پڑھا لکھا تھا۔

میرے پیارے بھائی اور میرے سچے دوست دلجیت سنگھ۔ میری وجہ سے تم فکرمند ضرور ہوگے میں اب تک واپس آجاتا۔ مگر جو امر مانع ہوئے وہ تم ان سے پوچھ لینا۔ جنھیں میں تمھارے پاس بھیجتا ہوں۔ اُن کا نام سیتا ہے اور یہ میری پیاری کے پاس سے میرے پاس جانے کا ارادہ کرکے اور خط لیکر چلی تھیں راستہ میں مصیبت میں پھنس گئیں اور مجھ سے ملاقات ہوئی مجھے خط پہونچایا اور بہت مدد کی۔ اس وقت میں طوطا گڈھ جاتا ہوں۔ میرے آنے تک انھیں مہمان رکھنا۔ اور ہر طرح خاطر کرنا کیونکہ ع۔ دو چنداں کیوں نہ چاہوں تو مرے جانی کا جانی ہے

بقیہ اپنا حال یہ آپ سناوینگی۔

(آوارہ دشت غربت ہری سنگھ) تاریخ دن

دلجیت سنگھ۔ کیا پرسوں کمار طوطا گڈھ گئے ہیں۔

سیتا۔ ہاں پرسوں گئے ہیں۔

دلجیت سنگھ۔ اُف۔ انھیں وہاں پہونچ کر بڑا صدمہ ہوا ہوگا۔ کیونکہ اسی روز یہ واقعہ ہوا ہے۔ ہائے بدقسمتی نے وہاں میری اُن سے ملاقات

نہ ہونے دی۔
سیتا۔ کیا کوئی خاص بات ہوئی۔
دلجیت سنگھ نے مختصر مختصر اس روز
کے تمام واقعے اور پھول وتی کے
وہاں سے غائب ہونے کا حال سُنا دیا
اور ساتھ ہی پھول وتی کے راجکماری کے
آنے کا بھی قصہ دہرایا۔
سیتا۔ تو پھول وتی اب یہیں ہیں۔
دلجیت سنگھ۔ ہاں وہ یہیں ہیں
اور اُس وقت میں اس غرض سے
انھیں کے پاس جا رہا تھا۔ (اپنا تمام
منشا ظاہر تو سنا دیا)
سیتا۔ کچھ غم نہیں اب میں پھول وتی
کو ہر طرح راضی کروں گی آپ صرف
کمار کو تلاش کرنے یا لینے کے لئے کل
ہی چلے جایئے۔
اُس وقت جو کچھ باتیں ہوئیں بہت
مختصر ہوئیں بعدہ نقلی مونگا۔ سیتا کو
اسی صورت سے لئے ہوئے راجکماری
کے پاس چلی گئی۔ جہاں وہ بہت
پہلے سے اس کی منتظر تھی۔
مونگا کو دیکھکر تو پھول وتی
اُٹھی۔ مگر ایک فقیر کو دیکھکر رک گئی
مگر نقلی فقیر نے اس کی پرواہ نہ کی
اُس نے بیساختہ پھول وتی کی بلائیں
لیکر اس کے لب رنگین کا بوسہ لیا
اتنے کہ پھول وتی کچھ اعتراض یا
کوئی سوال کرے اُس نے غائب ہوکر
فوراً اپنی صورت سیتا کی بنائی۔ اور
کہا کہ سکھی پھول وتی اب تو تمھیں غربت زدہ
سیتا کی گستاخی کی کوئی شکایت نہ ہوگی
راجکماری۔ پیاری سیتا تم یہاں کہاں
سیتا۔ آپ نے کبھی مجھے کہیں بھیجا
تھا یا نہیں۔ ہائے سکھی صرف تمھارے
لئے ہی مصیبتیں برداشت کر رہی ہوں
مگر افسوس کہ تم نے میری خبر بھی نہ لی
کہ سیتا خط لیکر گئی تھی جواب کیوں نہ
لائی زندہ ہے یا مر گئی سچ ہے دنیا
اور مطلب۔
پھول وتی۔ نہیں نہیں میری مونس سیتا یہ
بات نہیں ہے بلکہ مونگا میری گواہ
ہیں اُن سے پوچھ لو کہ میں کن کن
مصیبتوں میں رہی ہوں خود جس روز
تم میرا خط لیکر چلی ہو اس روز کی
تمھاری تکالیف کی مجھے سب کچھ
خبر تھی۔ مگر میں کچھ کر نہ سکی شکر ہے
کہ تم نکل گئیں تھیں اور یہ بھی تم نے
بڑی عقلمندی کی کہ تم پھر نہ واپس
نہیں گئیں۔ خیر ایشور کا ہزار شکر ہے
کہ تم یہاں آگئیں۔ ورنہ میرا دل

گھبرایا کرتا۔ جب یہ باتیں ہو چکیں تو اب نقلی مونگا نے دوسرا قصہ شروع کیا۔ اور اول سے آخر تک اپنا سب صحیح حال۔ کمار کا بیقرار ہونا۔ تم انکی بغیر اطلاع طوطا گڈھ جانا۔ خط پہونچانا۔ مونگا بنکر رہنا۔ وغیرہ وغیرہ سب قصے پھول وتی کو سنا دئے۔ اور بعدہ اپنا نام بتا کر کہہ دیا کہ آج سے تم مجھے اپنا بھائی سمجھ لو۔ اور میرے گھر چلکر رہو۔ سیتا تمھارے ساتھ رہیگی ساتھ ہی سیتا نے بھی حد سے زیادہ دلجیت سنگھ کی تعریف کی۔ جس کی وجہ سے راجکماری کے دل پر ذرا بھی میل نہ آیا اور وہ دلجیت سنگھ سے ویسی ہی راضی رہی جیسی کہ مونگا پر مہربان تھی۔ مگر اس نے یہ استدعا کی کہ میں اسی مکان میں علیحدہ بہت اچھی ہوں۔ جسے کہ دلجیت سنگھ نے خوشی سے منظور کر لیا۔ بعدہ پھول وتی نے شرمائے ہوئے لہجہ میں۔ کمار کو دریافت کیا مگر اس کے متعلق دلجیت سنگھ نے بہت مجمل جواب دئے۔ جن سے یہ بھی نہ ثابت ہوتا تھا کہ کمار باہر ہیں اور یہ بھی نہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ یہاں ہیں۔

اتنے میں رنجیت سنگھ آگئے اور انھوں نے بھی پھول وتی کو پدرانہ شفقت سے پیار کر کے بہت سمجھایا۔ اور تسلیاں دلائیں۔ اس کے بعد یہ دونوں رخصت ہو گئے اور صرف کماری اور سیتا یہاں رہ گئیں۔ دونوں میں رات بھر باتیں ہوتی رہیں اور اپنا اپنا حال ایک دوسری کو سنایا مگر سیتا نے بھی کمار کی مصیبت میں پھنسنے کا حال اسے نہ سنایا۔ کیونکہ وہ دلجیت سنگھ کے مجمل جواب دینے کی وجہ سمجھ گئی تھی۔ صبح ہونے آئی تو دونوں کی آنکھ لگ گئی۔

ادھر دوسرے روز علی الصباح دلجیت سنگھ نے سیتا کا لایا ہوا پرچہ رنجیت سنگھ کو دکھایا جس پر انھوں نے اپنی بہت ہی نا اطمینانی ظاہر کی اور کہا کہ جس صورت سے ممکن ہو تم بعد مہاراج کے ملنے کے طوطا گڈھ جاؤ اور ایک عیار کو ساتھ لیتے جاؤ اور راجکمار ہری سنگھ کی خبر لو۔ ازاں بعد بان سنگھ اور اودے سنگھ کو ڈھونڈو۔ اگر کوئی مصیبت پڑے تو فوراً مجھے مطلع کرو۔ باتیں کرتے کرتے دربار کا وقت آگیا۔ اور رنجیت سنگھ دربار میں گئے

سب سے پہلے آج ہی تذکرہ چھیڑا اور سب اصلی کیفیت سے مطلع کر دیا۔

مہاراج دلیپ سنگھ۔ پھر اب کیا ارادہ ہے۔

رنجیت سنگھ۔ میں ایک عیار اور دلجیت سنگھ کو آج ہی پھر روانہ کرتا ہوں۔ وہ دونوں کمار آجائیں تو شادی ہونی چاہیئے۔ پھول وتی گویا بیری لڑکی ہے۔

مہاراج۔ کہیں وہ آ تو جائیں۔

رنجیت سنگھ۔ آپ کچھ فکر نہ کیجیے اگر ایشور کو منظور ہے تو اب سب کام ہوا جاتا ہے۔ مجھے چونکہ دلجیت سنگھ کو رخصت کرنا ہے لہذا میں اسوقت اجازت چاہتا ہوں دوسرے وقت حاضر ہوں گا۔

رنجیت سنگھ اپنے مکان پر گیا اور جاکر دلجیت سنگھ سے کہا تم جاؤ کسی عیار کو اپنے ہمراہ لے جاؤ اور اسی وقت چلے جاؤ تو بہت اچھا ہے۔

دلجیت سنگھ نے سامان عیاری درست کیا۔ ایک عیار کو جس کا نام باسدیو تھا اپنے ہمراہ لیکر اُسی روز وہ طوطا گڈھ کے ارادہ سے چلدیا کہ وہاں جاکر رنگ دیکھے کہ پھول وتی کے نکالنے کے بعد وہاں کے معاملات نے کیا صورت اختیار کی ہے۔

اٹھارھواں باب

اب ہم آپکو پھر طوطا گڈھ میں لیے جاتے ہیں۔ اور وہاں کا حال بتلاتے ہیں۔ دلجیت سنگھ نے جس وقت پرچہ دے کر سواروں کو رخصت کر دیا۔ اور آپ وہ راجکماری پھول وتی کو لیکر راجگڈھ چلے آئے۔ جب وہ سوار وہاں پہونچے انھوں نے حسب الحکم بدری ناتھ عیار کو تلاش کر کے پرچہ دے کر زبانی بھی ساتھ ساتھ یہ پیغام پہونچایا کہ آپ کو فوراً مہاراج نے بلایا ہے۔ بدری ناتھ خیال کرنے لگا کہ مہاراج چلتے وقت مجھے لے نہ گئے ایسا کیا کام پڑا جو مجھے بلایا کوئی نہ کوئی بات ضرور ہوئی ہوگی اسی واسطے پرچہ انھوں نے فوراً پڑھا جسمیں یہ لکھا تھا۔

بدری ناتھ۔ نہ تم لوگوں سے اس وقت تک کوئی دشمنی تھی اور نہ بیر تھا۔ مگر دیکھا یہ گیا کہ تم نے خواہ مخواہ راجگڈھ والوں کا نام بدنام کر رکھا

ہے۔ اور پھر لطف یہ کہ اپنے آپ کو کچھ سمجھتے ہو اور دوسروں کو اپنے مقابلے پر کچھ بھی نہیں سمجھتے۔ لہذا انکو مزا چکھا دیا گیا۔ اور ہنومان سنگھ کے ظلموں کا بدلہ اُسے دیا گیا۔ یاد رکھو کہ پھول وتی کمار ہری سنگھ کی رانی بنے گی اس میں اگر تم حرص کروگے تو سوائے اس کے خطا پاؤگے اور کچھ بھی نتیجہ نہ ہوگا۔ جیسے تم نے ہنومان سنگھ سمجھا وہ دلجیت سنگھ رانی پھول وتی کے بر مہاراج ہری سنگھ کا ادنی عیار تھا۔ بہتر یہ ہے کہ اب تم کوئی فضول کوشش نہ کرنا کیونکہ کامیاب ہونے کی امید بہت کم ہے چونکہ ہمارے دشمنی مستحکم نہیں ہوئی لہذا تم کو بتایا جاتا ہے کہ تمھارے مہاراج ایک باغیچہ میں پڑے ہوئے ہیں تم اُن کو اُٹھا لاؤ۔ باقی پھول وتی راجگڈھ میں ہے اسکی تلاش اور حملہ نہ کرنا۔ (دلجیت سنگھ)

مکرر یہ کہ شاید تم کو خیال آئے اور تم میرا پیچھا کرو۔ ایسا بھی نہ کرنا ورنہ بُرا ہوگا میں تمھارے ہاتھ نہ آؤنگا۔ فقط

جوں ہی بدری ناتھ نے یہ خط دیکھا وہ متحیر اور حیران کھڑا رہ گیا۔ اور اُسے سخت رنج ہوا۔ مگر کیا کرتا چور کی ماں کوٹھی میں سر دیکر روئے۔

اُدھر سواروں نے تقاضہ کرنا شروع کیا کہ مہاراج نے بڑی سختی سے حکم دیا ہے کہ جلد آئیں۔ آپ کھڑے کھوئے سوچ رہے ہیں۔

بدری ناتھ تم لوگ جاؤ اور اپنے اور کام کرو ہم خود چلے جائیں گے اب تمھاری ضرورت نہیں ہے۔

اپنا آرام ہر کوئی چاہتا ہے سواروں کو کون سی غرض پڑی تھی کہ وہ خواہ مخواہ اصرار کئے جاتے۔ وہ بھی سلام کرکے چلے گئے۔

بدری ناتھ فوراً مندر والے باغیچہ میں پہونچا۔ اِدھر اُدھر گھومتے پھرتے ایک جگہ دیکھا کہ مہاراج چیر غشو ہوئے پڑے ہیں۔ دماغ پر بیہوشی کی پٹی چڑھی ہوئی ہے۔ دین دنیا کا ہوش نہیں حالت یہ ہے کہ بیہوش پڑے ہوئے جو زیادہ دیر گذر گئی ہے تو اب سانس بھی بہت ہی دیر میں نہایت مشکل سے آتی ہے۔

اب بدری ناتھ نے یہ چاہا کہ اگر میں نے وہاں جاکر انھیں ہوشیار کیا تو اس میں یہ شق پیدا ہو جائیگی

کہ مہاراج کہیں گے تم مجھ سے فریب کرتے ہو۔ اور اگر انہیں ہوش میں لایا تو وہ شاید ناراض ہوں گے خیر جو کچھ بھی ہو انہیں ہوشیار کردیں۔

چنانچہ بیہوشی کے دور کرنے کی دوا استعمال کی اور بے ہوشی کی پٹی دماغ سے اتار دی تب مہاراج نے آنکھ کھولی۔ اپنے آپ کو ایک عجیب عالم میں پایا کہ باغیچہ میں ایک گلاب کی جھاڑی میں پڑے ہوئے ہیں پاس ایک عیار بیٹھا ہوا ہے۔ سوچے کہ یہ آخر بات کیا ہے اور میں اس حال میں کیوں ہوں معاً یاد آگیا کہ پوجا کے وقت بیہوش ہوئے تھے۔ اٹھے اور بدری ناتھ سے کہنے لگے کہ کیا تم نے مجھے اسی حال میں پایا ہے۔

بدری ناتھ۔ ہاں اس کے سوا اور بھی کئی باتیں حضور سے عرض کرنی ہیں۔

ہنومان سنگھ۔ خیر تو ہے۔

بدری ناتھ خاموش ہوگیا۔ خاموشی پر اُن کا ماتھا ٹھنکا۔ سمجھے کہ میرا بیہوش ہونا اور یہاں پڑا ہونا کچھ معنے رکھتا ہے۔ مگر موقع دریافت کرنے کا نہ تھا۔ لہذا کچھ دیر صبر کیا۔ اور اس بات کی تحقیق کو دیوان عام میں پہونچنے پر موقوف و منحصر رکھا۔

دیوان عام میں پہونچنے میں دیر ہی کیا لگتی تھی دو چار منٹ گذرنے پر وہاں پہونچ گئے۔ بیٹھے تو خود بدری ناتھ ہی نے پہلے سوال کیا کہ آج آپ کے ساتھ کیا واردات ہوئی

ہنومان سنگھ۔ اور تو مجھے کچھ معلوم نہیں۔ البتہ صبح کے وقت جب میں پوجا کو آیا معمول کے موافق پوجا کرنے میں میرا سر چکرایا اور بیہوش ہوگیا۔ معلوم نہیں کہ یہاں جہاں کہ اس وقت تھا کیونکر پہونچ گیا کوئی نہ کوئی بات تو ضرور ہوگی۔

بدری ناتھ نے فوراً وہ پرچہ جو سواروں کے ہاتھ اسے دلجیت سنگھ کی طرف سے موصول ہوا تھا پیش کردیا مہاراج نے پڑھا پرچہ پڑھکر پہلی بات جو اُن کے منھ سے نکلی وہ یہ تھی کہ ہائے کیا پھول وتی پھر چلی گئی ہائے ؎

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

کیا یہ ظلم میرے اوپر راجگڈھ کے عیاروں نے کیا کچھ پروا نہیں ہے اگر سیدھی انگلیوں گھی نہ نکلے گا تو دوسری ترکیب کی جائیگی۔ شکر ہے کہ وہ میری سمجھی ہیں ہیں - میں بہت جلد اُسی کا فیصلہ کر دونگا جس کے لئے یہ سب جھگڑے کئے جا رہے ہیں۔ ہری سنگھ کی زندگی آخر ہونے والی ہے اور یہ لوگ اُس کو جلد قید سے پھانسی پر بھیجینگے اگر وہ غیرت دار اور بڑے زبردست ہیں ہم بھی ان سے کچھ کم نہیں ہیں - وہ اپنے پیر میں آپ کلہاڑی مار رہے ہیں۔ وہ جو کچھ کر رہے ہیں اپنے حق میں اچھا نہیں کرتے ہ

کرتا نہیں اگر تو نہ پروا کرے کوئی
اب ہم بھی وہ دکھائیں کہ دیکھا کرے کوئی

بہ ری ناتھ میرے اس کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ آج کسقدر صدمہ میرے دل پر ہے اور کسقدر چھریاں میرے دل پر چل رہی ہیں البتہ مجھے تمھاری غفلت کی شکایت ہے۔ دیکھا تم یہ کہتے تھے کہ اس معاملہ میں راجگڈھ والونکی کوئی سازش نہیں ہے۔ میں پہلے ہی یہ سمجھ رہا تھا کہ اُن کا دخل نہ ہونا غیر ممکن اور محال ہے۔ وہی ہوا تم نے ہمارا تجربہ دیکھ لیا مگر جب دشمن ہم پر سب وار کر چکے تو ہمارا خاموش رہنا بالکل بے جا ہے اب ہم کو بھی سب کچھ کرنا چاہیئے دیکھو سنو یوں تو میرے یہاں عیاروں کی کمی نہیں۔ گنگومل - بھوانی - ترلوکی۔ یہ سب زبردست عیار ہیں۔ مگر تم میرے معتمد اور سب کے سردار اور استاد ہو - میرا خیال ہے کہ جو کچھ تمھارے کرنے سے ہو سکتا ہے وہ کسی کے کئے نہ ہوگا۔ پھول دتی کے فراق کے صدمے مجھے جو کچھ ستائیں گے وہ ستائیں گے۔ مگر یہ رنج بھی میرے لئے کم نہیں ہے کہ دشمن کا ایک ادنی سا عیار یہ زبردست چال کر گیا۔ جلد سے جلد اس کا جواب دو اور پھول دتی کو جس صورت سے ممکن ہو وہاں سے نکال کر لاؤ - جس وقت تم اسے لے آؤ گے تو ایک دشمن کا میں فیصلہ کر دوں گا یعنی ہری سنگھ جو ہمارے قبضہ میں ہیں

اور قید میں انھیں اسی روز کسی نہ کسی
طرح سے پھول دتی کے سامنے قتل
کراؤں گا۔ یا اسی کے سامنے اُس سے
توبہ کرا کے چھوڑوں گا۔ بہرحال تم ابھی
جاؤ۔ روپیہ پیسہ۔ سامان۔ آدمی
یا اور جو کچھ تم کو درکار ہو وہ سب لیجاؤ
مگر پھول دتی کو لاؤ۔ اور دلجیت سنگھ
کو گرفتار کرو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تم
پر سخت عتاب ہوگا۔

بدری ناتھ۔ حکم کی تعمیل بہت جلد
کروں گا۔ لیکن یہ بتا دیجیے کہ آپ نے
کمار کو کہاں قید کر رکھا ہے۔ اسمیں
کچھ مصلحت ہے۔

ہنومان سنگھ۔ اُسے سندر گڑھ بھیجدیا
ہے۔

بدری ناتھ۔ بہت اچھا کیا یہی میرا
منشا بھی تھا۔

ہنومان سنگھ۔ تم ایک اور عیار اپنے
ہمراہ لو۔ اور تمام سامان لو۔ اور آج
ہی جاؤ۔ ایک عیار کو یہاں کی
دیکھ بھال کے واسطے چھوڑ جاؤ۔

بدری ناتھ نے اسی وقت ترلوکی
عیار کو بلوایا۔ اور کہا کہ آجکل عیاروں
کی عیاریاں زور شور پر ہیں تم ادبھورے
ہر وقت نگراں حال رہو میں ضرور تنا
باہر جاتا ہوں راجگڑھ کا خصوصاً
اور میرا ایک جگہ کا عموماً جو عیار ملے
اس کو گرفتار کر لو۔ یہ سمجھا کر وہ اسی روز
بھوانی عیار کو ساتھ لیکر طوطا گڑھ سے
نکلا ہم بھی اسے چھوڑ کر دوسری طرف
متوجہ ہوتے ہیں۔

انیسواں باب

سورج چھپ چکا تھا۔ دنیا میں
تاریکی کا دور دورہ ہونا شروع
ہو گیا تھا۔ کہ ترلوکی ناتھ دربار والے
متعلقہ کاروبار سے چھٹی پا کر بھورے
کو اپنی جگہ چھوڑ کر اپنے مکان کو جا رہا
تھا یہ مکان ذرا پیچ گلیوں میں
واقع تھا۔ مگر چونکہ ہر وقت اجالا رہتا
تھا اس واسطے کچھ گراں نہ گذرتا تھا۔
چنانچہ یہ جا رہا تھا کہ اس نے ایک
جگہ اپنے اُستاد بدری ناتھ کو پڑا دیکھا
اور وہ بھی اس حال میں کہ تمام خون
میں لتھڑے ہوئے تھے۔ ترلوکی یہ دیکھکر
سہم گیا۔ اور اس کے حواس باختہ ہوگئے
کہ یہ تو باہر گئے تھے آخر یہاں کیوں
آئے اور کس وجہ سے یہ اس حال
میں پڑے ہیں۔ چنانچہ اُس نے اُس

لاش کو ہاتھ لگایا - بدری ناتھ کی لاش تڑپی خاک اڑی ترلوکی کو چھینک آئی - اور وہ بیہوش ہو کر گر گیا - لاش کھڑی ہو گئی اور اس نے جھٹ سے اس کا پشتارہ باندھ کندھے پر رکھا اور طوطا اڑ ہو سے نکلکر سیدھی جنگل کی طرف چلدی -

چلتے چلتے یہ لاش - یا مقتول آدمی ایک جگہ پہونچا جہاں ایک اور آدمی دری بچھائے پڑا ہوا تھا - اسے دیکھتے ہی وہ اٹھ بیٹھا - اور کہا کہ کہو باسدیو کیا کام کر کے آئے -

باسدیو - کام تو سب کچھ کرا بانگر ذرا سا افسوس ہے اگر بدری ناتھ عیار وہاں ہوتا تو آج میں وہ کام کرتا کہ استاد دلجیت سنگھ بھی جو عیاری کے فن میں طاق ہیں مجھے مان جاتے مگر کیا کروں کہ وہ نہ تھا - ورنہ آج ہی کمار کا سب مفصل پتہ لگا لیتا -

دلجیت سنگھ - نہیں دلجیت سنگھ تو تمھیں پہلے ہی سے مانتے ہوتے ہے اب تم یہ کرو کہ اس کی صورت بناؤ اور دربار میں پہونچو وہاں ضرور اور بھی عیار ہوں گے ان سے پتا لگاؤ اور پھر جلد واپس آ جاؤ - اگر تم مجھ سے کہدو پھر تو میں سب بھگت لوں گا دلجیت سنگھ نام نہیں اگر ان کے چھکے نہ چھڑا دیے ہوں -

باسدیو - میں تو یہ کہتا ہوں کہیں کمار کی جان کو کوئی گزند نہ پہونچا ہو

دلجیت سنگھ - اگر کمار ہری سنگھ کا بال بھی بیکا ہوا ہوگا تو ہنومان سنگھ کو ناک چنے چبوا دوں گا - اگر ہری سنگھ کے چھڑاتے ہی انھیں جنم قید کا مزا نہ چکھا یا ہو تو جبھی کہنا -

باسدیو - اچھا میں اب اپنی صورت تبدیل کرتا ہوں اور جاتا ہوں - آپ بھی اس میں ذرا میری امداد کیجیئے - تاکہ کچھ فرق باقی نہ رہ جائے ٹھٹھیرے ٹھٹھیرے بدلائی ہے وہ بھی عیار ہیں اور ہم بھی عیار ہیں -

دلجیت سنگھ یہ کہہ کر کہ ہاں یہ تو سچ کہتے ہو - اٹھا - اور اس نے ترلوکی ناتھ کے بدن کے کپڑے اتارے اور اپنے ساتھی باسدیو کو بالکل اسی شکل کا بنا کر بٹھا دیا - اور پھر کہا کہ تم فوراً جاؤ اور معلوم کرو کہ کہیں انھوں نے کمار کو خدانخواستہ قید تو نہیں کر دیا - یا کسی اور جگہ تو نہیں بھیجدیا ہے -

باسدیو۔ اچھا میں جاتا ہوں۔ مگر
آپ میرے خبر گیراں رہیئے۔ ایسا نہ ہو
مجھ پر کوئی آفت پڑے اور آپ
میری خبر بھی نہیں۔
دگجیت سنگھ۔ توبہ کرو کہیں ایسا
ہو سکتا ہے۔
باسدیو تو یہ سن کر چلدیا اور وہ
فوراً وہاں پہونچا جہاں ترلوکی ناتھ
کا ساتھی بھورے عیار بیٹھا ہوا چین
کی بنسی بجا رہا تھا۔
بھورے اس کو دیکھکر ڈر گیا۔
اور اس نے یہ سوچا کہ آخر ایسی کیا
بات ہوئی جس کی وجہ سے یہ الٹے
پانوں پھر آئے۔ وہ کچھ دیر خاموش
رہا آخر پھر اس نے سوال کیا کہ ابھی
ابھی تو گئے تھے فوراً کیوں واپس چلے آئے
نقلی ترلوکی ناتھ۔ ہاں ایک بات
مجھے یاد آگئی تو میں اس کے پوچھنے
کے واسطے چلا آیا۔
بھورے۔ ایسی کیا بات تھی۔ اگر
دریافت کرلی ہوتی۔
نقلی ترلوکی۔ جس وجہ سے میں
پوچھ رہا ہوں وہ وجہ تو پھر بتاؤں گا
اس وقت تم صرف میرا جواب دیدو
کہ کمار ہری سنگھ کہاں ہیں۔
بھورے۔ مجھسے زیادہ ایسی باتوں
کی تم کو معلومات ہیں۔ مگر میں نے
جو کچھ سنا ہے وہ تمھیں بتانے دیتا ہوں
نقلی ترلوکی۔ ہاں تم صرف مجھے بتادو
اور کچھ نہیں۔ اس میں کئی باتیں میں
نے سوچی ہیں اور اس میں کئی ایک
فائدے ہیں اور میں نے پتے لگائے ہیں
بھورے۔ کہنے کی بات نہیں ہے
جب سے مہاراج کو ان کا عیار
دھوکا دے گیا ہے۔ اس وقت
سے مہاراج اتنے چھٹکے ہوئے ہیں بس
یہ چاہتے ہیں کہ دم کے دم میں ان
سب لوگوں کو جہنم واصل کردیں
چنانچہ ہری سنگھ غریب معلوم نہیں
یہاں کہاں سے آنکلے تھے۔ انھیں
گرفتار کرلیا۔ اور پھر اس پر بھی
چین نہ آیا تو انھیں اپنی سسرال
میں سندر گڑھ بھیجدیا ہے۔ وہ وہیں
قید ہیں اور قید بھی کسی ایسی جگہ
ہیں کہ وہاں دوسرا آدمی نہیں پہونچ
سکتا ہے۔ ان کے ارادوں سے
یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب ہری سنگھ
کی جان بچنا مشکل ہے۔
یہ سنکر باسدیو کی آنکھوں کے
آگے تجلی سی کوندگئی۔ اور کسے

ایسا غصہ آیا کہ اسی میں اُس نے بھورے کا موتھ نوچنا چاہا۔ مگر راز کے افشا ہونے کے خوف کی وجہ سے وہ ایسا بھی نہ کرسکا۔ اُس نے کچھ دیر پیچھے ایک چلم بھری۔ اور بھورے کو پلائی جسے وہ پیتے ہی بیہوش ہوکر زمین پر گرا۔ اور نقلی ترلوکی نے فوراً اُس کو گٹھری میں باندھکر کندھے پر رکھا اور جنگل کی طرف چل دیا۔ چلتے چلتے دلجیت سنگھ کے پاس جا پہونچا۔

دلجیت سنگھ۔ کہو باسدیو کسے لائے

باسدیو۔ یہ ترلوکی کا ساتھی ہے۔ میں نے مصلحتاً چاہا کہ اسے بھی بیہوش کردیا جائے تاکہ ہم کو جو کچھ کرنا ہو وہ سب کام بہ آسانی کرسکیں۔

دلجیت سنگھ۔ میں اس سے بہت خوش ہوا اگر تم اس کے خلاف کچھ کرتے تو البتہ ناراض ہوتا۔

باسدیو۔ اچھا اب ان دونوں عیاروں کو کسی جگہ احتیاط سے قید رکھو اور ہم اور آپ دونوں اُن کی صورتیں بناکر وہاں چلیں۔ کیونکہ بالفرض اگر ہم کو کوئی وہاں غیر حاضر دیکھے گا تو اسی میں راز کھل جانے کا اندیشہ ہے۔

دلجیت۔ میرے خیال میں ایسا کرنا کہ رات رات میں انھیں راج گڈھ پہونچا دو۔ اور اگر یہ بھی ممکن نہیں ہے تو یہ ضرور کرو کہ تم راجگڈھ چلے جاؤ اور پتا جی سے کہو کہ وہ دو آدمی ساتھ کردیں تاکہ اُن کو یہاں سے لیجائیں اور وہاں انھیں قید رکھیں۔ اگر یہاں کہیں رکھا تو یہ صرف ایک دو دن رہ سکتے ہیں۔ اور ہمیں یہ معلوم نہیں ہے کہ ابھی کتنے دنوں اور یہاں رہنا پڑے گا۔

باسدیو۔ خیر ایسا ہی کیا جائے گا مگر سردست تو ایسا ہی کرو۔ دیکھو سامنے وہ پہاڑ پر جو ایک بہت ہی پرانی عمارت ہے۔ اگر یہ دونوں وہاں رہیں تو اور بھی اچھا ہے۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ روزانہ شام کو ہم ان کے دانے پانی کی خبر لیتے رہیں گے۔ اور اسی کی زیادہ ضرورت بھی ہے۔

دلجیت سنگھ۔ اچھا چلو تمھاری یہ رائے ہے تو یہی سہی۔

باسدیو اور دلجیت سنگھ نے تینا سے اٹھائے اور دونوں پہاڑ پر جو ایک غیر آباد اور پرانی عمارت پڑی ہوئی

تھی اُس طرف چلدیے - یہاں
کوٹھریاں وغیرہ بھی تھیں جو بوجہ ویرانی
کے بہت ہی بھیانک اور دلگداز
معلوم ہوتی تھیں - مگر ان دونوں کو
ایسی جگہ نہ ڈالا گیا کہ جہاں ان
کا دم گھبراتا - بلکہ ایک ایسی جگہ
تجویز کر لی گئی جو سانپ بچھو وغیرہ
سے بھی محفوظ تھی اور جہاں یہ بھی
اندیشہ نہ تھا کہ یہ یہاں سے نکل کر
بھاگ سکتے ہیں -

دونوں جب اس کام سے فرصت
پا چکے نواب راجگڈھ کا جانا ملتوی
ہو گیا اور سیدھے طوطا گڈھ پہونچے
جگہ پہرہ وغیرہ کی پہلے ہی سے معلوم
تھی - جب باطمینان وہاں پہونچ گئے
تب دلجیت سنگھ نے باسدیو سے
کمار کا نام و نشان پوچھا -

باسدیو نے جو کچھ بھورے سے
سنا تھا بے کم و کاست دہرا دیا - دلجیت سنگھ
کے آنسو نکل آئے اور انھیں یہ یقین
ہو گیا کہ ضرور ایسا ہوا - آخر وہ باسدیو
سے صلاح پوچھنے لگے کہ اب ہم کو
کیا کرنا چاہیے -

باسدیو - میرے خیال میں تو یہی آتا
ہے کہ سندر گڈھ چلو - اور چلکر کمار کو
چھڑا لاؤ -

دلجیت سنگھ - مگر تم سمجھتے بھی ہو کہ جبوقت
اُن کو وہاں بھیجا گیا ہوگا اسی وقت
معاً ایک خط اس مضمون کا بھی لکھدیا
ہوگا تاوقتیکہ ہم خود یا خاص کوئی ہمارا
آدمی نہ پہونچے اس وقت تک اُنکو
رہا نہ کرنا - پھر بھلا وہ کیونکر بغیر کسی
ایسی خاص تدبیر کے راجکمار کو چھوڑنے
لگے ہیں جبکہ اس میں اُنکا اپنا اندیشہ
ہے -

باسدیو - ہاں یہ ٹھیک ہے - مگر جو
کچھ آپ مناسب سمجھئے وہ کیجئے میری
یہی رائے تھی سو میں نے آپ سے
کہدیا تھا -

دلجیت سنگھ - ایک اور بڑی ضروری
بات یہ ہے اور اس کا خیال ہونا چاہیے
کہ بدری ناتھ عیار جو ان سب کا اُستاد
اور گرو گھنٹال ہے وہ یہاں نہیں ہے
ضرور وہ بھی سندر گڈھ میں ہوگا اور
راجکمار کی حفاظت اس کے سپرد ہوگی -

باسدیو - ہاں واقعی یہ خیال مجھے نہیں تھا

دلجیت سنگھ - خیر دیکھو آج تو یہیں
رہو - اگر کوئی تدبیر کارگر ہوئی تو خیر ورنہ
ہم کل سندر گڈھ ضرور چلیں گے اور وہاں
چلکر جو کچھ مناسب ہوگا کریں گے -

بیسواں باب

راجکماری پھول وتی کو فراق ہری سنگھ میں اگرچہ مختلف تکالیف کا سامنا ضرور تھا۔ مگر پھر بھی اتنا کہے بغیر ہم نہیں رہ سکتے کہ یہ دو روز اور دنوں سے بہت اچھے گذرے کہ خدمت کے لئے سہیلیاں بھی موجود تھیں اور رفاقت کے لئے اُس کی ہمدرد سیتا اُس کے پاس تھی۔ وہ یہ سوچ رہی تھی کہ اسی ایک دو دن میں وہ دن بھی آجائے گا کہ کمار اُس سے آکر ملیں گے۔ اور وہ خوش خوش اُن سے باتیں کر رہی ہوگی۔

یہی ہوا بھی کہ دوسرے دن شام کے وقت جب چراغ روشن ہو چکے تھے۔ اور پھول وتی ارادہ کر رہی تھی کہ کھانے وغیرہ سے فراغت حاصل کرے۔ کہ اُس نے دروازہ پر رہنے والی ایک باندی کو دیکھا جو گھبرائی ہوئی مکان میں آئی اور جس نے آتے ہی یہ کہا کہ لو راجکماری ذرا ہوشیار ہو جاؤ یا پردہ کرنا ہو تو پردہ کرلو

پھول وتی۔ اری کیوں ایسی کیا بات ہے

باندی۔ ہمارے راجکمار ہری سنگھ اس مکان میں آتے ہیں۔

ہری سنگھ کا نام سنتے ہی پھول وتی قریب تھی پھول کی طرح کھل گئی۔ وفور مسرت میں عقل بھی جاتی رہی اور آپ تو کچھ جواب نہ دے سکی۔ سیتا سے کہا کہ میری طرف سے تم جواب دیدو اب میں کیا کروں کہاں جاؤں۔

سیتا واقف کار تھی۔ کمار کا سب حال اُسے رتی رتی کر کے معلوم تھا۔ اُس کو اس لئے تعجب تو ضرور تھا کہ کمار کہاں سے آئے اور کیوں آئے آخر یہ انھیں کس نے پتہ دیدیا کہ پھول وتی راجگڈھ پہونچ گئی مگر پھر یہ سوچ کر وہ رہ گئی کہ ممکن ہے کوٹا گڈھ میں انھیں کسی نہ کسی صورت سے پتہ لگا ہو کہ پھول وتی کو کسی جگہ کے عیار لے گئے اور پھر وہ یہ سمجھ کر کہ اور کوئی کہاں کا عیار ہوگا ہوگا تو یہ کام دلجیت سنگھ ہی کا ہوگا وہیں لے گئے ہوں گے واپس چلے آئے ہوں۔ اُس نے پھول وتی سے کہا۔ کہ اب جب وہ آ ہی گئے ہیں تو آخر تم مجھ سے کیا پوچھتی ہو۔ سوچ لو کہ یہ وہی ہیں جن کے لئے

راتوں کو ٹھنڈی ٹھنڈی سانسیں بھرا کرتی ہو۔ آگے تمھیں اختیار ہے بہت ظلم اپنے اور اُن کے اوپر کرو تو اتنا کرو۔ کہ پردہ کے پیچھے سے باتیں کر لو۔ اور نہیں چھوڑو کہاں کا پردہ آؤ سامنے سے باتیں کرو۔ بس آنکھ کا پردہ بہت کافی ہے۔

پھول وتی۔ ہاں شاید ہی وہ اپنے دل میں بُرا مان جائیں۔

سیتا۔ اور ممکن ہے کہ تمھیں بھی ناگوار گذرے۔

پھول وتی۔ سکھی تم مذاق کرتی ہو یہ وقت ایسا نہیں ہے۔

سیتا۔ ہاں یہ اور کاموں کا وقت ہے یہ کہہ کر اُس نے باندی کو کہدیا کہ جاؤ اندر بھیجدو۔

باندی چلی گئی اور کچھ دیر بعد کمار اندر آگئے۔ اب جو پھول وتی نے تصویر سے مطابق کیا۔ اپنی آنکھوں کے سامنے کھینچے ہوئے اس نقشہ کو ملایا جو طوطا گڑھ میں دیکھنے کے بعد اُس کی آنکھوں میں کھینچ گیا تھا تو بالکل مطابق پایا۔ علیٰ ہذا سیتا بھی پہچان گئی کہ ہاں یہی ہری سنگھ ہیں صرف فرق یہ ہے کہ اور جگہ جہاں کہیں دیکھا تھا وہ مصیبت کا عالم تھا۔ اور یہ اپنا گھر ہے جو کچھ زیبایش اور آرایش وہ کریں سو کم ہے۔

راجکمار ہری سنگھ۔ ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔ کماری بھی شرمائی لجائی ہوئی سامنے آئیں مگر شرم نے آنکھ سے آنکھ نہ ملنے دی۔ اور اس بار کی وجہ سے گردن نہ اُٹھ سکی۔ ایک گھڑی تک خاموشی کا عالم رہا۔ دونوں گل و بلبل غنچہ کی مانند خاموش تھے کہ سیتا نے سلسلہ کلام شروع کرنے کے لئے یہ کہا۔

کہئے کمار آپ کا مزاج تو اچھا رہا۔ مجھے تو امید نہ تھی کہ اسقدر جلد آپ ہم سے ملیں گے۔

کمار۔ ہاں جب سب کاموں سے فراغت حاصل کر چکا تو پھر خواہ نخواہ آنا پڑا۔ باہر رہنے کی کونسی ضرورت تھی۔ مگر اس درمیان میں مجھ پر بہت سے مصائب پڑے جنھیں برداشت کرنا بس میرا کام تھا دوسرے کا یہ جگر نہ تھا کہ اُنھیں برداشت کرتا۔

سیتا۔ اب آپ مجھے انعام دیجئے دیکھئے میں اور پھول وتی دونوں موجود ہیں۔

کمار۔ میں اس وقت اتنا پریشان ہوں کہ کچھ کہہ نہیں سکتا۔ جو کچھ بن رہی ہے وہ میرے ہی دم پر بنی ہوئی ہے۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ مہاراج کے لوگوں نے ایسے کان بھر دئے ہیں کہ وہ مجھ سے ناراض ہوگئے۔ اس لئے میری بھی ہرگز یہ مرضی نہیں ہے کہ میں یہاں رہوں۔

سیتا۔ اور کیا کیجئے گا۔

کمار۔ میں اپنے نانا کے یہاں چلا جاؤنگا بلکہ مجھے ابھی وقت تیار سمجھو۔

سیتا۔ یہ صرف آپ کا غصہ ہے کوئی دن میں فرد ہوجائے گا۔ آپ کو اُن کی نافرمانی نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ بڑوں کی نافرمانی کرنا بہت برا ہے۔

کمار۔ ہائے۔ گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل میری عجیب حالت ہے۔ کسی اور کو تو شاید معلوم نہیں ہے مگر تم کو میرا رتی رتی حال معلوم ہے جسقدر مصیبتوں سے مجھے سابقہ پڑا ہے تم جانتی ہو۔ اب گویا مجھ سے یہ کہنا کہ تم صبر کرو اور اپنی کوششوں کو جس حالت میں کہ اُن کا نتیجہ نکل آیا ہے چھوڑ دو۔ میرے اوپر ظلم کرنے سے کم نہیں

سیتا۔ ہم لوگ صرف آپ ہی کے دم سے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ورنہ ہمارا یہاں کام کیا ہے۔ جب جڑ نہیں تو شاخیں کب ہری رہ سکتی ہیں۔

کمار۔ تم کو ہر طرح سے بیفکر رہنا چاہیئے جب تک کہ میرے دم میں دم ہے اس وقت تک تم کو کوئی بھی آزار نہیں پہونچا سکتا ہے۔

سیتا۔ مگر یہ ممکن کب ہے کہ آپ نہوں اور ہم سے کوئی کچھ بھی نہ کہے۔

کمار۔ میرا خیال یہ ہے کہ آج شب کو میں جاؤں گا۔ کیونکہ دن میں نہ مجھے کوئی جانے دے گا اور نہ میں جانا چاہتا ہوں کیونکہ اس سے ماتاجی کو سخت ملال ہوگا۔ اس میں دو مصلحت ہیں جو تم پر ظاہر ہوجائیگی۔

سیتا۔ یہ بھی آپ نے نئی بات کہی آپ تو اب جانے کو تیار ہیں پھر وہ کون سا وقت آئے گا کہ آپ کی مصلحت مجھ پر ظاہر ہوجاوے گی۔

کمار کچھ کہنے کو تھے کہ اتنے میں اُنھوں نے رونے کی آواز سنی اور اندازہ کرلیا کہ کماری پھول وتی رو رہی ہے۔ وہ سہم گئے۔ اور اُنھوں نے فوراً سیتا سے کہا کہ سیتا تم انھیں

سمجھا دو آخر کیا وجہ ہے یہ کیوں رو رہی ہیں۔

سیتا کماری کی طرف متوجہ ہوئی اور بصد ہو کر اُن سے دریافت کرنے لگی کہ ہیں سکھی یہ بیٹھے بٹھائے تمھیں کیا سوجھی جو تم رونے لگیں۔

کماری۔ (روتی ہوئی) کچھ نہیں یوں ہی کچھ خیال آگیا تھا۔

سیتا۔ نہیں نہیں مجھے بھی بتاؤ۔

پھول وتی۔ نہیں نہیں کچھ بات نہیں ہے۔

سیتا۔ افسوس سچ ہے آجکل کسی کی دوستی پر اعتبار نہ کرے پیاری پھول وتی یوں تو میں تمھاری ایک ادنیٰ خادمہ ہوں مگر میں نے تمھارے واسطے وہ تکالیف اٹھائی ہیں جن سے میرے خیال میں میرا تمھارے اوپر کچھ نہ کچھ حق ضرور ہو گیا ہے۔ مگر افسوس کہ تم اس کی کچھ پرواہ نہیں کرتی ہو۔

سیتا۔ بس یہ کہہ کر خاموش ہو گئیں ۔

کہ تشنہ لب رفتم بہ جنت تشنہ کوثر نبود
شعلۂ رفتم بہ دوزخ منت خاکستر نبود

کمار اس رمز کو سمجھ گئے۔ کہ کماری صرف اپنی محرومی قسمت کی وجہ سے روتی ہے ان کی صورت سے پا یا گیا کہ یہ اس وقت یہ چاہتے ہیں کہ سیتا کسی طرح یہاں سے چلی جائے اور میں اور پھول وتی تنہا رہ جائیں تاکہ میں پھول وتی کو سمجھاؤں۔ مگر اُن کی یہ مراد اس وقت پوری نہ ہوئی۔ اور سیتا قطب کی طرح وہیں جمی رہی تو مجبور اُنھوں نے بھی اپنی طبیعت کے رنگ کو بدلا اور وہ کہنے لگے (میری پیاری) آہستہ۔ نہیں نہیں کماری۔

پھول وتی۔ تم شاید مجھ سے بدگمان ہو گئیں اور یہ سمجھی ہو کہ میں تمھاری ان مہربانیوں اور بندہ نوازیوں کا جو تم نے میرے حال پر فرمائی ہیں کچھ بھی بدل نہ کروں گا یا درکھئے اگر وہ بات جو کچھ میں کہوں گا۔ یہی نہ ہوتی۔ یعنی میرا دل اور جگر تمھاری محبت سے جلکر کباب نہ ہو گیا ہوتا۔ تو بھی میں تمھاری محبت اور تمھارے احسانوں کی اتنی ہی قدر کرتا جتنی اب کروں گا۔ میں اب جاؤں گا تو یہ غیر ممکن ہے کہ تمھیں اپنے ساتھ نہ لے جاؤں گا۔ بشرطیکہ تم بھی میرا اس مصیبت میں

ساتھ دوگی۔

کماری۔ (آنسو پونچھ کر۔ اور آہ بھر کر) ہائے کوئی چیز ہے جو مجھے اسوقت باوجود ضبط کی کوششوں کے بیتاب بنائے دیتی ہے اور یہ کہنے پر مجبور کرتی ہے کہ جہاں ہری سنگھ وہیں پھول وتی۔

سیتا۔ (ہنس کر) اف پیاری کماری یہ بے باکی ہے۔

پھول وتی۔ بے بسی سب کچھ کہلا کر چھوڑتی ہے۔ دوسرے یہ کہ مجھے باوجودیکہ یہ سب کچھ بھی معلوم ہے کہ سیتا کو میرے رتی رتی حال کی خبر ہے مگر پھر بھی میں دعوے سے کہہ سکتی ہوں کہ جو کچھ الفاظ میں نے کہے ہیں وہ بھی تہذیب سے خالی نہیں ہیں اور قابل اعتراض نہیں ہو سکتے۔

سیتا۔ ہاں۔ ع۔

کس نگوید کہ دوغ من ترش است

کمار۔ اچھا میں اس وقت جاتا ہوں آج ہی رات کو پھر کسی وقت تمھارے پاس آؤں گا۔ مناسب یہ ہے کہ تم دونوں بھی تیار رہو۔

سیتا۔ غریب الوطنوں اور خانہ بدوشوں کی تیاری کیا۔ جہاں بیٹھ گئے صبح سے شام کر دی۔ جہاں پڑ رہے سو گئے جہاں سو گئے وہیں دن نکل آیا۔ کبھی کہیں کبھی کہیں۔ بقول۔ داغ ؎

ایک جا رہتے نہیں عاشق بدنام کہیں
دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں

تیاری کو ہمارے پاس رکھا ہی کیا ہے سوائے جان کے اور کونسی ایسی چیز ہے جسے ہم چلتے وقت اپنے ساتھ لیں گے۔

کمار۔ ضروری الاظہار ایک یہ بات بھی ہے اگر کوئی تم سے اُس کے خلاف اتفاقاً کچھ کہے تو باور نہ کرنا کیونکہ اول تو یہ راز اب تک صرف میرے اور مہاراج کے سینے میں محفوظ ہے۔ کسی اور کو اس کا شمہ بھر بھی حال معلوم نہیں۔ دوسرے یہ کہ میں خود بھی کسی پر اسے ظاہر کرنا نہیں چاہتا ہوں۔ کیا فائدہ اپنا مرن جگت کی ہنسی۔ ع۔

ہماری جان گئی آپ کی ادا ٹھہری

دلجیت سنگھ تک اب تک اس بات سے بے خبر ہے۔ میں اسوقت صرف اس لئے جاتا ہوں کہ جس کسی سے مجھے ملنا ہے کچھ دنوں کے لئے اُن سے رخصت ہو لوں۔

یہ کہہ کر کمار رخصت ہوگئے۔ اور ان دونوں غم نصیب لڑکیوں میں باتیں ہونی شروع ہوئیں۔ پھول وتی بولی سکھی سچ ہے۔ فلک جب برسر آزار ہوتا ہے تو کسی جگہ چین نہیں لیتا ع

ہاتھ دھو کر آسماں پیچھے پڑا ہے اسقدر
زخم کا پھاہا تلک بھی مرہم زنگار ہے

کیا خبر ہے کہ بدقسمتی ابھی کیا کیا رنگ دکھائے گی اور پھوٹا مقدر کیا کیا کرشمے اور شعبدے دکھائے گا یہاں کیوں آئے تھے اور نتیجہ کیا ہوا۔ کیا سوچ رہے تھے اور کیا ہو گیا۔

سیتا۔ بددل نہ ہو تم ہی مصیبت زدہ نہیں ہو تمھاری طرح بہت سے لوگ اس کا شکار ہو چکے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ ہر مصیبت کے بعد راحت ہوتی ہے۔ ہر تکلیف کے بعد ہی آرام کی جانفزا صورت نظر آتی ہے ہر ویرانہ میں ہی خزانہ ملتا ہے۔ ہر پھول کے کے پاس کانٹا۔ اور ہر کانٹے کے پاس پھول ہوا کرتا ہے۔ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ اسی پر نظر رکھو جس نے ہم پر یہ مصیبت ڈالی ہے وہ آسان بھی کردیگا۔ دیکھو کمار ہی کو دیکھو کہ ان پر بیٹھے بٹھائے مصیبت پڑ گئی یہ مصیبت تم سے زیادہ اور بہت زیادہ ہے۔ مگر ع

فلک دیتا ہے جنکو عیش انکو غم بھی ہوتے ہیں
جہاں بجتے ہیں نقارے وہاں ماتم بھی ہوتے ہیں

کماری۔ سیتا اگر میں ایک بات کہوں تو تم شاید میرے اوپر ہنسوگی۔

سیتا۔ نہیں۔ تم کہو تو سہی میں ہنسونگی نہیں رونے لگوں گی۔

پھول وتی۔ اس وقت میں صرف اس لیے نہ روئی تھی کہ مجھے ایسے آرام میں سے کہیں دوسری جگہ جانا پڑے گا۔ بلکہ میرا خیال تو یہ ہے کہ اگر کمار کے ساتھ میں بھی آسمان کی طرح ہمیشہ گردش میں رہوں تو میرے لئے فخر کا باعث اور میری تسکین دل کا سامان ہے۔ بلکہ اس وقت مجھے اور کئی ایک باتوں کے خیال نے رلا دیا تھا۔

سیتا۔ خبر نہیں کمار کس وقت آئینگے بہتر یہ ہے کہ اب سو جاؤ۔

پھول وتی۔ تمھاری ہی نیند ایسی ہوگی جو ہر وقت تمھارے سامنے ہاتھ جوڑے ہوئے کھڑی رہتی ہے۔ میری نیند ایسی نہیں ہے مجھے تو آج ہجوم خیالات کی وجہ سے نیند کیسی غنودگی

بھی نہ آئے گی۔
سیتا۔ اچھا تو تم جاگا کرو۔ تمھاری
برابری کون کرے۔
یہ کہہ کر وہ تو سو گئی۔ اور کماری
نے بھی جب کوئی اپنا ساتھی نہ پایا
وہ بھی خیالات میں غرق ہو گئی۔ اسی
میں نصف رات گذر گئی۔ یکلخت
کمار آپہونچے اور انھوں نے سیتا کو
سوتا۔ اور پھول وتی کو جاگتا پاکر
اپنے دل کے ارمان نکالے یعنی
تھوڑی دیر تک پھول وتی کی
بلائیں لے لیں۔ پھر کہا کہ کیا اب
تم تیار ہو۔
پھول وتی۔ میں تیار کب نہ تھی
اور مجھے تعمیل حکم میں عذر کب تھا
جو آپ یہ پوچھتے ہیں۔ ہائے اگر ایسا
ہوتا تو یہاں تک کیونکر آتی۔
کمار۔ اور سیتا اب تک سوتی ہیں۔
بڑی ہوشیار آدمی ہیں۔
پھول وتی۔ ان سے آپ کہہ لیجیے۔
کمار نے سیتا کا کندھا پکڑ کر ہلایا
اور کہا کہ شام کو کیا ارادہ اور کیا
وعدہ کر کے سوئی تھیں اور اس وقت
ایسی بے خبر سو رہی ہو جیسے کسی سے
کچھ کہا ہی نہ تھا۔

سیتا نے یہ سنا اور اُونگھ اُونگھ کر کے
اُٹھی کمار کو سلام کیا۔ اور کہا آپ
کی سب باتیں میں سن رہی تھی ایسی
بے خبری کی میری نیند نہیں ہے۔
کمار۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہ تم تیار بھی ہو
یا نہیں۔
سیتا۔ ہم کیا اور ہماری تیاری کیا۔
اگر آپ تیار ہیں تو ہم پہلے تیار ہیں ع
صبح گر یار جائیگا تو اپنا ہے سفر پہلے
مگر یہ فرمائیے کہ یہاں سے پیدل
چلنا پڑے گا۔ یا اور کچھ۔
کمار۔ ارادہ تو یہ تھا کہ یہیں سے
کسی سواری کا انتظام کراوں مگر
ہو نہ سکا لہذا یہاں سے میل بھر
کے فاصلہ پر ہمیں یقینی کوئی نہ کوئی
سواری مل جائے گی۔
سیتا۔ جو آپ کی مرضی ہو۔
کمار۔ اچھا دیر نہ کرو اٹھو ایسا نہ ہو
کہ باتوں باتوں ہی میں صبح ہو جائے
اور پھر کچھ بھی نہ ہو۔ ہم بھی یہیں اور تم
بھی یہیں رہو۔
دونوں لڑکیاں تو تھیں ہی فوراً
اٹھ بیٹھیں اور کھڑی ہو کر ساتھ ہولیں ع
نہ سدھ بدھ کی لی اور نہ منگل کی لی
نکل شہر سے راہ جنگل کی لی

تھوڑی دور چلنے پر ایک اونچے
ٹیلے پر چند آدمی چڑھے ہوئے دیکھے
جو پہلے ہی سے ان اپنی طرف
آنے والوں کا انتظار کھینچ رہے تھے
یہ لوگ فوراً انھیں دیکھکر اتر آئے
اور آکر سب نے دست بستہ کمار کو
سلام کیا۔
کمار۔ کیا پالکی تیار ہے۔
وہ آدمی۔ ہاں حضور تیار ہے۔
کمار۔ تو جلد لاؤ۔ ادھر وہ شخص جو
غالباً کہار تھا اور اس کے ساتھی
بھی کہار تھے جنھیں ہمارے خیال میں
کمار نے پہلے ہی سے مقرر کر دیا تھا۔
ادھر گیا۔ ادھر کمار نے سیتا۔ اور
پھول وتی سے کہا کہ لیجیے سواری
بھی موجود ہے۔ میں نے اس کا
انتظام تو پہلے ہی سے کر دیا تھا۔
مگر کئی ایک مصلحتوں کی وجہ سے
شہر میں سے سوار کر کے نہ لا سکا تھا
ممکن تھا کہ اس صورت میں راز
سربستہ افشا ہو جاتا۔
اتنے کر کمار ہری سنگھ نے سیتا
اور پھول وتی سے یہ باتیں کیں
اتنے میں پالکی آپہونچی اور دونوں
بے تکلف یا قسمت یا نصیب کہہ کر
اس میں سوار ہو گئیں۔
رات کی اندھیری اپنے زوروں
پر تھی۔ غریب تارے بہت کچھ اپنی
دلکش ہلکی ہلکی چاندنی سے ان
جانے والوں کی امداد کرنا چاہتے تھے
مگر پھر بھی ناکامیاب رہتے تھے۔ اور
اس طلسم کو توڑ نہ سکتے تھے۔
یہ پالکی جا رہی تھی۔ مگر نہ معلوم کیا
سبب تھا کہ پالکی میں بیٹھتے بیٹھتے
پھول وتی کا دل دھڑکنے لگا تھا اور
وہ سیتا سے یہ کہہ رہی تھی۔ کہ پیاری
سیتا میرا دل بھی کیسا بدگمان ہے
آج میں یہ بھی سب جانتی ہوں کہ جو کچھ
دیکھتی ہوں وہ سب صحیح ہے۔
اس میں کسی طرح کا دھوکہ اور فریب
نہیں۔ ہمیں آج کسی کا ڈر نہیں ہے
تم میرے ساتھ ہو اور کمار بھی ہیں
پھر خوف کاہے کا۔ مگر اس سب کچھ
ہوتے پر بھی دل بدگمان ہے اور
اچھل کر مجھ سے بار بار بہت سی
بدگمانی پیدا کرنے والی باتیں کہتا
ہے مثلاً یہ کہ۔ کیا خوشی خوشی ڈولی
اور پالکی میں سوار ہو کر چار کے
کندھوں پر لدی پھرتی ہو نفسی کا
انجام رونا ہوتا ہے کیا وہ دن یاد

نہیں ہے جب اپنے چچا کے ساتھ موتی کو لئے ہوئے رتھ میں سوار تھیں ـ اور گھر کے بدلے ایک بن میں پہونچ گئی تھیں ـ کہیں وہی بات آج بھی نہ ہوجائے ایسے ایسے توہمات اور خیالات ہیں جو مجھے پریشان کر رہے ہیں ـ

سیتا ـ ان کا کچھ خیال نکرو ـ یہ سب واہیات باتیں ہیں ـ مجھی کو دیکھو کہ آج گھر سے نکلتے ہوئے مجھے چھینک بھی آئی ـ میری بائیں آنکھ بھی پھڑکی ـ چلتے ہوئے دوپٹہ کا پلہ بھی ایک جگہ اُلجھ گیا ـ مگر میں نے ان باتوں کی پرواہ بھی نہ کی ـ نہ ان سے کبھی کچھ ہوا ہے نہ ہوگا ـ ع ـ

وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

اُدھر دونوں باتوں میں مشغول رہیں اور اِدھر انھیں چراغ جلتے ہوئے نظر آئے اور یہ سمجھیں کہ اب کسی جگہ پہونچ گئے ـ سیتا نے کمار سے پوچھا کہ

کمار کیا یہ وہی جگہ ہے جہاں کا ہم ارادہ کرکے گھر سے چلے تھے ـ

ہری سنگھ ـ ہاں وہی جگہ ہے ـ

سیتا ـ مگر بہت جلد ہم لوگ آئے دس بارہ کوس کا اتنی جلدی طے ہوجانا ایک تعجب کی بات ہے ـ

کمار ـ یہ کہاروں کی تیز قدمی کا باعث ہے ـ

سیتا ـ مگر دیکھو اسی کی بدولت ہم برے وقت میں یہاں آکر پہونچے

کمار ـ کیوں یہ تم نے کیسے سمجھا ـ

سیتا ـ یہی کہ کسی کو خبر بھی نہ ہوگی کہ کیوں آئے نہ کچھ استقبال ہی ہوگا ـ

کمار ـ واہ سیتا یہ تم نے خوب کہی مجھ سے زیادہ تمھارا استقبال اور استقدام کیا جائے گا ـ یہ جگہ بہت ہی زیادہ مہمان نواز ہے ـ

سیتا ـ کمار میں پالکی سے اترتی ہوں

کمار ـ آخر یہ کیوں ـ

سیتا ـ دیکھیے گھر کا معاملہ ادر ہوتا ہے مگر جب گھر سے نکل گئے تو پھر وہ برتاؤ نہیں کیا جا سکتا جو گھر میں ہوا کرتا ہے باہر وہی تعظیم اور آداب کرنے چاہئیں جن کا جو کوئی مستحق ہے ـ

سیتا کے اس کہنے پر کمار نے کہا کہ آخر اس بات سے مطلب کیا ہے تم پالکی سے کیوں اترتی ہو سبب بتاؤ

جو کچھ کہ میں پوچھتا ہوں اُس کا
جواب دو۔
سیتا۔ بات یہ ہے کہ آپ کی۔ اور
راجکماری پھول وتی کی میں ایک
باندی بلکہ باندی سے بھی بدتر ہوں
جو کچھ آپ دونوں نے مجھے عزت
دی اس کا شکریہ مجھ سے ادا نہیں
ہو سکتا اور آپ کی بندہ نوازی کے
احسان کا بدلہ میں نہیں کرسکتی۔
مگر آپ نے سُنا ہوگا۔ کہ ع

آیاز قدر خود بہ شناس
مجھے تو گستاخ نہ ہونا چاہیے۔

آپ سب کچھ میری عزت بڑھائیں
مگر من آنم کہ من دانم۔ اسی لئے
میں چاہتی ہوں کہ پیدل چلوں
اسی میں میری خوشی ہے اور اچھا
ہو اگر آپ بخوشی میری اس خوشی
کو پورا ہونے دیں۔
کمار۔ ابھی جگہ دور ہے ایسا ہی
تمھارا جی چاہتا ہے تو اُتر جانا جلدی
کیا ہے۔
سیتا۔ میں اسقدر تھک نہیں گئی
ہوں کہ تھوڑی سی دور پیدل نہ
چل سکوں۔
کمار۔ اچھا تم اُتر جاؤ۔

اب سیتا پالکی سے اُتری اور
ساتھ ساتھ رہی پالکی اس غیر معروف
نئے شہر کی گلیوں اور پیچ دار
کوچوں سے گذرتی رہی سیتا کے
پیر میں ایک جگہ کانٹا چبھ گیا وہ
آہ کرکے بیٹھ گئی کمار کو اسکی خاطر
زیادہ منظور تھی انھوں نے فوراً پالکی کو
رکوایا مگر سیتا نے کہا کہ آپ ٹھہرنے
کی تکلیف نہ کریں کانٹا کھینچ لوں
پھر دس قدم پر میں آپ سے ابھی
آملوں گی کہار پالکی کو بڑھائے ہوئے
چلے گئے۔

ادھر کمار نے دس منٹ انتظار
کرکے پالکی کو رکوا کہاروں سے
پوچھا کہ ساتھ چلنے والی عورت
کہاں گئی۔ اُنھوں نے کہا کہ مہاراج
کیا معلوم ہے آپ کے سامنے ہی
تو وہ کانٹا نکالنے بیٹھ گئی تھی۔
کمار نے کہا کہ اچھا ٹھہرو۔ کہار ٹھہر گئے
کمار خود پالکی سے نیچے اُترے مگر
دیکھا کہ سیتا نہیں ہے۔ ادھر اُدھر
نگاہ دوڑائی مگر سیتا کہیں بھی نظر نہ آئی
لہذا وہ نہایت ہی افسوس کرکے
پھر پالکی کے ساتھ ہوئے۔ راجکماری
پھول وتی نے بھی حد سے زیادہ

افسوس کیا کہ اس کی غمخوار سہیلی چھوٹ گئی مگر کمار کے یہ کہنے سے اسکو ذرا اطمینان ہو گیا کہ وہ کچھ بچی تو ہے نہیں ہوشیار ہے خود چلی آئے گی کیونکہ ہمارا جہاں کہیں جانے کا ارادہ ہے وہ اُسکو معلوم ہے۔ وہ کیونکر راستہ بھول سکتی ہے کیونکہ سب کو یہ معلوم ہے کہ راج محل کہاں ہے۔ بچہ بچہ اس سے واقف ہے۔

کچھ دیر یہ پالکی اور چلی شہر میں سناٹا تھا۔ اگر اس وقت روشنی تھی بھی تو اُن لالٹینوں اور چراغوں کی جن کے رات بھر جلنے کا حکم سرکاری تھا۔ وہ چوکیدار جو صرف اسی واسطے مقرر تھے کہ رات بھر پہرہ دیں۔ اور مخلوق کو آرام سے سونے دیں۔ اس وقت یہ دیکھکر کہ اودھ کون دیکھتا ہے مزے سے سو رہے تھے۔

اب یہ ایک ایسی جگہ پہونچے جہاں چراغ جل رہے تھے۔ اور جس کے دیکھنے سے پتہ چلتا تھا کہ یہ راج محل ہے۔

کمار نے پالکی کی کھڑکی بند کر دی اور کہاروں نے پالکی رکھدی۔

اب کمار نے راجکماری سے کہا کہ تم اپنے آپ کو چادر میں چھپا لو۔ اور میرے ساتھ ساتھ چلی آؤ۔ پھول وتی کو شرم تو حد سے زیادہ آئی۔ مگر کرتی تو کیا کرتی۔ قہر درویش بجان درویش۔ مجبور ہوئی۔ تمام بدن کو چادر سے چھپا یا کھڑکی کھولی اور پالکی سے اتر پڑی۔ کمار نے ہاتھ پکڑا۔ اور اس بڑے پھاٹک کی طرف لے چلے جہاں کئی ایک پہرہ دار پہرہ دے رہے تھے پہرہ داروں نے روکا۔ مگر کمار نے کچھ کان میں کہہ دیا۔ سب خاموش ہو گئے اور مقفل پھاٹک کا قفل کھول دیا گیا۔ کمار پھول وتی کو لئے ہوئے اندر داخل ہوئے جس کے بعد فوراً پھاٹک بند ہو گیا۔

یہاں بہت سے کمرے بنے ہوئے تھے۔ جو اسوقت سب بند تھے اور جن کے سامنے ایک ایک دو دو پہرہ دار تھے بھی تو وہ سب کے سب غافل تھے۔

انھیں کمروں کے اوپر بھی برابر برابر کمرے بنے ہوئے تھے جو نہایت شاندار معلوم ہوتے تھے راجکمار

انھیں لئے ایک کمرے کے سامنے
گئے۔ جو نہ اوروں کی طرح بند تھا
نہ اُس کے سامنے کوئی پہرہ دار
عورت تھی ۔ راجکمار نے اسے کھولا
اندر سے یہ نہایت ہی آراستہ و پیراستہ
تھا ۔ ایک مسہری بچھی ہوئی جس پر
قالین پر ایک چادر لگی ہوئی تھی
جس کو دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ
ابھی ابھی کوئی یہاں سے اُٹھ گیا ہے
راجکماری اس کمرے کے جوں
ہی اندر آئی کمار نے کہا۔ کہ پھولوتی
اب منھ کھولدو دیکھو اب تم کہاں
آگئیں ۔

پھول وتی نے منھ کھول کر دیکھا
اور بیساختہ یہ الفاظ اس کی زبان
سے نکلے کہ ہائے تم مجھے کہاں لے آئے
یہ تو وہی جگہ ہے جہاں سے میں
ہزار دقتوں سے نکلی تھی ۔ ہائے
پیارے کمار یہ تم نے میرے اوپر
کیا ظلم کیا ۔

کمار ۔ پھول وتی ۔ بس اب مجھے
ہری سنگھ نہ سمجھنا ۔ میں ہنومان سنگھ
کا ایک خادم ہوں اب تم سوچ لو
کہ تم لاکھ کوششیں کرو تب بھی کامیاب
نہیں ہوسکتیں اور بغیر ہنومان سنگھ
کے کہنا مانے ہوئے تمھارا دنیا میں
گذارہ نہیں ہے ۔

اس کے بعد اس شخص نے
جو کمار کے لباس میں تھا اور کچھ بھی
نہ کہا ۔ اور ایک پہرہ دار عورت کو
بلا کر کہا کہ جس وقت تک ہم نہ آئیں
تم یہاں رہو ۔ لیمپ وغیرہ روشن کردو
اور تم اُن سے کچھ نہ کہنا بعدہ وہ چلا
گیا ۔ اور سیدھا اُس کمرہ تک گیا جہاں
ہنومان سنگھ رہتے تھے ۔ یہاں [illegible]
اور کمروں کے کئی اک پہرے دار
تھے ۔ اس کی آہٹ سن کر اگر
سو بھی رہے تھے تب بھی چونک پڑے
مگر چونکہ غیر مانوس صورت دیکھی
اس لئے سب کھٹک گئے اور
ایک آواز ہوئی کہ تم کون ہو ۔ یہاں
کیوں آئے اور کیا ارادہ ہے ۔

وہ شخص جو کمار کی صورت تھا
بولا ۔ تم لوگ مجھے دیکھکر ضرور
بدگمان ہو گئے ہوگے اور دراصل
تمھارا یہ فرض تھا جو تم نے مجھ سے
پوچھا ۔ مگر بدگمان نہ ہو میں تمھارا
شبہ مٹائے دیتا ہوں ۔ یہ کہہ کر
اُس نے اپنے منھ پر سے ایک چہرہ مصنوعی
اُتارا ۔ اور کہا کہ اب تو قیاس غالباً تم کو

دھوکا نہ دے گا۔ اب تو تم مطمئن ہوگئے ہوگے اور تم نے مجھے پہچان لیا ہوگا کہ میں بدری ناتھ عیار ہوں۔ جسے ہر وقت اجازت ہے کہ رات اور دن بغیر کسی کے روکے ٹوکے مہاراج ہنومان سنگھ کے پاس جاسکے۔

سب پہرے دار۔ ہاں بیشک اب ہم کو اطمینان ہوگیا آپ جاسکتے ہیں مگر آپ اگر اپنی اصلی صورت نہ دکھاتے تو ہم ہرگز نہ جانے دیتے۔

بدری ناتھ نے کچھ جواب نہ دیا کمرے میں داخل ہوا۔ جہاں ہنومان سنگھ مسہری پر پڑے سوئے تھے۔ اور یہ سب باتیں سنکر اُن کی بھی آنکھ کھل گئی تھی۔ اُنھوں نے باوجودیکہ سُن لیا تھا کہ بدری ناتھ ہے مگر پھر بھی عادتاً دریافت کیا کہ کون بدری ناتھ۔

بدری ناتھ نے سلام کیا۔ دعا دی مہاراج ہنومان سنگھ۔ یقین ہے کہ تم بامراد آئے ہوگے۔

بدری ناتھ۔ مہاراج کے اقبال سے میں کبھی نامراد نہیں رہا۔

ہنومان سنگھ۔ اچھا کہو کیا کیا۔

بدری ناتھ۔ کماری پھول وتی آگئیں۔ اور وہ اپنے اسی کمرے میں موجود ہیں جس میں کہ وہ شب کو رہا کرتی تھیں۔ آپ مناسب ہو تو اسی وقت چلیئے۔ اور اُنھیں اچھی طرح سمجھا دیجیے۔ میں سیتا کو جس نے اس فساد میں پورا پورا حصہ لیا ہے ساتھ لایا تھا۔ مگر وہ کمبخت شاید سمجھ گئی اور مجھے دھوکا دے گئی اس مرتبہ اگر وہ ہاتھ لگ جائے تو آپ اُسے میرے حوالے کردیجیے گا پھر میں سب دیکھ لوں گا۔

ہنومان۔ (خوش ہوکر) جا آج سے اُسے ہم نے تجھی کو بخش دیا وہ تیری ہے خواہ باندی بناکر رکھ یا بیوی بناکر بیاہ رچا۔

یہ کہہ کر وہ اُٹھے اور بدری ناتھ کے ساتھ ساتھ نیچے آگئے۔ مگر اسوقت جب اُنھوں نے نیچے آکر پھول وتی کو نہ دیکھا اُن کے ہوش اُڑ گئے اور وہ بدری ناتھ سے جھنجلا کر کہنے لگے کہ کیا تو مجھے دھوکا دے رہا تھا۔ کیا تو اپنی ان چپڑی ہوئی باتوں سے مجھے پھسلانا چاہتا ہے۔ بتا وہ کہاں ہے

بدری ناتھ۔ مہاراج میں کیا کہوں میں پھول وتی کو ساتھ لایا تھا۔ آپکے

پاس ہی پہرہ والی عورت کو بٹھا کر اوپر کمروں پر آپ کے پاس گیا تھا۔ خدا جانے کہ وہ دونوں کہاں گئیں۔ آسمان کے فرشتوں نے اُسے اٹھا لیا یا زمین نے اپنے پیٹ میں رکھ لیا۔ میں مجرم ہوگیا۔ اب آپ کو کیا جواب دوں۔

ہنومان سنگھ۔ جلد سے جلد پتہ لگا ورنہ تجھے زندہ نہ چھوڑوں گا۔

بدری ناتھ۔ جو چاہے فرمایئے مگر میں بے قصور ہوں۔

ہنومان سنگھ۔ سراسر تیرا قصور ہے تو اوپر کیوں نہ لایا تھا۔

اکیسواں باب

نقلی بھورے عیار اور نقلی ترلوکی عیار یعنی دلجیت سنگھ اور باسدیو ایک روز تو وہاں یعنی طوطا گڈھ میں اور رہے۔ وہاں ان کا رہنا کچھ زیادہ مفید مطلب نہ تھا بلکہ غایت اصلی یہ تھی کہ ہنومان سنگھ سے ملیں اور کوئی بات اگر معلوم ہو سکے تو معلوم کریں۔

دلجیت سنگھ بھورے کی صورت تو میں تو تھا ہی لہذا اُسے ہنومان سنگھ سے ملنا اور باتیں کرنی کچھ زیادہ دشوار نہ تھیں۔ چنانچہ وہ ہنومان سنگھ کے پاس پہونچا۔ اس طرح کہ جب دوسرا دن نکل آیا۔ تو وہ عیاروں کے قاعدے کے موافق مہاراج کو سلام کرنے کے لئے گیا۔ اور مؤدب کھڑا ہو گیا یعنی کسی نئے حکم کا منتظر رہا

ہنومان سنگھ۔ کوئی نئی بات تو ایسی نہیں ہے جو کہنے کے قابل ہو۔

بھورے۔ نہیں سب خیریت ہے۔

ہنومان سنگھ۔ کچھ بدری ناتھ کی تو خبر نہیں ہے وہ تو آئے یا نہیں۔

بھورے۔ اب تک نہیں آئے اور نہ ابھی وہ آسکتے تھے۔

ہنومان سنگھ۔ نہیں۔ آتو سکتے تھے مگر یوں کہو کہ کچھ کام نہ ہوا ہوگا نہ آئے۔

بھورے۔ اس مرتبہ اُستاد نے ہم میں سے کسی کو بھی ساتھ نہ لیا

ہنومان سنگھ نے تعجب کی نگاہ سے ترلوکی کی طرف دیکھا۔ کیونکہ اُنھیں یہ معلوم تھا کہ وہ بھوانی کو ساتھ لے گیا ہے۔ مگر پھر جب یہ خیال پیدا ہوا کہ عیاروں کا کام ہی

کہ وہ اپنے راز کو خوب چھپاتیں۔ شاید اسی وجہ سے بھورے اور نرلونی کو اس نے خبر نہ کی ہوگی۔ خاموش ہو رہے اور یہ جواب دیا کہ نہیں وہ بھوانی کو بھی ساتھ لے گئے ہیں ہمیں معلوم نہیں ہے۔

بھورے۔ ہم سے انھوں نے اس مرتبہ یہاں تک پردہ رکھا ہے کہ یہ بھی نہیں بتایا کہ کہاں گئے۔

مہاراج اس پر بھی متعجب ہوئے مگر پھر وہی پہلا خیال آگیا تو خاموش ہو رہے اور یہ سوچے کہ جب انھوں نے خود اس بھید کو اپنے شاگردوں اور ہم پیشوں سے چھپایا ہے تو مجھے بھی چھپانا چاہئیے اسی واسطے انھوں نے بھی نہ بتایا کہ وہ راجگڈھ گئے ہیں غرضکہ کوئی بات ایسی نہ کہی جو نقلی بھورے کے مفید مطلب ہوتی۔

بھورے وہاں زیادہ ٹھہر کر کیا کرتا یہ مجبوری اٹھا پھر آیا۔ آکر اپنے ساتھی باسدیو سے ملا۔ اور اپنی ناکامیابی کا حال کہہ دیا۔

باسدیو نے کہا کہ اب یہاں رہنے سے کچھ فائدہ نہیں نکل سکتا۔ بہتر اور مناسب یہی ہے کہ آج ہی سندرگڈھ کو چلو۔ پہلے کمار کو مصیبت سے نکالو پھر دیکھا جائے گا۔ ہم ان لوگوں سے بدلہ تو ضرور لیں گے مگر موقع اور وقت شرط ہے۔

دلجیت سنگھ نے بھی کہا کہ ہاں جب یہاں رہنے سے کچھ مطلب ہی حل نہیں ہو سکتا تو پھر فائدہ کیا ہے کہ یہاں رہیں۔

دونوں نے مختصر باتیں کر کے اسی وقت سندرگڈھ جانے کا ارادہ کر دیا۔ اور آخرکار دونوں سندرگڈھ کی طرف چلدئے۔

ہم ناظرین کی واقفیت کی وجہ سے یہ بھی کہے دیتے ہیں کہ ان کے سندرگڈھ جانے اور بدری ناتھ اور بھوانی عیار کے راجگڈھ سے کماری کو لے کر آنے کا ایک ہی دن تھا صرف فرق یہ تھا کہ دن کو یہ دونوں طوطا گڈھ سے سندرگڈھ کی طرف چلے اور بھوانی اور بدری شب کو پھول وتی کو وہاں سے لیکر طوطا گڈھ کی طرف آئے۔

ان دونوں کی کارروائی اور اُن کا حال ہم بھی آئندہ دکھائیں گے

اب کچھ دیر کے واسطے آپ کو ایک نئے منظر کی سیر کراتے ہیں۔ اور صرف یہ کہے دیتے ہیں کہ واقعات اگر آپ بھول گئے ہوں اور یہ باتیں سمجھ میں نہ آئیں تو پچھلے بابوں پر ایک سرسری نظر ڈال جائیے سب یاد آسکتے ہیں

بائیسواں باب

رات کا بہت حصہ ختم ہو چکا ہے کچھ باقی ہے۔ مگر سیاہی۔ اور چاروں طرف کی تاریکی کو دیکھکر ابھی یہ اُمید نہیں کی جاسکتی ہے کہ دن جلد نکلنے والا ہے۔ درندے بھی ابھی گانوں اور شہروں کی آبادیوں کے پاس سے صحرائیں واپس نہیں آئے ہیں جنگل ہیں یہیں اسقدر بھیانک معلوم ہوتا ہے کہ کوئی تجربے کار اور بڑے پکے دل کا آدمی تو شاید سفر کرسکتا ہے مگر ایسے ویسے آدمی کی ہمت نہیں پڑسکتی کہ سفر کرنا تو درکنار دہ جنگل میں قدم بھی رکھ سکے پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھی اجالے کا نام نہیں ہے تو اس کے دامنوں میں تو روشنی کا نام کیوں ہونے لگا ہے۔

چنانچہ طوطا گڈھ سے دو تین میل کے فاصلہ پر پہاڑی کے دامن میں اس وقت اُلّو بول رہا ہے اور کوئی بھی نظر نہیں آتا۔ مگر یہ آواز آرہی ہے۔ یہ وقت سب کے آرام کا ہے اگر ذرا میں بھی ظاہر ہو جاؤں۔

دوسری آواز۔ ہاں ہاں ضرور ظاہر ہونا چاہئیے۔ اس وقت کوئی بھی نہیں ہے۔

تیسری آواز۔ اگر کوئی ہوگا بھی تو میرا کچھ بنا نہیں سکتا۔ میرے پاس ایک ایسی چیز ہے کہ غائب اور ظاہر ہونے پر مجھے پوری قدرت ہے اس کے بعد ایسا معلوم ہوا کہ جیسے ہوا سناٹے کے ساتھ چلتی ہے اور فوراً ایک شخص جس کی صورت سے بوجہ اُس کے ظاہری لباس کے خوف معلوم ہوا۔ ظاہر ہوا یہ شخص مذکور کی پشت پر ایک لاش ہے۔

اس نے پھر اُدھر اُدھر ایک نمائر نظر ڈالی اور جب کوئی بھی اسے دکھائی نہ دیا تو لاش کو زمین پر رکھدیا اور آپ اس کے سامنے بیٹھ کر یہ

باتیں کرنے لگا۔

اس سے پہلے کہ ہم اسکی کچھ گفتگو اور اسکی باتیں ہدیہ ناظرین کریں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس لاش کے متعلق کچھ لکھ دیں۔

اس کے سر سے پاؤں تک ایک چادر لپٹی ہوئی ہے جس کی وجہ سے یہ تمیز نہیں ہو سکتی کہ یہ کوئی مرد ہے یا عورت ہے۔ مردہ ہے یا زندہ ہے۔ بیمار ہے یا تندرست ہے۔ بدصورت ہے یا خوبصورت۔

جب اس شخص نے لاش کو زمین پر رکھدیا تو یہ لفظ اس کی زبان سے نکلے۔

کمبخت۔ بدبخت۔ بدذات۔ کاش دنیا میں تیرا وجود نہ ہوتا۔ اگر پیدا ہی ہونا تھا تو پیدا ہوتے ہی تجھے موت آجاتی تو بڑا اچھا ہوتا تو نے ہی مجھے پریشان کیا۔ کسی کی خطا نہیں ہے جو کچھ برائی ہے وہ تیری ہے۔ دشمن جان اگر ہے تو تو ہے کوئی اتنی عیاریاں کیوں کرتا کوئی ایسے عیش و آرام پر خاک کیوں ڈالتا۔ کوئی مجھ جیسی خوبصورت پری کیوں دھتا بھیجتا۔ کسی کی عیاریوں اور فریبیوں کے پھندے سے میرے اوپر کیوں کار گر ہوتے میری ہم عمر سے دغا کیوں ہوتی۔ مجھے آوارہ اور پریشان جابجا کیوں پھرنا پڑتا۔ یہ جو کچھ ہے۔ وہ تیرا فساد ہے یہ جو کچھ کیا تو نے کیا۔

یہ سب کچھ کرکے۔ میرے اوپر ستم توڑ کے مجھ سے یہ برائیاں کرکے میرے اوپر یہ ظلم ڈھا کر لطف یہ ہے کہ مجھے اپنا خیر خواہ سمجھا۔ دیکھ اس کا اب تجھے مزا چکھایا جائیگا بدی کرکے نیکی کی امید کرنا تیرا ہی کام ہے۔ مجھے پہلے ہی سے یہ خبر تھی کہ تیرا خاتمہ کر دیا جاتا۔ اور تجھے بری طرح دنیا سے نیست نابود کیا جاتا۔ میرا بھی دیکھکر دل خوش ہوتا۔ مگر مجھے سب کچھ قدرت ہے مجھے کسی کی محتاجی کی ضرورت کیا ہے میں خود ہی تجھے جہنم میں نہ پہونچاؤں اور خود ہی تیرے منھ پر حجت دوں اصل خاک کے بھی لایق نہیں ہے خاک نہ ڈالدوں۔

ہائے جی یہ چاہتا ہے کہ کسی چٹان میں سے ایک بڑا سا بھاری پتھر اٹھاؤں اور اسی سے تیرا سر

کچل ڈالوں۔ ببول کے بڑے بڑے
کانٹے بچھاؤں اور انھیں پر تجھے
کھینچوں تیرے بدن میں زخم ہوں
تو میرا جی شاید کچھ ٹھنڈا ہو۔ اور
میرے دل کی بھڑاس نکلے۔
مگر مجھے یہ ڈر ہے کہ میں ایسا کروں
اور اس سے تجھے کوئی تکلیف نہ
ہو تجھے تو فضول میری محنت رائگاں
جائے۔ اس سے بھی بہتر میرے
دل نے تیرے واسطے ایک اور فیصلہ
کیا ہے۔ اور اس سے بھی سنگین
جرم کے واسطے دوسری سزا ہے۔
تجھے یوں ہی پڑا ہوا چھوڑ جاؤں۔
اور میں اِدھر اُدھر دامن کوہ میں
جاؤں۔ اور وہاں سے لکڑیاں
وغیرہ جمع کرکے لاؤں۔ تجھے بیچ
میں لٹاؤں اور تیرے اِدھر اُدھر
بہت سی آگ جلاؤں۔ میں کہیں
اسی حال میں چھوڑ کر جاؤں۔ اور
کچھ دیر کے بعد واپس آؤں تو
تجھے خاک پاؤں۔

اچھا بس یہی حتمی فیصلہ ہے اور
یہی قطعی رائے ہے میں اِدھر اُدھر
سے لکڑیاں لاؤں اور تجھے آگ
میں چھوڑ کر خود یہاں سے رخصت
ہوں تاکہ جیسے تو نے مجھے جلایا ہے
اسی طرح تیرا جی جل بھن کر خاتمہ ہو جائے
اتنی بڑیں ہانکنے کے بعد یہ
شخص اُٹھا۔ اور اس نے اپنی
جیب سے کوئی چمکتی ہوئی چیز
نکالی اور اس کے سہارے
لکڑیاں چننی شروع کیں۔ ایک
جگہ بہت سا ڈھیر کرکے وہ اندازہ
کرنے لگا کہ اتنی لکڑیاں اسکے
خرمن ہستی کو جلا دینے کے واسطے
کافی ہیں یا نہیں۔

پھر آپ ہی آپ کہا کہ پہلے
انھیں جلاؤں اس آگ کو خوب
اچھی طرح دہکاؤں اور لکڑیاں
جاکر جمع کر لاؤں۔

ایک پتھر سے آگ نکالی اور
لکڑیوں میں آگ لگا دی اور بہت
سی لکڑیاں جمع کرنے کے واسطے (یہ کہکر)
کہ یہ خوب مشتعل ہو جائے تو آکر۔ اس بدی
کے بدلے نیکی کے خواستگار کو اس
میں ڈال دوں اور تمام عمر کو
بے فکر ہو کر اپنے کام میں سرگرم
ہوں۔

تیسواں باب

اسی مقام پر تھوڑی دور چلکر ہم آپ کو ایک کھوہ کی سیر کراتے ہیں جہاں پانچ چھ آدمی پڑے ہوئے سو رہے ہیں اور ایک شخص بیٹھا ہوا ہے جو اپنی وضع سے پہرہ دار معلوم ہوتا ہے۔ یہ سب آدمی مسلح ہیں۔ اور ہر ایک کے قیافہ سے پتہ چلتا ہے کہ بہادر ہیں اور ہر ایک ان میں سے ایسا جنگجو ہے جو دس دس کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

اس پہرہ دار نے یہ غیر معمولی روشنی دیکھی تو اُسے تعجب ہوا کہ آخر اس وقت میں اس روشنی کا کیا کام ہے۔ اور کون ہے جو جنگل میں ایسے وقت آیا۔ شاید راجہ کی فوج ہماری تلاش میں آئی ہو۔ نہیں نہیں ممکن ہے کہ کوئی عورت ستی ہونے آئی ہو اچھا کچھ بھی ہو میں اس بلندی پر چڑھکر دیکھوں کہ اس آگ کے جلنے کا مطلب کیا ہے۔

یہ پہاڑ کی بلندی پر سے چڑھکر اس منظر کی سیر کرنے لگا۔ اس نے دیکھا کہ کوئی بھی نہیں ہے۔ اُس نے دیکھا کہ میرے سب خیال غلط ہیں۔ نہ کوئی ڈاکوؤں کا گروہ ہے نہ کوئی مہاراج کی بھیجی ہوئی فوج ہے۔ نہ اور کوئی متنفس ہے نہ کوئی عورت ستی ہونے کے واسطے آئی ہے بلکہ یہاں کا عالم ہی اور ہے کہ ایک لاش پڑی ہوئی ہے اُس کے قریب آگ جل رہی ہے اور کوئی یہاں نہیں ہے۔

وہ فوراً نیچے اُتر آیا اور اُس نے اپنے ساتھیوں کو جگایا۔ اور ایک نوجوان کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگا کہ اُستاد اس وقت جگانے کا خاص منشا ہے۔

نوجوان۔ خیر تو ہے کیا ہے جلد کہو۔

میں پہرہ پر تھا کہ یکایک یہ روشنی ہوئی۔ میں نے کئی اک خیال کئے۔ مگر سب خیال غلط نکلے جب بلندی پر سے چڑھ کر دیکھا کہ نہ وہاں کوئی آدمی ہے نہ آدم زاد بلکہ آگ جل رہی ہے اور ایک لاش اُس کے پاس پڑی ہوئی ہے۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی بڑا راز ہے جو ہماری سمجھ میں نہیں آسکتا

نوجوان ۔ (جسے اُستاد کہا جا رہا تھا) کہاں ہے۔ آؤ مجھے بتاؤ میں بھی دیکھوں

پہرہ دار رہبر تھا اور نوجوان ساتھ ہوا دونوں اُسی طرف چلدئے۔ منٹ دو منٹ کا راستہ تھا وہاں جا پہونچے خیریت تھی کہ وہ عجیب آدمی ابتک واپس نہیں آیا تھا۔

نوجوان نے لاش کو دیکھا جسپر سفید چادر لپٹی ہوئی تھی۔ نوجوان نے جلدی سے اُس کا منھ کھول کر دیکھا اور معاً بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑا۔

پہرہ دار گھبرا کر کھڑا ہوگیا۔ اور اُس کی بیہوشی دور ہونے کی تدبیریں کرنے لگا۔ جب اُسے ہوش آیا۔ تو پہرہ دار نے پوچھا۔ کہ اُستاد یہ کیا آخر تم اس کی صورت دیکھکر کیوں گر پڑے۔

نوجوان۔ ہائے کیا بتاؤں۔ یہ تو وہی ہے جس کی تلاش میں سرگرداں و پریشان ہوں جس کے ہجر میں رونے سے تم مجھے منع کیا کرتے ہو اور مجھے سمجھاتے ہو۔

یہ دونوں یہ باتیں کر رہے تھے کہ اتنے میں وہ آدمی جو آگ جلا کر گیا تھا آپہونچا اور اُس نے یہ دو آدمی دیکھکر ارادہ کر لیا کہ اگر یہ میرے کام میں مانع ہوں گے تو اُن کو بھی اسکے ساتھ ہی آگ میں ڈالدیا جائیگا

جب وہ پاس آیا تو پہچان گیا کہ یہ دونوں آدمی کون ہیں۔ ادھر ان دونوں نے بھی اسے پہچان لیا اور اسی وجہ سے نوجوان نے یہ کہا

نوجوان۔ رانی معلوم ہوتا ہے کہ تم اس وقت کوئی بڑا خوفناک کام کرنے والی ہو۔ مہربانی فرماکر اگر ہرج نہ ہو تو بتاؤ۔ کہ یہ لاش کس کی ہے اور تمھارا ارادہ کیا ہے۔

رانی (یعنی وہ شخص جسے ہم اب تک مرد سمجھے ہوئے تھے) بس اتنا ہی بتائے دیتی ہوں۔ کہ یہ ظالم ہے اور مجھے اُسکو اُسکے ظلم کی سزا دینی ہے

نوجوان۔ آخر اس نحیف الجثہ غریب نے ایسا کیا ظلم کیا ہے۔ جس کی تم سزا دینا چاہتی ہو۔ موہنی رانی مجھے تو اسکی صورت سے یہ امید نہیں ہے کہ اُس نے کوئی ظلم کیا ہوگا۔

موہنی رانی۔ کنور بہادر بہتر تو یہ ہے کہ تم اس معاملہ میں دخل نہ دو۔ تم ایک مدت سے میرے دوست رہے ہو مگر مجھے یہ ڈر ہے کہ اس معاملہ میں

دخل دینے سے یہ دوستی قائم نہ رہیگی بہتر ہے کہ تم خاموش رہو [illegible] میں جو کچھ کام کر رہی ہوں [illegible]

کنور بہادر۔ اچھا تم کیا کرنے والی ہو

رانی۔ میں اس آگ [illegible]

کنور بہادر۔ [illegible] تمہارے ساتھ کیا کیا ہے۔

رانی۔ بہتر یہ ہے کہ نہ سنو۔

کنور بہادر۔ تم جانتی ہو کہ میں تمہارا بھی خیر خواہ ہوں۔ مجھ سے دشمنی نہ ہوگی تم بھی اسی جنگل میں رہتی ہو اور میں بھی رہتا ہوں۔ میرے تمہارے پیشے میں بھی کچھ ایسا زیادہ فرق نہیں ہے جیسی تم ایسا میں۔

رانی نے تمام وہ حال سنا دیا کہ میں کس طرح مہری سنگھ پر عاشق ہوں اور وہ اس پر عاشق ہیں صرف اسی کی وجہ سے وہ میرے پاس سے چلے گئے

یہ کنور بہادر کا ذکر آپ پہلے حصہ میں پڑھ چکے ہیں یہ وہ ڈاکو ہے جس نے پھول وتی کو ایک [illegible] کے قبضہ سے چھڑایا تھا۔ اور خود [illegible] عاشق تھا جس کا خود پھول وتی نے ذکر کیا ہے۔

کنور بہادر۔ اچھا اگر [illegible] تو کیا ہو جائیگا۔

رانی۔ میں تمام عمر کے لئے اس غم سے نجات پاؤں گی کہ جسے میں چاہتی ہوں وہ دوسرے کو کیوں چاہتا ہے۔

کنور بہادر۔ مگر اس میں اس کا تو قصور نہیں ہے۔ اس میں اگر کچھ قصور ہے تو مہری سنگھ کا ہے۔

رانی۔ سارا قصور تو اسی کا ہے۔

کنور بہادر۔ اچھا میں ایسی ترکیب تمہیں نہ بتلاؤں کہ جو تم ایک خون کرنے سے بھی بچو۔ اور اس غم سے بھی نجات پاؤ۔

رانی۔ کہو اگرچہ میں پوچھنا نہیں چاہتی

کنور بہادر۔ تم اسے میرے سپرد کر دو میں اس کی حفاظت کروں گا۔

رانی۔ تم سے نہ اس کی حفاظت ہوگی نہ تم کر سکتے ہو۔ تم مجھے اس کا خاتمہ ہی کرنے دو۔ پھر کسی نہ کسی صورت سے مہری جان کو عذاب ہو جائیگا اس صورت میں تو میں عمر بھر مزا کرونگی۔

کنور بہادر۔ نہیں اس وقت کہ جب تم اسے میرے سپرد کر دو گی تو بھی تمہیں یہ غم نہ رہے گا اور پھر بھی تم ہمیشہ کے لئے بیفکر ہو جاؤ گی۔

رانی۔ اے تم اس وقت کہاں

سے آگئے کہ اس قدر میرے کام
میں ہارج ہوئے۔ کاش تمہیں
یہاں کے آنے کا ارادہ کرتے ہی
موت آجاتی۔
کنور بہادر۔ تم اگر میرے کوسنے سے
خوش ہوتی ہو تو مجھے خوب کوس لو۔
مگر اسے مجھے دیدو۔
رانی۔ آخر تم اسے کہاں سے جانتے
ہو۔ کیوں اسقدر مصر ہوتے ہو۔
کنور بہادر نے ایک آہ سرد کی
اور اس کے سوائے کوئی بات نہ کہی
کہ کہیں سے نہیں میں اسے یہیں سے
جانتا ہوں۔ اس کی صورت پر
ترس آتا ہے۔ میرے خیال میں
مارنے سے زیادہ اس کے واسطے
یہ سزا ہے کہ تم اسے میرے حوالے کردو
رانی۔ ہونہہ۔ کنور بہادر۔ اگر تم سے
میری اسقدر محبت اور میرا ایسا اخلاص
بڑھا ہوا نہ ہوتا تو تم مجھ سے ابھی سر
کیوں نہ مارتے مگر میں تمہیں اسے
نہ دیتی۔ تمہیں معلوم نہیں ہے کہ اس کی
تلاش میں مجھے کسقدر ذلت اٹھانا پڑی ہے
یعنی راجگیشر۔ [illegible] نگر [illegible]
اور تمام اس کی پیدائش کی جگہ
غرضکہ ہر جگہ میں نے اسے ڈھونڈھا

ہے تب آج یہ میرے ہاتھ آئی ہے
اگرچہ شیو مان سنگھ بھی اسے آج زندہ
پاتا تو ہرگز نہ چھوڑتا۔ مگر میں نے یہ بہت
بہتر سمجھا کہ میں اپنے ہاتھ سے اسے
خاک میں ملا دوں چنانچہ میں اسے
اکدم بیہوش کرکے لے آئی تھی۔
میری عادت سی ہوگئی تھی کہ
ہری سنگھ اور اس کے واسطے راتوں
گھومتی تھی۔ چنانچہ آج بھی میں ایک
جگہ بیٹھی ہوئی جدائی کے صدموں
سے اپنا سر دھن رہی تھی۔ کہ میں
نے دیکھا ہری سنگھ کے ساتھ یہ پالکی
میں سوار آرہی تھی۔ مگر ہری سنگھ
کو دیکھ کر مجھے یہ شبہ ہوگیا کہ آخر وہ
اسے اس وقت لیکر کہاں جا رہے
ہیں۔ اور رقیب کے یہاں اپنے
ہاتھوں اسے کیوں پہونچاتے ہیں
غور کرنے پر میں یہ تو سمجھ گئی کہ
یہ کوئی عیار ہے اور اسے کسی جگہ سے
لے آیا ہے۔ ورنہ تنہا شیو مان سنگھ کے
[illegible] ہے۔ مگر میں نے بھی ارادہ
کر لیا [illegible] آپ نے جیسا مجھے ستایا ہے
ویسے ہی [illegible] سے میں بھی اپنا بدلہ
لوں گی۔ چنانچہ [illegible] نے معاً اپنی آنکھوں
میں [illegible] لگاکر اپنے آپ کو

محفوظ کر لیا یعنی میں دنیا کی نگاہوں
سے پوشیدہ ہوگئی میں سب کو دیکھتی
تھی اور مجھے کوئی بھی نہ دیکھ سکتا
تھا میں پالکی کے ساتھ ہوئی اور
میرا یہ ارادہ تھا کہ ذرا آنکھ بچے
تو میں اسے نکال کرلے آؤں جہاں
جہاں پالکی گئی وہیں وہیں میں ماری
ماری پھری۔ پالکی راج محل میں
پہونچی۔ عیار نے اسے ایک کمرے
میں اُتارا اور ایک عورت کو پاس
بٹھاکر وہ ہنومان سنگھ کو خبر کرنے گیا
میں نے موقع دیکھا ظاہر ہوئی پہرہ دار
کو بھی اُٹھایا اور اُسے بھی اُٹھایا۔
دونوں کی ناک سے بیہوشی مل دی
فوراً یہ دونوں بیہوش ہوگئیں۔ میں
نے پہرہ دار کو تو ایک جگہ پھینک دیا۔
اور اسے لئے ہوئے چلی آئی۔ اس کی
خاطر سے یہ اور بھی تکلیف گوارا کرنی
پڑی کہ لکڑیاں چنیں اور اُسے جلانا
چاہا کہ تم کہیں سے آن پہونچے کاش
اس وقت تم نہ آتے تو بڑا اچھا ہوتا
کنور بہادر۔ آخر آپ نے یہاں
اسے کیوں پھونکنا چاہا۔ اور قلعہ
خود کیوں تکلیف گوارا فرمائی۔ ایشور
کا بڑا شکر ہے کہ آپ کو یہ بات پر
قدرت ہے اور آپ سب کچھ کرسکتی
ہیں قلعہ آپکے گھر کا موجود ہے نوکر چاکر
آپ کے یہاں بے تعداد۔ پھر یہ
بے سروسامانوں کی طرح آپ نے
حرکت کیوں کی اور یہاں اسے
کیوں پھونکنا چاہا۔ جو کچھ کرنا تھا
اپنے قلعہ میں کیا ہوتا۔
رانی۔ اس کی تین وجہ ہیں۔ اول
یہ کہ قسم کھاکر نکلی ہوں کہ جب وقت
تک ہری سنگھ کو لیکر نہ آؤں گی۔
قلعہ میں نہ آؤں گی۔ دوسرے یہ کہ
جوش انتقام نے مجھے بے تاب کردیا
تیسرے یہ کہ میں نے اس منحوس کا
قدم ایسے وہاں جانا اچھا نہ سمجھا۔
کنور بہادر۔ بیشک رانی اسمیں
شک نہیں کہ تمھیں اس کی وجہ سے
بے انتہا تکلیف پہونچی اور میں
اُسے مانتا ہوں مگر میں اسکی سفارش
کرتا ہوں تکلیف تو اسے میرے
پاس بھی سخت ہوگی مگر میں چاہتا
ہوں کہ آپ اس کی جان بخشی
کم سے کم ضرور کردیجیے اور سمجھ لیجیے
کہ ایشور آپ کی رحم دلی کا آپ کو
پورا پورا بدلہ دیگا۔
رانی نے اس کے جواب میں یہ

کہہ دیا کہ خیر بخشیدم اگرچہ مصلحت ندیدم اور اتنا کہہ کر وہ زار زار روئی۔ اور پھر زور سے ایک چیخ مار کر یہ پڑھتی ہوئی کہ ؎

جلوے مری نگاہ میں کون و مکاں کے ہیں
مجھ سے چھپینگے وہ بھلا ایسے کہاں کے ہیں ؎
مرے دلکو چرا کر کدھر جائیں گے
وہیں پہونچونگی میں جدھر جائیں گے

ایک گولی منھ میں رکھی اور اکدم آنکھوں سے غائب ہو گئی۔

چوبیسواں باب

سیہ بختاں قسمت راچہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

آسی ؎

اے طبیب مہرباں سوز تری [illegible]
تو نے مرہم بھی رکھا زخم جگر سل بھی گیا
جنکی قسمت میں ہے کلفت پھر انھیں راحت کہاں
دل کے سو ٹکڑے ہوئے غنچہ اگر کھل بھی گیا

ہائے پھول وتی تیری بد قسمتی کی انتہا نہیں خدا جانے تیرے اوپر کتنی مصیبتیں اور پڑنے والی ہیں۔ [illegible] تیرے نصیب میں ابھی کب تک رنج وغم کا شکار بننا لکھا ہوا ہے۔ کمار نے تیری جستجو میں کسر اٹھا نہیں رکھی۔ یہاں تک کہ وہ خود بھی ایک بلا میں پھنس گئے۔ دلجیت سنگھ نے تیرے لئے خاک چھانی۔ سیتا نے تیرے لئے گھر چھوڑا رہ نوردی کی۔ اور آخر تجھے ٹھکانے سے بٹھا بھی دیا۔ مگر پھوٹی ہوئی تقدیر کا کوئی ساتھی نہیں۔ ہائے اگر تو منوہان سنگھ ہی کے یہاں رہتی تو بھی تجھے شاید اس قدر رنج وغم سے مقابلہ نہ کرنا پڑتا جیسے کہ اب اندیشے ہیں۔ کنور بہادر نے تجھے مانگ لیا ہے یہ ایک ڈاکو ہے اس کے دل میں رحم کا نام نہیں ہے۔ اگرچہ تو بیان کر چکی ہے اور خود اُس کی زبانی بھی سُن لیا ہے کہ تجھ سے اُسکو محبت ہے مگر اس محبت کا یقین نہیں ہے بو الہوس کی محبت محبت نہیں۔ اگر بالفرض اُسے سچی محبت ہے تو بھی غضب یہ ہے کہ وہ تیرے درد دل کی دوا نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ تجھ پر یہ صادق ہے۔ ؎

ہم مبتلائے چشم ہیں نرگس سے کیا غرض
یہ پھوٹتی ہے کیوں نہیں دیدے نکل کے

تجھے اگر دنیا میں کسی کا غم ہے۔ تجھے اگر کوئی پیارا ہے تو وہ کمار ہے جو خود

بیچارہ مصیبت میں مبتلا ہے۔ اگرچہ اُسنے بھی دن رات تیری جدائی میں سالہاسال کے برابر گذرتا ہے مگر کرے تو کیا کرے کچھ انسان کے قبضہ میں ہوتا تو وہ اُس کے کرنے میں دریغ نہ رکھتے مگر افسوس تو یہی ہے کہ آجکل وہ بھی تیری طرح سے مجبور ہیں۔

کنور بہادر نے جب پھول وتی کو موہنی رانی سے لے لیا اور وہ چلی گئی تو اس کی خوشی کی انتہا نہ تھی گویا آج دنیا بھر کی دولت اسکو ملگئی تھی اور وہ اُسکے اچھے بُرے پر قادر تھا اُس نے چاہا کہ فوراً بیہوشی دور کرنے کی دوا ایس کرے۔ مگر اسکے ساتھیوں نے اُسے منع کر دیا۔ اور کہا کہ اگر تم اس وقت ہوش میں لاؤ گے تو اسمیں یہ نقص ہے کہ یہ اپنے آپ کو اسوقت اس سنسان بیابان میں دیکھکر ڈر جائیگی اور ممکن بلکہ اغلب ہے کہ تمھیں اپنے پاس دیکھکر اس کا دم نکل جاوے۔

کنور بہادر۔ تو کیا جب اسے ہوشیار کرونگا اس وقت یہ اندیشہ نہیں ہے

پہرہ دار۔ اُس وقت یہ تو ہوگا کہ تم اپنے ٹھکانے سے ہوگے۔

کنور بہادر۔ بس آج اور سب کام کو ملتوی کر دو اپنی جگہ پر واپس چلو

پہرہ دار۔ جو حکم ہو ہم کو اسکی بجاآوری میں عذر نہیں ہے۔

کنور بہادر۔ اچھا تو میں اسے لیکر چلتا ہوں تم لوگ بھی آجانا۔

یہ سنکر پہرہ دار اُدھر چلاگیا۔ ادھر کنور بہادر نے پھول وتی کو اُٹھایا اور پھر اپنے پاس سے ایک گھوڑا نکالا۔ جو کاٹ کا بنا ہوا تھا۔ اور اس میں چند کلیں لگی ہوئی تھیں۔ اس نے ایک کل کو گھمایا۔ اسمیں حرکت پیدا ہوئی معاً آپ بھی اُسپر چڑھ گیا۔ گھوڑا اوپر بلند ہوتا رہا۔ اور ایک سمت کا رُخ کئے ہوئے چلتا رہا۔ ایک گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ گذرنے کے بعد یہ گھوڑا نیچے اُترنے لگا۔ اور بالآخر ایک میدان میں اُتر آیا۔

کنور بہادر نے گھوڑے کو توڑکر پھر اسی طرح اپنی گٹھری میں رکھ لیا اور پھول وتی کو لئے ہوئے ایک ویران جگہ میں جہاں ایک بہت ہی پرانا مکان بنا ہوا تھا پہونچا اسی مکان میں ایک تہ خانہ تھا اس میں اترا اور وہاں پہونچا جہاں کئی اک

آراستہ پیراستہ کمرے تھے۔

یہ ایک کمرہ میں گیا۔ فرش فروش اور سامان ضروری وغیرہ سے آراستہ اور مکلف بنا ہوا تھا۔

کنور بہادر نے پھول وتی کو ایک مسہری پر لٹا دیا۔ اور آپ اُس کی بیہوشی دور کرنے کی فکر میں پھنس گیا۔ جو ایک معمولی آدمی تدبیریں کرسکتا ہے وہ سب اُس نے بھی کیں۔ آخر پھول وتی کو ہوش آیا۔ آنکھ کھولتے ہی اُس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ نئی جگہ نیا مکان۔ نیا آدمی وغیرہ دیکھکر فوراً اس کی زبان سے یہ نکل گیا ہائے۔ میں کہاں آگئی۔ کیا تقدیر نے پھر مجھے ایسی جگہ پھنسا دیا جن کا خوف میرے دل پر سوتے میں بھی غالب رہتا ہے۔

کنور بہادر۔ بس بس بہکی باتیں نہ کرو۔ ہوش میں آؤ۔ جہاں سے تمھیں لایا گیا ہے وہاں تمھیں سخت تکلیف پہونچتی اور یہاں ہر وقت میں تمھاری خدمت کے لئے تیار ہوں اور میرے تمام نوکر تمھارے نوکر ہیں۔ میں آپ ہی کسی خدمت میں کبھی دریغ نہ کرونگا۔ پیاری تم یہ سمجھتی ہوگی کہ میں بے سروسامانی میں ہوں۔ نہیں یہ تمھارا خیال غلط اور بالکل بے بنیاد ہے میں بھی راجہ ہوں اور میرے بھی ادنیٰ اشارہ پر بیسیوں زندگیوں کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ موت اور حیات گویا میری مرضی کی منتظر اور میرے اشارے کی خود خواستگار رہتی ہیں میں جو کچھ چاہوں کرسکتا ہوں۔ کیا تم اگر اس احسان کو بھول گئیں جو میں ایک مرتبہ تمھارے ساتھ کرچکا ہوں تو اسکو بھی بھول جاؤگی۔ سوچو اور انصاف کرو کیا میری دیکھ بھال نہیں نہیں دو مرتبہ جان بچانے کا یہی صلہ ہے کہ تم سیدھے منھ مجھسے بات کرنا بھی عیب سمجھتی ہو۔ ہائے اگر آج میں عین موقع پر پہونچ نہ گیا ہوتا تو پھر تمام عمر تمھاری پیاری موہنی صورت دیکھنے میں نہ آتی اور ہمیشہ تمھاری صورت کو ترسا کرتا۔ لو دیکھو میری حالت زار کو دیکھو اور مجھسے اور کچھ نہیں تو ہنسکر دو باتیں تو کرلو۔

پھول وتی۔ ایشور کے لئے تم اپنی اس بیہودہ بکواس کو ختم کرو

اور مجھے خاموش پڑا رہنے دو تاکہ
میں ظاہر میں نہیں تو دل ہی دل میں
اپنے پھوٹے مقدر کو رو لوں۔

کنور بہادر۔ اب رونے کی ضرورت
نہیں ہے۔ اب تم ہمیشہ کے لئے
مصیبت سے چھوٹ گئیں اور اب
جیتے جی تمھیں کوئی رنج و غم کی آنچ
نہیں پہونچ سکتی۔

پھول وتی۔ خیر پھر بھی مجھ سے
کچھ بات نہ کرو۔

کنور بہادر۔ آخر کب تک تم مجھے
ستاؤگی اور کس وقت تک مجھ سے
پرہیز کروگی۔ اب تم بالکل میرے
قبضہ میں ہو۔ اور میں ہر بات کے
پورا کرنے پر تمھیں مجبور کر سکتا ہوں۔

پھول وتی۔ تم مجھے کسی بات پر
مجبور نہیں کر سکتے۔ سوائے اس کے
کہ اگر میں تمھارے قبضہ میں ہوں
تو تم میرے گلے پر تیز خنجر رکھکر میرا
خاتمہ کر سکتے ہو۔ اور مجھے بھی تمھارے
اختیار میں نہیں ہے اگر تم مجھے نہ
پڑا رہنے دوگے تو میں تمھیں بری
طرح کوسوں گی۔

کنور بہادر نے مزاج برہم دیکھا
خاموش ہو گیا۔ سوچا کہ فکر کیا ہے
دیکھا جائے گا۔ اب نہ سہی پھر
سہی کسی نہ کسی وقت اپنے کو مجبور
اور بے بس دیکھکر اسے میرا کہنا
ماننا ہی پڑیگا۔ یہی دن اور یہی
رات ہے تو ایک دن یہ میری
بیوی بنے گی اور ضرور بنے گی۔
اگر میرے جذب محبت میں کچھ اثر
ہے تو اسکا دل ضرور پسیجے گا ؎

جذبۂ عشق سلامت ہے تو انشاءاللہ
کچے دھاگے میں چلے آئینگے سرکار بندھے

یہ ہی باتیں سوچکر خاموش ہو رہا۔ اور
کہا کہ اچھا مجھ سے گفتگو کرنا اگر مزاج
کے خلاف ہے تو میں خاموش ہوا جاتا
ہوں۔

ادھر اس نے پھول وتی سے
یہ کہا ادھر اس کے کئی اک ساتھی
آن پہونچے جن کے سروں پر بہت
سے اسباب کی گٹھریاں تھیں۔
کنور بہادر بھی یہ دیکھکر باغ باغ
ہو گیا اور تعجب سے پوچھا کہ یہ کیا کیا
اور مال کہاں سے ہاتھ آیا۔

ایک۔ اُستاد آپ نے تو آج ہمکو
ممانعت ہی کردی تھی کہ کوئی کام
نہ کرنا مگر ہم نے یہ سوچا کہ بیکار رہنے
سے فائدہ ہی کیا ہے۔ لہٰذا ہم لوگوں

نے اپنا کام کیا اور اسقدر مال لے
آئے آپ راضی ہوں یا ناراض۔
ہم نے کچھ برائی کی نہیں ہے۔
کنور بہادر۔ ارے برائی کیسی
یہ تو ہمارا کام ہی ہے مگر مجھے یہ خیال
تھا کہ آج چونکہ مجھے اور کام ہے
اس واسطے میں نے اس ارادہ کو
ملتوی کردیا تھا۔ تم نے بہت اچھا کیا
اچھا اب اس کا حصہ کرلو۔
سب نے کہا کہ ہاں ہم بھی یہ
چاہتے ہیں۔ چنانچہ اس وقت
تمام مال کا اس کے سامنے انبار لگادیا
گیا اور خود کنور بہادر نے سب کو تقسیم
کردیا۔ اور سب نے اپنا اپنا مال
لیکر اپنے قبضہ میں کیا ایک آدھ
اس کے پاس رہا باقی سب اپنے
اپنے کمروں میں چلے گئے۔

چھبیسواں باب

نہ کہیں عیش تمہارا کبھی منغص ہوجائے
دوستو درد کو محفل میں نہ تم یاد کرو

اول تو دنیا میں کسی مصیبت زدہ
کا کوئی ساتھی ہی کہاں ہوتا ہے
اور اگر جا بیٹھا کر کوئی کسی کا
ساتھ دیتا بھی ہے تو وہ بھی اسی کی
طرح بلا میں پھنس جاتا ہے۔ جیسے
بیچاری پھول وتی کا ساتھ سیتا نے
دیا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خود بھی قابل رحم
ہوگئی اور اس کی حالت اُس
سے بدتر ہوگئی۔ پہلے کی اسکی جو حالت
تھی وہ سب تو آپ نے پڑھ لی۔
اب ہم جب سے کہ وہ کماری اور
نقلی ہری سنگھ سے جدا ہوئی اسکا
حال سناتے ہیں۔
اس کے جدا ہونے کا صرف
وہی سبب تھا جسے ہری ناتھ سمجھ گیا
یعنی اس نے یہ سمجھ لیا تھا کہ ہم دونوں
کے ساتھ عیاری کی گئی اور اسی
وجہ سے ہم وہاں سے نکالے گئے
بعض بعض مقامات جو اُس نے
راستہ چلتے میں دیکھے تو یہ گمان بھی
یقین بنکر اُس کے دل میں بیٹھ گیا
کہ یہ طوطا گڑھ ہے۔ یہ خیال پختہ
ہوتے ہی تو وہ یکایک کانپ اُٹھی
اور سمجھ لیا اگر اب بھی ان لوگوں
سے جدا ہونے کی میں نے کوئی ترکیب
نہ کی تو میری عزت میں کوئی کلام
نہیں ہے۔ چنانچہ جو کچھ اُس نے کیا
وہ پہلے لکھدیا گیا۔ ضروری الاظہار

یہ بات ہے کہ اس واقعہ کے بعد
میں اُس نے کیا کیا اور وہ کہاں گئی
وہ نظر بچا کر گلیوں میں سے ہوتی
ہوئی شہر یا قصبہ کے کنارے
پہونچ گئی اور دیر تک ان خیالوں
سے روتی رہی کہ اس کی سہیلی پر
آج کیا گذر گئی - اور وہ اس اندھیری
رات میں کہاں ماری ماری پھر گئی -
مگر روتے روتے بھی اسے اس
ڈر نے چونکا دیا کہ اگر مجھے اس حال
میں بھی کسی نے دیکھ لیا تو بھی برا
ہے - دیکھنے والا یا تو اُسے سمجھے گا کہ
یہ کوئی چور ہے - اور وہ شور مچائے گا
تو یہ گرفتار ہو جائے گی - اور اگر کسی
نے پاس آکر اُس کے لمبے لمبے
گیسوؤں کو دیکھا تو اسکو بدکاری
کا تمغہ عنایت کرنا لازمی اور ضرور
ہو گا - اور اس پر بھی یہ لازمی بات
ہے کہ وہ قید میں بھی رہے گی
اور ہر طرح کی ذلتیں سہے گی - اب
وہ کھڑی ہو گئی اُس نے بھیا تک
اور ڈراؤنے جنگل کا رخ کیا چلتی
رہی اور اپنے دل میں پھول وتی
کے لئے دعائیں مانگتی رہی - ایک
جگہ آئی جہاں ایک کنواں بھی تھا
اور چند درخت گھنے کھڑے ہوئے تھے
اسی جگہ پر شاید مسافروں یا بھولے
بھٹکوں نے آرام کے واسطے کسی
نے ایک مندر بنوا دیا تھا - جو اگرچہ
بالکل ویران تھا اور اس میں
اس وقت چراغ بتی یا روشنی وغیرہ
کا نام بھی نہ تھا - مگر ہاں چونکہ دروازہ
لگا ہوا تھا اور سنگین کواڑ تھے اسلئے
یہ امید ضرور تھی کہ اس کے اندر
سو جائے اور اندر سے دروازہ بند
کر لے تو کم سے کم درندوں کے آزار
سے بے خوف ہو جائے گی - پیتا نے
چاہا کہ اس کے بند دروازہ کو جس میں
غالباً باہر کی جانب سے کنڈی لگی ہوئی
ہے کھولے اور اُس کے اندر جا کر
پڑ رہے - ڈر لگے تو بلا سے مگر بقیہ
رات تو جوں توں کر کے گذار دے
وہ دروازے کی طرف گئی کواڑوں
میں کھولنے کے لئے ہاتھ سے جھٹکا دیا
اندر کی طرف سے کنڈی بند پائی
اس وقت اُس کے دل میں دو
خیال گذرے کہ یا تو جان گئی - یا
آرام سے یہ رات بسر ہوئی - یعنی
یا تو کوئی چور - ڈاکو - باغی - لٹیرا
یہاں چھپا ہوا ہے اور وہ اسوقت

مجھے مار ڈالے گا۔ اور اگر یہ نہیں تو
ضرور کوئی پجاری یا برہمن ہے جو
اس شوالے کی خدمت کے لئے مقرر
ہے اُس کے ذریعہ سے کم سے کم
یہ آرام ملے گا کہ کوئی ڈر اس کے
پاس نہ پھٹکے گا۔ اسی امید و بیم
کی حالت میں اُس نے دوسرا دھکا
بھی مارا اور باہر سے کنڈی بجائی
اندر سے فوراً آواز آئی کہ کون۔
سیتا۔ آپ دروازہ کھول دیجئے
یہ سوال پھر کیجئے۔
آواز۔ نہیں پہلے بتادو کہ تم کون ہو
سیتا۔ آخر تمھیں اس سے غرض
آواز۔ تو دروازہ بھی نہیں کھل سکتا
سیتا۔ میں ایک غریب مسافر ہوں
آواز۔ مسافر۔ مسافر کا اس وقت
کیا کام۔ تم تو کوئی چور ہو۔
اس آخری جواب پر سیتا کو دو
باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک تو اُس نے
یہ اچھی طرح اندازہ کرلیا کہ جواب
دینے والی کوئی عورت ہے۔ دوسرے
یہ کہ یہ کوئی بدمعاش نہیں ہے۔
اس نے دل کڑا کرکے جواب دیا
بہن تم دروازہ کھولو تو میں اندر
آؤں اور تمھیں اپنا حال سناؤں

کسی نے دروازہ کھول دیا اور
سیتا اندر چلی گئی۔ دروازہ کھولنے والی
نے فوراً اُسے بند کرلیا۔ اور کہا کہ
تم تو مجھے سیتا معلوم ہوتی ہو۔
سیتا کو تعجب ہوا۔ اور بہت تعجب
ہوا۔ اُس نے بھی کوشش کرکے
پہچان لیا کہ یہ وہ عورت ہے جس
کی مدد سے راجکمار ہری سنگھ
سوہنی رانی کی قید سے چھوٹ گئے
تھے۔ اور در اصل میری آزادی
کا بھی سبب وہی ہوئی تھی۔ اُس
نے فوراً جواب دیا کہ چمپا میں تو
یہاں ہوں آخر تم یہاں کیوں ہو
تم پر کیا گذری۔
چمپا (ہنسکر) پہلے تمہارا وعدہ
ہے پہلے تم اپنا حال سناؤ تو میں
بھی کچھ کہوں۔ اچھا اپنا حال
پھر سنانا پہلے ذرا جلدی سے اسکا
جواب دیدو کہ ہری سنگھ کہاں ہیں
اور کیسے ہیں انھیں پھول وتی
مل گئی یا نہیں۔
سیتا۔ راجکمار جس روز سے جدا
ہوئے ہیں اسی روز سے میں بھی اُن
سے جدا ہوں مگر اتنا جانتی ہوں
کہ وہ طوطا گڈھ گئے تھے اُسی روز

یا اس سے آ لگے۔ وہ پھول وتی کو دلجیت سنگھ راجکماری ڈھونڈنے گئے۔ اس لئے یہ تو قطعی بات ہے کہ وہ اس سے ملے نہیں مگر واپس بھی نہیں آئے۔ معلوم نہیں اب کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں۔

چمپا۔ اچھا پھول وتی کہاں ہے

سیتا نے تمام اصلی واقعہ سنا دیا جس سے چمپا نے بڑا افسوس کیا۔ سیتا نے پوچھا کہ اب تم بتاؤ کہ تم پر یہ آفت کیوں آئی۔

چمپا۔ سب ہری سنگھ کی بدولت اس کے بعد اپنے قید ہونے تک کا سب حال سنایا بعدہ کہا کہ جب میں نے دیکھا کہ اب میں قید ہو چکی اور راجکمار ہری سنگھ کو تلاش کرنے چلی گئی۔ اور اس کی تلاش سے وہ یقینی اس کو مل جائیں گے اور وہ کسی نہ کسی طرح انھیں دام فریب میں پھنسا کر لے آوے گی۔ جس وقت وہ آئیں گے میری جان کی خیر نہ ہوگی وہ ضرور میرے ساتھ بدسلوکی کرے گی بلکہ اغلب یہ ہے کہ انھیں کے سامنے تیروں سے اڑوا دے گی تو میں نے اپنی تمام تر کوشش کی اور آخر میں کامیاب ہوئی اور اس کے زندان خانہ طلسمی سے جو (میرے لئے بوجہ رازدار ہونے کے) طلسمی نہیں ہے نکل آئی۔ میری آزادی کا واقعہ آج ہی کا ہے۔ چونکہ مجھے شام ہو گئی تھی لہذا میں اس مندر میں ٹھہر گئی تھی

سیتا۔ خیر شکر ہے۔ ایک سے دو ہوئے۔ ایک ہمدرد تو اور ملی جو وقت بے وقت مدد کرتی رہے گی۔ اچھا اب صبح آپ کا کہاں جانے کا ارادہ ہے

چمپا۔ اور تمھارا کیا ارادہ ہے۔

سیتا۔ میرا تو یہ ارادہ ہے کہ کسی نہ کسی صورت سے یہ پتہ لگاؤں گی کہ پھول وتی کے ساتھ کیا گذری اور ظالم ہنومان سنگھ نے اس کے ساتھ کیا کیا۔

چمپا۔ مگر میرا ارادہ اس کے خلاف ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ پہلے کمار کو تلاش کر لوں اس کے بعد اور کچھ ہوگا

سیتا۔ بہن چمپا یہ میں جانتی ہوں کہ تمھیں بھی ہری سنگھ سے بیحد محبت ہے اور جیسے کسی سے انس اور محبت ہوا کرتی ہے وہ دیوانہ ہو جاتا ہے انھیں میں سے تم بھی ہو۔ مگر میرا ایک کہنا مانو تو میں تمھیں بتاتی ہوں۔

وہ تدبیر تمھارے واسطے نہایت کارآمد
اور مفید ہوگی۔
چمپا۔ کہو کیا ہے۔ اچھی ہوگی تو
چمپا ہٹ دھرم نہیں ہے فوراً مانیگی۔
سیتا۔ تم میرے ساتھ رہو۔ اور پھولوتی
کو ڈھونڈو۔ اُسے مصیبت سے
رہائی دلاؤ۔ اگر تم ایسا کروگی تو تمھارا
ہری سنگھ کی گردن پر ایک احسان
ہوجائے گا۔ اور وہ پھر تمھارے
بندۂ بے دام بن جاویں گے۔
چمپا۔ اگرچہ جی نہیں چاہتا کہ اُنکی
تلاش کے سوائے میں دنیا میں کوئی
اور بھی کام کروں مگر تم بھی میری ہمدرد
اور ہوشیار ہو۔ یہ بھی سہی۔ خیر اب
مجبوراً اپنا ارادہ بدل دیا اب جہاں
تم جاؤگی وہیں میں بھی چلوں گی۔
سیتا۔ خیر میں شکریہ ادا کرتی ہوں۔
چمپا۔ صبح ہوتے ہی ہم کو یہاں سے
چلنا ہے اب رات کم ہے لہذا اگر
ہوسکے تو سو جاؤ۔
دونوں نے سونے کی کوشش
کی آخر سو گئیں۔ پہر دن چڑھے
آنکھ کھلی۔ آپس میں کچھ باتیں کیں
اور پھر پھولوتی کے ڈھونڈھنے
کے واسطے تیار ہوگئیں تلاش کے لئے
سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اپنا لباس
بدل ڈالا۔ اور مردانہ صورت بنائی۔

چھبیسواں باب

ان سب کو ان کے حال پر چھوڑکر
اب ہم دیوان منگل سین کی طرف
متوجہ ہوتے ہیں۔ کہ جب سے انھوں
نے طوطا گڈھ کے عیار بدری ناتھ
سے شکست کھائی۔ اور اُن کے
سب منصوبے غلط ہوگئے بلکہ جو مقصد
پورا ہوچکا تھا وہ بھی فوت ہوگیا۔
ماسوا اس کے یہ ہوا کہ زخمی ہوگئے
عیار چھوٹ گئے اور آخر وہ بھاگ کر
سیدھے سندر گڈھ میں پہونچے۔
اُس سے اگلے روز اُس کے
سب عیار۔ اور وہ لوگ جن کو انھوں نے
عیاروں کی امداد کے لیے مقرر کر رکھا
تھا آپہونچے۔ مگر جس عیار کا انھیں
انتظار تھا۔ وہ نہ آیا۔ یہ وہ تھا جو
موتی کی صورت بنا ہوا تھا جو پھولوتی
کو ہنومان سنگھ کے گھر سے ہولیا یعنی
دیجیت سنگھ کو چرکا دیکر نکال لایا
تھا۔ اور جیسے ہولیا طرح طرح کی عیاریوں
سے بیہوش کرکے بھاگتی میں ڈال آئی تھی

سب عیاروں نے دیوان جی کو سلام کیا۔ دیوان جی متفکر تو تھے ہی اُسکے علاوہ وہ زخمی بھی تھے درد کی وجہ سے بیقرار و نزار تھے۔ اُنھوں نے بادل ناخواستہ ان لوگوں سے پوچھا کہ تمھارے سردار پربھو کہاں ہیں۔

عیار۔ حضور اُستاد کی کیا خبر ہم لوگ تو خود ہی بیہوش تھے معلوم نہیں کہ اُستاد نے ہمارے ساتھ کیوں دغا کی تھی۔ اُنھوں نے ہم کو پنیر کھلایا تھا جس کو کھا کر ہم لوگ بیہوش از خود فراموش ہو گئے تھے۔ ہماری تو کسی نے بھی خبر نہ لی تھی۔

دیوان جی۔ اصل بات یہ ہے کہ بڑا دھوکا ہوا۔ ہمارے پاس پربھو نے خبر تو بھیج ہی دی تھی ہم آئے تم لوگوں کو ہم نے نہیں دیکھا نہ تم ہم کو ملے ہم صرف دو آدمیوں کے ساتھ دوسری تلاش میں مصروف ہو گئے تھے۔ ہمیں تلاش سے صرف پھول وتی ملی تھی۔ پربھو اُس کے پاس بھی نہ تھا۔ ہم صرف یہ سمجھ کر کہ تم لوگ بعد کو آجاؤ گے اور پربھو بھی آئے گا۔ اکیلی پھول وتی کو اپنے ساتھ لیکر چلے آئے تھے مگر درمیان راہ میں اور واقعات ہوئے کیا خبر تھی کہ تم بیہوش ہو ہم ڈھونڈتے تھے تمھیں اور مل گئی تھی پھول وتی اس لئے اُس جلدی کے وقت میں تم سے ملنا ہم نے ایک فضول سی بات سمجھی۔

اچھا اس وقت تم لوگ جاؤ اور پربھو کی تلاش کرو۔ اُسے ہمارے پاس لاؤ تو ہم کچھ باتیں معلوم کریں شام تک تم لوگ پھر ہم سے ملنا۔

سب عیار رخصت ہو گئے اور آپس میں تذکرے کرنے لگے کہ بس دنیا ہے اور مطلب ہے ہر کسی کو اپنی اپنی تکلیف کا خیال ہوتا ہے دوسرے کو کوئی نہیں پوچھتا۔ دیوان جی کو دیکھو کہ صرف ان کے حکم کی تعمیل کی وجہ سے ہم رات بھر جنگلوں میں پڑے رہے اور آج اُنھوں نے ہم کو پوچھا بھی نہیں سوائے معمولی باتوں کے اور کوئی بات ایسی نہیں کہی جس سے ذرا ہمیں بھی یہ صبر آتا کہ محنت سے کام کرنے کا کچھ صلہ ملتا ہے۔ اگر پوچھا تو اُستاد کو پوچھا۔ سچ ہے بڑے آدمی کی زیادہ قدر ہوتی ہے ورنہ اُنھوں نے ہم سب کو فسا زیادہ کام کیا ہے۔ وہ ڈھولی عورت بنکر

مزے سے اپنی زندگی [illegible] ہے
اب معلوم نہیں کہاں ہیں۔ کہاں نہیں
کہاں جا کر ڈھونڈیں۔
دوسرا۔ ڈھونڈھنا تو ضرور ہے
بہرصورت تعمیل حکم واجب ہے۔
تیسرا۔ ہاں ڈھونڈنا تو ضرور ہے
تکلیف ہو یا کچھ ہو قہر درویش
بجان درویش۔

اس وقت یہ سب متفرق ہو گئے
اپنے اپنے گھروں کو سدھارے
درمیانی وقت کا ہم کچھ ذکر نہیں کرتے
انھوں نے کچھ کیا ہو اس سے مطلب
نہیں ہے ہم اس وقت کا نظارہ
ناظرین با تمکین کو پیش کرتے ہیں۔
جب سورج کو دنیا سے رخصت ہوئے
ایک دو گھنٹے گذر گئے تھے۔ اور سب
عیار مع پربھو ناتھ کے دیوان منگل سین
کے مکان پر جمع ہو رہے تھے
دیوان جی ابھی یہاں نہ تھے مگر
سب کے انتظار اور انتشار سے
یہ ضرور پتہ چلتا تھا کہ وہ جلد آنے والے
ہیں۔ اتنے میں وہ آ پہونچے سب
نے نہایت ادب سے سلام کیا۔
دیوان جی ایک طرف کرسی پر بیٹھ گئے
اور ایک عیار کو مخاطب کر کے کہنے لگے

کہ پربھو بڑا افسوس ہے کہ تم نے بھی
دھوکا کھایا اور ہم نے بھی۔ تمام
کوششیں بیکار گئیں۔
پربھو عیار۔ خیر جو کچھ دھوکا ہوا
اسے کیا کریں مگر آئندہ کے واسطے
کیا حکم ہے۔
دیوان جی۔ آئندہ کے لئے یہ کہ
میں اب کوئی دن میں رخصت لے
لوں گا اور پھر تمھارے ساتھ ساتھ
چلوں گا۔ مگر بری طرح معاملہ پیچیدار
بنا ہوا ہے۔ ہم سندرگڈھ کے ملازم
ٹھہرے اور ادھر ہنومان سنگھ کا
جو کچھ تعلق یہاں سے ہے وہ بھی
ظاہر ہے۔ بس ایشور ہی شرم رکھے
مگر ان مجبوریوں کی وجہ سے میں
یہاں کی ملازمت چھوڑنے پر تیار
ہوں یہ نہ ہوگا کہ ان خیالوں کو
ترک کر دوں تمھارے ساتھ کیا کیا
معاملہ ہوا سنا۔
پربھو۔ اگر مجھے ہنومان سنگھ کا
کوئی عیار دھوکا دیتا تو میں ضرور
بدلہ لیتا۔ مگر اب میرا مقابلہ بجنت سنگھ
سے جو راجگڈھ کے مشہور عیار بجنت سنگھ
کا بیٹا ہے اس سے پڑا ہوا ہے وہ
خود بھی زبردست عیار ہے۔ اور

اُس کے دوست اور عزیز بھی عیار ہیں
اس نے بڑی بڑی عیاریاں کی ہیں
جو وہم و گمان میں بھی مشکل سے آسکتی
ہیں۔ ایک عورت کی شکل بنکر وہ
ہنومان سنگھ کے محل میں رہا۔ مگر
میں نے اس پر بھی اُسے دھوکا دیا
اور کامیاب نہ ہونے دیا۔ مگر پھر بھی
اُس نے ایک پہرہ دار کی صورت
میں مجھے دھوکا دیا اور پھر میں اُس
سے سر بر نہ ہو سکا۔ مجھے اُس نے
بیہوش کر کے وہیں ایک جگہ ڈالدیا
تھا۔ خیریت یہ ہوئی کہ اُسنے اور
کچھ نہ کیا۔ اُس نے مجھ سے یہی
کہا تھا کہ پھول وتی کا بر طرف
ہری سنگھ ہی بن سکتا ہے اور کوئی
نہیں ہو سکتا۔ جب مجھے بیہوش
کر دیا تو پھر معلوم نہیں اُس نے
اور کیا کیا کارروائی کی شاید یہ ہے کہ اُسنے
ان سب کو جا کر بیہوش کیا۔ اور
وہاں سے پھول وتی کو لے گیا۔ مگر
تعجب یہ ہے کہ آپ جس وقت
ہمیں تلاش کرتے ہوئے پہونچے
تو آپ کو ایک جگہ تنہا پھول وتی ملی
معلوم نہیں کہ وہ اسوقت کہاں تھا۔
دیوان جی۔ ہاں اسوقت اُسکے

[illegible] دتی بھی نہ تھا پہلے میں تو یہ
سمجھا تھا کہ تم کسی جگہ چلے گئے ہوگے
مگر پھول وتی کے غصہ اور کڑے
جوابوں کی وجہ سے مجھے شبہ ضرور
ہو گیا تھا۔ خیر پھر بھی میں آسے لے
چلا تھا۔ کہ راستہ میں ہنومان سنگھ
کے عیاروں اور فوج سے میرا مقابلہ
پڑ گیا۔ اور مجھے شکست ہوئی۔
اور پھول وتی وہیں چلی گئی۔
پرکھو۔ خیر جو کچھ ہوا سو ہوا۔ اگر وہ
طوطا گڈھ ہے تو اور راجگڈھ ہے
تو ہر صورت میں بہت جلد اُس کا
پتہ لگاؤں گا مجھے بھی قسم ہے
کہ اگر وہ عرش پر بھی ہوگی تو عیاری
کر کے وہاں سے بھی اُتار لاؤں گا۔
مگر آپ کا میرے ساتھ رہنا بہت
اچھا ہے آپ جلد سے جلد چھٹی
لے لیجیے۔
منگل سین۔ ہاں میں جلد رخصت
لوں گا۔ اب ہمیں یہ تو معلوم ہی ہے
کہ وہ طوطا گڈھ میں رہے۔ وہاں ہمارا
منتر بہت جلد کارگر ہوگا۔ اب ایک
دو روز آرام کر لو۔
پرکھو۔ مجھے کچھ اور بھی عرض کرنا ہے۔
منگل سین۔ کہو۔

بیر بھو۔ یہ تو آپ کو بھی معلوم ہے اور آپ بھی اس کے مقر ہیں کہ ہم لوگوں نے جان توڑ کر کوشش کی ہر بات میں ہمیں کامیابی ہی کامیابی ہوئی مگر صرف دو ایک معاملوں میں دھوکھا یا جس کی تلافی آیندہ کوششوں میں کر دی جائے گی۔ لہذا آپ کو حسب وعدہ اب انعام دینا چاہیئے

منگل سین۔ ہاں میں اسکے لیئے تیار ہوں۔ یہ کہکر اس نے گھر میں سے روپیہ منگایا اور سب عیاروں کو تقسیم کر کے کہا ایشور اگر وہ دن لایا جس کی مجھے تمنا ہے تو میں اس سے بہت زیادہ زیادہ تم لوگوں کو انعام دونگا۔

سب عیار۔ دعائیں دیتے ہوئے رخصت ہوئے صرف بیر بھو رہ گیا۔ دونوں میں اور اور باتیں ہوتی رہیں آخر وہ بھی چل دیا تو منگل سین نے کہا کہ تم کل مجھ سے ضرور مل لینا۔ شاید میں کل ہی رخصت حاصل کر لوں

جس روز کا واقعہ ہم نے لکھا اس سے اگلے دن بیر بھو پھر منگل سین کے مکان پر پہونچا سلام کر کے کچھ دیر خاموش بیٹھا پھر پوچھا۔ کیوں دیوان جی ابھی رخصت تو نہیں لی ہے

منگل سین۔ لو میں تمھیں ایک اور خوشخبری سناتا ہوں۔ مگر یہ بات ذکر کرنے کے قابل نہیں ہے ایسا نہ ہو کہ تم کسی سے کہو۔

عیار۔ بھلا کب ہو سکتا ہے کہ حضور کسی بات کو پردہ میں رکھنا چاہیں اور ہم لوگ اسکا اظہار کریں

منگل سین۔ آج کل کچھ ایسے پیچیدار معاملات ہو رہے ہیں کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتے ادھر تو تم نے دیکھا کہ وہ راجگڈھ کا عیار اسقدر کوشش کر رہا ہے جس کا حال تمھیں معلوم ہی ہے۔ ادھر ایک نیا واقعہ اور ہوا جس سے مجھے بے حد تعجب ہے

عیار۔ کچھ فرمائیے تو۔

منگل سین۔ واقعہ یہ ہے کہ بنوان سنگھ نے آج کمار ہری سنگھ کو کسی صورت سے گرفتار کر کے قید کر دینے کے واسطے یہاں بھیجا ہے اور جہاں تک خیال ہے اب انکی زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ صرف بنوان سنگھ کی اجازت کا انتظار ہے

عیار گھبرا کر۔ ہیں یہ کیا قصہ ہے

منگل سین۔ خود میری سمجھ میں قصہ نہیں آتا

عیار۔ یہ تو سب ظاہر ہے کہ یہ عداوت

کے کرشمے ہیں۔ مگر اُن کے واسطے حکم کیا آیا ہے۔

منگل سین۔ حکم یہ ہے کہ اُس کو تا وقتیکہ دوسری اطلاع نہ بھیجی جاوے نہایت احتیاط کے ساتھ قید رکھا جائے

عیار۔ تو کیا اُن کو قید کر دیا گیا۔

منگل سین۔ اگرچہ مجھ سے بھی اُنکے قید کرنے کی جگہ کا راز پوشیدہ رکھا گیا ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ انھیں نہایت احتیاط سے رکھا جاویگا۔

عیار۔ اب یقینی ہنومان سنگھ کو اُن کے مقابلہ پر فتح نصیب ہوگی۔

منگل سین۔ مگر ع

ہارا چہ ازیں قصہ کہ گاؤ آمد و خر رفت
قاضی بہ شہر آمد و کوتوال بدر رفت

ہمیں تو دونوں یکساں ہیں۔ دونوں رقیب ہیں۔

عیار۔ مگر اس میں ہمیں آسانیاں بہت ہیں۔ کیونکہ راجگڈھ کا ایک ایک عیار عیاری کا پتلا ہے اور ہنومان سنگھ کے یہاں کوئی ایسا نہیں ہے کہ ہمارے مقابلے پر آسکے۔

منگل سین۔ خیر ہم نے تمھیں صرف مطلع کر دیا ہے۔ ابھی تک رخصت نہیں لی ہے جب رخصت لے لیں گے

تو تم سے کہدیں گے۔ ہمارا منشا یہ ہے کہ جب ہری سنگھ کا فیصلہ ہو جائے تب کوئی کارروائی کریں۔

عیار۔ مگر میں یہ بھی کہے دیتا ہوں کہ ہری سنگھ کے ساتھ کوئی بدسلوکی کرنا آسان کام نہیں ہے اس میں بڑے بڑے فساد ہوں گے۔ اور دونوں تینوں ریاستوں کے بہت سے آدمی اس ہنگامہ میں مارے جائیں گے یہ باتیں صرف عیاروں تک ہی محدود رہنے والی نہیں ہیں دیکھئے کیا کیا ہوگا۔

منگل سین۔ کچھ بھی ہو ہمیں اس سے غرض نہیں ہے ہم جو کچھ کام نکالیں گے وہ عیاروں کے ذریعہ سے نکالیں گے اور ہمیں مطلب نہیں ہے۔ باقی یہ ضرور ہے کہ ہم بھی جان توڑ کر کام کرینگے۔

ستائیسواں باب

سیتا اور چمپا دونوں چلیں وہ راستہ میں یہ باتیں کر رہی تھیں۔

چمپا۔ بہن تو بتاؤ کہ تمھارا ارادہ کیا ہے اور تم اب کہاں چلنا چاہتی ہو۔

سیتا۔ کیا بتاؤں جو کچھ معاملہ ہے

وہ تو میں تم کو سُنا ہی چکی ہوں اب
اس میں جسقدر میں معلومات رکھتی
ہوں اُسی قدر تم کو بھی ہے جیسی میں
کوئی راے قائم کر سکتی ہوں اسی
طرح تم بھی کر سکتی ہو۔ سچ کہتی ہوں
کہ پھول وتی کی جدائی میں میرے
ہوش وحواس اور میری عقل درست
نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ تم کوئی بات
بتاؤ۔

سیتا کی یہ باتیں سنکر چمپا نے
جواب دیا کہ میری اس میں راے
ہی کیا ہو سکتی ہے تم کہتی ہو کہ وہ
رات طوطا گڈھ میں لائی گئی ہے
تو یہ یقینی بات ہے کہ وہ ہنومان سنگھ
کے محل ہی میں ہوگی لہذا ہم دونوں
کو وہیں چلنا چاہیے۔

سیتا۔ ہاں میری راے تو یہی ہے
آگے جو تم مناسب سمجھو مگر یہ تو بتاؤ کہ
وہاں تک پہونچو گی کیونکر اور کیا عیاری
کرو گی۔

چمپا۔ تم بیفکر رہو۔ اگر تمھارا جی چاہے
تو طوطا گڈھ تک میرے ساتھ چلو
اور اگر یہی تمھاری راے نہو تو نہ چلو۔
میں تنہا جاتی ہوں اور پھول وتی کا
پتہ نکال لاتی ہوں۔ بلکہ اگر وہ
وہاں ہوئی تو آج ہی میں اُسے وہاں
سے نکال لاؤں گی۔

سیتا۔ نہیں میرا یہ تو جی نہیں چاہتا
کہ تمھارا ساتھ چھوڑ دوں۔ چلونگی
تو ضرور پھر تم محل میں جاکر دیکھ آنا۔
وہاں البتہ میرا جانا۔ اور وہاں نہ
پہچانا جانا مشکل بات ہے۔

چمپا۔ خیر چلو۔ دیکھو یہ راستہ
طوطا گڈھ کو جاتا ہے۔

سیتا۔ اودھر راستہ کا کیا ہے راستہ
تو بیشمار ہیں۔

غرضکہ یہ دونوں ایک راستہ پر ہولیں
اور چند گھنٹوں میں طوطا گڈھ جا پہونچیں
وہاں پہونچ کر سیتا بولی کہ سکھی میں
تو یہ جانتی ہوں کہ مسافر کا اچھا گھر
سراے ہوتی ہے۔ تم کہو تو میں
سراے میں ٹھہر جاؤں۔ اور تم راج محل
میں جاکر پتہ نکال لاؤ۔

دونوں سراے میں جاکر ٹھہر گئیں
اور پھر سیتا نے سوال کیا کہ اچھا سکھی
اب بتاؤ تم کس عیاری سے وہاں
پہونچو گی۔ ایک بات میں تمھیں پہلے
ہی سے سمجھائے دیتی ہوں کہ کسی
فقیرنی وغیرہ کے لباس سے وہاں تک
نہ جانا۔ اگر یوں گئیں تو فوراً پہچان لی جاؤ گی

اور پھر تمھارا چھوٹنا مشکل ہو جائے گا سنو آیا تھا مجھکو۔ میں لے چلا تجھکو والا حساب ہو جائیگا۔ کیونکہ آجکل خلاف معمول راج محل میں بہت ہی دیکھ بھال ہو گی۔ اور ہنومان سنگھ نے نہیں معلوم کتنے عیار وہاں مقرر کر رکھے ہونگے کیونکہ وہ چرکا کھا چکے ہیں۔ جو کچھ کرنا بہت ہی سمجھ بوجھ کر کرنا۔

چمپا۔ سکھی میں بھی نادان نہیں ہوں ؎
مجھکو ناداں نہ سمجھ دور ہو دانا ہوں میں
قوم کی توجہ پری ہے تو سیانوں میں

میں جانتی ہوں کہ تم عیار ہو۔ مگر اتنا سوچ لو کہ میں نے عمر سنی رانی کی صحبت اٹھائی ہے

بیتا۔ چمپا تم برا نہ مانو میں تمھیں نادان نہیں جانتی بلکہ میرا فرض تھا کہ میں تمھیں سمجھا دوں کیونکہ تم اس سے پہلے وہاں نہیں گئی ہو۔

چمپا۔ نہیں میں نے برا نہیں مانا۔ جو کچھ کہا مذاق میں کہا۔

اتنا کہہ کر چمپا رخصت ہو گئی۔ وہ سیدھی راج محل کی طرف گئی اور ایک سپاہی کی صورت بنا محل کے ادھر ادھر گھومنے لگی۔ یہ یوں ہی گھوم رہی تھی اتنے میں ایک کہاری محل سے نکلی۔ اور چمپا نے جو اسوقت سپاہی بنی ہوئی تھی اُسے دیکھا اور پوچھا۔ کہ تیرا نام کیا ہے

کہارن۔ کیوں آپ کو میرے نام سے کیا واسطہ ہے کچھ ہو۔

سپاہی۔ یہ بھی بتاؤنگا پہلے یہ تو جواب دے

کہارن۔ واہ۔ کیا تم مجھے جانتے نہیں ہو۔ یہاں کا کوئی سپاہی بھی ایسا نہیں ہے جو کشن دئی کے نام سے واقف نہ ہو۔

سپاہی۔ ہاں مجھے دھوکہ ہو گیا تھا۔ کشن دئی سے ہی مجھے کام بھی ہے

کہارن۔ کیا کام ہے کہو جلدی کہو کیونکہ اسوقت محل کے کاروبار سے مجھے فرصت نہیں ہے۔

سپاہی۔ جو کچھ میں تم سے کہنے والا ہوں اس میں میرا کوئی نفع نہیں ہے جو کچھ فائدہ ہے وہ تمہارا ہے۔

کہارن۔ اچھا فائدہ یا نقصان جو کچھ ہو وہ کہو تو سہی یہ کہکر وہ ہنس پڑی

سپاہی نے دیکھا کہ بڑھی کہارن کو ہنسی آگئی۔ اب کیا ہے بس کام بن گیا اب تو امید ہے کہ جو کچھ میں اس سے کہونگا یہ ضرور قبول کریگی۔ لہذا وہ کہنے لگا۔ کہ مائی اگر تم اپنے گھر تک چلو تو میں تم سے سب باتیں کہدوں۔

کہارن۔ تم تو نئی نئی باتیں کہتے ہو۔ آخر یہاں کہنے میں کیا نقصان ہے مجھے اسوقت کام

ضروری ہے میں جا نہیں سکتی۔

سپاہی نے دیکھا کہ اب بڑھیا کا مزاج پھر بدل چلا منتر کا اگر ہوتا ہوتا رہ گیا۔ لہٰذا اُس نے اب دوسری کارروائی کی۔ دو اشرفیاں جیب سے نکالکر بڈھی کہارن کے ہاتھ پر رکھ دیں۔ بڈھی نے پوچھا یہ کیا یہ اشرفیاں کیسی ہیں۔ سپاہی نے جواب دیا کہ اب سب باتیں نہ پوچھو اُسکا ثبوت میں نے تمھیں دیدیا جو کچھ تمسے کہا تھا۔ یعنی یہ کہ تمھارے نفع کی بات ہے۔ کہارن نے دیکھا کہ واقعی سپاہی کہتا تو سچ ہے اور ہرج ہی کیا ہے اُسکی بات بھی حسن ہو لیکن بہت ہوگا یہ ہوگا کہ مجھے کام میں کچھ دیر ہو جائیگی۔ سو اس کا کیا ہے سو پہلے بھر دونگی۔ یہ سوچکر وہ اُسکے ساتھ ہو لی گھر راج محل سے کچھ زیادہ دور نہ تھا جلد وہاں جا پہونچی مگر بجز سوائے ایک لڑکی کے اور کوئی بھی نہ تھا۔ یہاں آکر سپاہی نے پھر یہی ڈال گیا کہ یہ بڈھیا کیسے ہے سپاہی۔ مجھے صرف ایک گھنٹے کے واسطے ضرورت ہے کہ تم اپنا لباس مجھے دیدو اور یہ دو نوٹ اشرفیاں لے لو۔

کہارن نے بڑے غور سے سپاہی کی صورت دیکھی۔ اور کہا کہ تم مجھے کوئی عیار معلوم ہوتے ہو ورنہ تمھیں میرے لباس کی کیا ضرورت ہے۔

سپاہی نے ایک اشرفی اور دی بڑھیا نے اشرفی کی صورت دیکھکر کہا کہ بیٹا یہ تو بتاؤ کہ آخر میرے لباس سے تمھارا کیا کام نکلیگا دیکھو مجھے ابھی تو انکار نہیں ہے لباس میں تمھیں دیدونگی اگر تم محل میں نہ جانا۔ کیونکہ آجکل بڑی دیکھ بھال ہے۔ بہتر یہ ہے کہ تم مجھے یہ بتا دو کہ وہاں جانے سے تمھارا منشا کیا ہے شاید میں تمھیں وہیں بتا دونگی۔ کیونکہ مجھے سب کچھ معلوم ہے نقلی سپاہی نے کہا کہ بڑھیا کے دلیر پور اپور اقبضہ ہو گیا ہے لہٰذا اُسنے کہدیا کہ میں راجگڈھ سے آیا ہوں کام صرف یہ ہے کہ رات یہاں ایک لڑکی آئی ہے جسکا نام پھول دتی ہے۔ تم بھی اسے جانتی ہوگی اس سے دو دو باتیں کرنا ہیں۔

کہارن بیٹا لباس موجود ہے لیجاؤ۔ مگر بات میں تمھیں بتائے دیتی ہوں کہ افواہ یہ اڑی ہوئی ہے یہی صحیح ہے کہ بدری ناتھ رات اُسکو لایا تھا مگر کسی دوسری جگہ کا کوئی عیار رات ہی کو اُسکو لے گیا۔ اور یہ بالکل ٹھیک ہے۔

سپاہی۔ افسوس تو کیا میں وہاں نہ جاؤں۔ بڑھیا نے اپنی لڑکی کی قسم کھائی اور کہا کہ بات یہی ہے جو کچھ میں کہہ چکی ہوں جسکو بھی یقین آگیا۔ اور وہ وہاں سے رخصت ہو کر سیتا کے پاس آئی اور آکر تمام حال سنا دیا۔

نام کتاب	قیمت
سندر شانتا - اسقدر دلچسپ ہے کہ اول سے پڑھکر آخر تک آپ چھوڑ نہیں سکتے	
حصہ اول -	۸ر
حصہ دوم -	۸ر
حصہ سویم -	۸ر
حصہ چہارم -	۸ر
خون ناحق -	۱۰ر
خدائی فوجدار - ترجمہ کتاب ڈائن کونکساٹ ڈی لامان در دو جلد	عہ۸ر
جوہر انتخاب -	۸ر
فسانۂ آزاد - کامل ہر چہار جلد متفرق جلدیں بھی فروخت ہوتی ہیں	للعہ۸ر
۱ - جلد اول -	للعہ
۲ - جلد دوم -	للعہ۸ر
۳ - جلد سوم -	صہ ر
۴ - جلد چہارم	صہ ر
سیر کوہسار - در دو جلد	ہے۸ر
جام سرشار - باتصویر -	عہ۸ر
فریب حسن -	عہ۱۲ر
طلسم خیالات -	۱۲ر
فسانہ سوزن عشق -	عہ۸ر
فسانہ الوین ولیلی - ترجمہ ناول اسٹار آف منگریلیا -	عہ۴ر
وکٹوریا نرجیا ترجمہ ناول دی وہرد ولعث	عہ ر

نام کتاب	قیمت
اسرار آسیہ -	۷ر
روز الیمبرٹ - حصہ اول -	عہ۸ر
ایضاً حصہ دوم	عہ ر
الف لیلہ نثر - اردو بطرز ناول مصنفہ پنڈت رتن ناتھ حصہ اول	ہے
ایضاً ایضاً حصہ دوم	عہ۸ر
مجموعہ افسانہ ولیئیر - ترجمہ کتاب ٹیلس فرام شیکسپیر -	عہ
ترجمہ اردو ناول ارنسٹ الٹریورس والاتس کامل	عہ۸ر
جذبہ عشق	۸ر
ہنگامہ عشق	۱۲ر
لعبت فرنگ	عہ ر
قصہ حاجی بابا اصفہانی	عہ۱۲ر
مفید خاص و عام	۱۴ر
منارہ قیصری	۱۲ر
گلاب کنور - عرف طلسم شرر	عہ۴ر
ناول اسرار نیکر و منیمر کا ترجمہ	عہ۸ر
فسانہ مفقود الخبر	عہ ر
حجاب عصمت	۴ر
شاہد طراز	۶ر
طلسم نارنج	۱۱ر
ناول غریب الوطن	عہ۲ر
ناول سیتا - در دو جلد	ہے

نام کتاب	قیمت
ناول زن مرید -	عہ/
ناول پریخانہ -	عہ/
راز عشق - در حال خفیہ پولیس	عہ/
گناہ بے لذت -	۸/
نئے بگڑے -	۸/
روہنی ناول -	۱۰/
بنگالی دلھن -	۱۲/
مار آستین -	۱۰/
التمش -	۱۴/
مرنالنی -	۱۰/
فسانہ حسرت وصل -	۶/
خاورنامہ جلد اول -	۱۰/
دھوکا طلسمی فانوس -	عنا/
دلچسپ حصہ اول -	۸/
دلچسپ حصہ دوم -	۸/
شام جوانی حصہ اول -	۶
ایضاً حصہ دوم -	۱۴/
خلق مجسم -	عہ ۱۴/
سبز باغ -	۸/
بوالہوس -	عہ/
پرتاب -	۱۲/
بلاس کماری -	عہ ۱۴/
تسخیر -	۱۰/
مہاتما بدھ دیو کی سوانحعمری	۸/

نام کتاب	قیمت
وقایہ نادری -	۱۲/
عیاروں کا عیار -	۶/
معشوقہ فرنگ -	۸/
حرمان خانم -	۶/
مارگریٹ -	عہ ۲/
خوش نصیب -	عہ/
جوش خون -	عہ ۱۴/
ہم خرما و ہم ثواب -	۱۴/
گلکدم	عہ

قصہ جات نثر

داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکی ترکیب و ترتیب آٹھ دفتروں میں ہے اور اس کے ناموں کی تصریح حسب نقشہ مندرجہ ذیل ہے -

نمبر	نام دفتر	تعداد جلد
۱	نوشیروان نامہ	۲
۲	کوچک باختر	۱
۳	بالا باختر	۱
۴	ایرج نامہ	۲
۵	طلسم ہوشربا	۷
۶	صندلی نامہ	۱
۷	تورج نامہ	۲
۸	لعل نامہ	۲